بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہبِ الرحمٰن

مفسر

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۶

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ کو خوش نہین آتا　بری　بات　کا　پکارنا

إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ تَعْفُوْا

مگر جسپر　ظلم ہوا ہو　اور اللہ ہے　سنتا　جانتا　اگر تم کھلی کرو　کچھ بھلائی　یا اسکو چھپاؤ　یا معاف کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا

برائی کو　تو اللہ بیشک معاف　کرنے والا ہے مقدور رکھتا

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ ۔ من احد ای یعاقب علیہ ۔ یعنے من احد متعلق لا یحب کے ہی اور عدم محبت کے معنے یہ کہ اسپر عذاب کریگا اور حاصل اسکا یہ کہ اللہ تعالے کسی سے بدگوئی کرنا پسند نہین کرتا ۔ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۔ مگر جو ظلم کیا گیا ف تو اُسنے اگر سوء القول سے جہر کیا تو اس سے مواخذہ نہ فرمائیگا اور طریقہ اسکا یہ کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم سے لوگونکو یا حاکم کو خبر دے اور اسپر بددعا کرے ۔ واضح ہو کہ مفسر رح نے من احد سے مستثنے منہ کے مقدر ہونیکا اشارہ کیا لیکن ظاہر امفسر رح کے نزدیک الا من ظلم ۔ استثنا منقطع ہی ورنہ الا من ظلم ہوتا اور نیز معنے مین بھی فساد ہی کیونکہ استثنا متصل کی صورت مین یہ معنی ہونگے کہ لیکن جس مظلوم نے ایسا کیا تو اسکو پسند کرتا ہی حالانکہ یہ نہین بلکہ اُس سے مواخذہ نہین ہی پس حق یہ کہ استثنا منقطع ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رض کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالے نہین پسند کرتا کہ بددعا کرے کوئی دوسرے پر لیکن اگر مظلوم ہووے تو اسکو رخصت ہے کہ اپنے ظالم پر بقدر ظلم کے بددعا کرے اور یہی معنی ہین قولہ الا من ظلم کے اور اگر وہ صبر کرے تو اسکے لیے بہتر ہی رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ ۔ پھر اہل علم نے جہر بالسوء کی کیفیت مین جو مظلوم کے واسطے روا ہی اختلاف کیا پس ظاہر معنی یہ کہ مظلوم کو روا ہی کہ ایسا کلام اپنے ظالم کے حق مین نکالے جو بد ہو وے ۔ اور ابن مالک جزری نے اس آیت مین کہا کہ کوئی اگر تجکو بری بات کہے تو بھی اسکو بری بات کہہ لے لیکن اگر وہ تجپر بہتان باندھے تو تو اسپر بہتان مت باندھ ۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو آدمی جو آپسمین گالی گلوج کرین تو گناہ اسپر ہی جسنے پہل کی جب تک کہ مظلوم اس سے تجاوز نہ کرے رواہ مسلم و ابو داود ۔ اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ جسنے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق مین بددعا کی تو اُسنے بدلا لے لیا رواہ الترمذی ابن ابی شیبہ اللہ تعالے نے فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل جس شخص نے بعد ظلم کے بدلا لیا تو ایسونپر مواخذہ کی راہ نہین ہی ۔ ف ۔ اور بعض نے کہا کہ مہمان کے حق مین اتری ہی کہ اگر کسی قوم کے یہان مہمان اُترا اور انھون نے اسکی ضیافت نہ کی تو اسکو روا ہی کہ کھلے طور سے اس بات کا شکوہ کرے جو اسکے ساتھ کیگئی ہی یعنے یون کہے کہ میری ضیافت مین انھون نے قصور کیا اور برا کیا اور یہی مجاہد رح سے مروی ہی اور ظاہر یہ کہ آیت عام ہے ہر طرح کے ظلم کو شامل ہی اور یہین سے بعض نے استدلال کیا کہ مہمان کی ضیافت درصورت استطاعت واجب ہے اور دیگر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ الا من ظلم کے یہ معنے ہین کہ لیکن اگر کسی پر ظلم کیا جاوے کہ جہر سے بدبات کہہ تو اس کو عفو ہے کہ زبان سے بری بات نکالے اگرچہ خلاف شرع ہو اور اس قول پر یہ آیت دربارۂ اکراہ

Marfat.com

ہو گئی یعنے ظالم نے زبردستی کسی غریب کو دھمکایا کہ تجھے قتل و قید کرونگا ورنہ تو زبان سے ایسا کلمہ بد نکال ولیکن ارجح وہی ہی جو مفسر نے بیان کیا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان سمیع علیم ہی ف آمین ظالم کو تحذیر ہی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور مظلوم کو تنبیہ ہی کہ جسقدر ظالم نے کیا ہی اس سے تجاوز نکرے پھر مظلوم کو ایسے امر کی طرف ارشاد فرمایا جو اسکے حق مین بہتر ہی۔ اِنْ تُبْدُوْا۔ تظہروا۔ خَيْرًا من اعمال البر۔ اَوْ تُخْفُوْهُ۔ تعلموہ سرا۔ اگر تم ظاہر کرو کسی نیک کام کو یا پوشیدہ عمل مین لاؤ۔ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ۔ ظلم یا عفو کرو کسی سو یعنی ظلم کو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ عفو کرنے والا قادر ہی یعنے یہ تمہارے حق مین بہتر ہی کہ تمکو ثواب جمیل ملیگا اور اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے ہی کہ وہ تعالیٰ قادر سلطان ہو کر بھی عفو فرماتا ہی اور ایک خبر مین ہی کہ حاملان عرش تسبیح کرتے مین بعض کہتے ہین کہ پاک ہی تو کہ بعد علم کے حلم فرماتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ پاک ہی تو کہ قدرت کے باوجود عفو فرماتا ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ زکوۃ دینے سے کبھی مال کم نہین ہوتا اور عفو کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ عزت ہی بڑھاتا ہی اور جس نے اللہ تعالیٰ کیواسطے تواضع اختیار کی اسکو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہی ف فی العرائس قولہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ آمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندونپر اپنی شفقت ظاہر فرمائی کیونکہ حبیب اسپر رضامندی نہین فرماتا کہ غیر شخص اسپر کھلی تشنیع کرے پھر کب وہ راضی ہوگا کہ خود اسکی پردہ دری فرماوے اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہی یعنے بہت غیرت والا اسیواسطے جہر سے بدگفتگو کو نہین پسند فرماتا ہی اور یہ جو فرمایا الا من ظلم یعنے مظلوم کو رخصت و اجازت دی تو اسواسطے کہ مظلوم کی زبان درازی ہی اور جناب الٰہی مین وہ دل کیونکر اس انقباض کو دفع کرتا ہی جو ظالم کے فعل سے اسکو پہونچا ہی اور یہ اجازت نہین کہ فحش بات کہے بلکہ یہ فقط بددعا ہی اور اللہ تعالیٰ سمیع ہی یعنے ظالم پر مظلوم کی بددعا سنتا ہی لعد یہ بمانند قولہ تعالیٰ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل الآیہ ہی۔ اور یہ مظلوم کے واسطے تسلی و تشفی ہی واسطی نے کہا کہ مومنون سے بدگوئی نہوگی کیونکہ یہ کافرونکا شیوہ ہی قال تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ فرق نکالین اللہ مین اور اسکے رسولون مین

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو اور نہین مانتے ہین بعضون کو اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک

سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۞ ۱۵

راہ ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھی ہی منکرون کے واسطے ذلت کی مار

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسولون پر اور جدا نہ کیا کسیکو انمین انکو دے گا

يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞ ۱۵ ع ۱۱

انکے ثواب اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ۔ یہ موصول عام ہی اور یہود اسمین بدرجہ اولیٰ داخل ہین اور نصاریٰ بھی۔ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کیونکہ یہ لوگ بعض رسولون پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا تو ایک رسول سے بھی انکار کرنا بمنزلہ سب رسولونسے انکار کے ہی اور رسولونسے انکار کرنا وہی اللہ تعالیٰ سے انکار ہی جیسے رسول کی فرمانبرداری وہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی اور یہانسے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واحد ہونیکا اقرار کرے اور رسول صلعم سے انکار کرے تو وہ کافر ہی علاوہ اسکے نصرانی ایسے خدا پر ایمان لایا جسکا بیٹا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہی تو وہ

اللہ تعالیٰ سے کافر ہیں۔ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں میں
پھوٹ ڈالیں ف یعنے تفرقہ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاویں اور رسولوں پر ایمان نہ لاویں ۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ انھوں نے
بعض رسولوں سے انکار کیا تو یہ کل رسولوں سے انکار ہوا پس یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسولوں کے درمیان تفریق ہوا ۔ اور یہ ظاہر ہے اسواسطے کہ
اہل کتاب نے کل رسولوں سے انکار نہیں کیا تھا اور نہ ایسا کیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں سے منکر ہوں مگر اسی طرح ہے جیسے بیان ہوا چنانچہ
خود تفسیر فرمائی بقولہ تعالیٰ ۔ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۔ اور یوں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر
اور انکار کرتے ہیں بعض سے ف چنانچہ یہود نے موسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھکر انکار کیا کیونکہ وہ تو ایسے مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہو تو عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام سے منکر ہوئے پھر احتمال ہے کہ ان لوگوں نے یہ قول بوجہ عداوت و سرکشی کے صاف کہا ہو یا یہ مراد ہے کہ جب یہود نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی نسبت کہا کہ ہم ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلعم کی نسبت کہا کہ ہم انپر ایمان نہ لائے تو گویا انھوں نے کہا کہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے
درمیان میں ایک نیا راستہ نکالکر اسپر چلیں ف حالانکہ بیچ میں کوئی راہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان جبھی ایمان ہوگا کہ سب رسولوں پر ایمان لاوے
اور جو کچھ وہ لائے ہیں اسکی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرے اور اگر اسمیں سے کسی جزو سے انکار ہوا تو کل کی تصدیق نہ رہی پس ایمان نہ رہا جو حق ہے
اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں اسیواسطے فرمایا ۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۔ یعنے جنکی یہ صفت ہے وہ کافر ہی ہیں ۔
حَقًّا ۔ ضرور حقا منصوب ہے بنابر آنکہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے ای حق ذلک حقا پس تاکید ہے اپنے جملہ ماقبل کے مضمون کی اور وجہ تاکید یہ ہے کہ وہ
مدعی توسط تھے یعنے آنکہ یہ کفر نہیں ہے تو جملہ اسمیہ اور ہم ضمیر فاصل و خبر بالف لام و حقا مصدر مؤکد سے رد کر دیا اور حاصل یہ کہ ایسے لوگ کفر میں پورے
ہیں قتادہؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود و نصاریٰ ہیں کہ یہودی تو توریت و موسیٰ پر ایمان لائے اور عیسیٰ و انجیل سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے محمد صلعم اور قرآن سے انکار کیا اور یہودیت و نصرانیت نکالی حالانکہ یہ دونوں بدعتیں ہیں اسلام کو چھوڑ دیا جسپر اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو
بھیجا تھا اور ایسا ہی سدیؒ و ابن جریجؒ سے مروی ہے بالجملہ اُنکے کافر و مشرک ہونے میں شک نہیں پھر فرمایا ۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُهِينًا ۔ اور ہم نے کافروں کے لیے عذاب ذلت مہیا فرمایا ہے ف مہین صیغہ اسم فاعل ہے پس اگر معنے اہانت دینے والا کہا
جاوے تو عذاب کو ایسا کہنا مجاز ہے پس مجازی نسبت ہے یعنے ایسا عذاب کہ ذلیلانہ ۔ یعنے خواری والا ہے اور وہ عذاب دوزخ ہے اور مہیا کرنا آخرت
میں لازم اور دنیا میں بھی بحکمت ہے اور واضح رہے کہ جو اخلاق پسندیدہ ہیں جیسے سچ بولنا اور ترس کھانا اور آپس میں اتفاق رکھنا اور ہمدردی کرنا اور
جوانمردی سے بسر کرنا اور لہو و لعب اور عیش و طرب میں گرفتار نہونا اور کھانے پہننے میں اہتمام نہ کرنا وغیر ذلک یہ سب خوے دل کے اچھے اخلاق ہیں اگر ایمان کے ساتھ جمع
ہوں مثلاً مومنین جوانمرد آپس میں متفق ہمیشہ غالب و باسلطنت و ہیبت ہونگے اور اگر ایمان کے ساتھ نہوے تو بھی اپنا اثر دکھلاوینگے کہ دنیا میں فلاح و عزت
دنیاوی کے ساتھ ہونگے پس اہل اسلام پر فرض ہے کہ آپس میں اخلاق نبوت کی پیروی کریں ۔ دیکھیں کہ اللہ عزوجل نے اہل ایمان کاملین کی کیسی تعریف
فرمائی بقولہ ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور جو بندے کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں پر ایمان لائے ف یعنے سب رسولوں پر
ایمان لائے یعنے دل سے تصدیق کی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم تک سب اللہ تعالیٰ کے سچے رسول برحق تھے اور جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے لائے سب برحق ہے اگرچہ ہمپر پیروی کرنا اسوقت فقط حضرت محمد صلعم کی واجب ہے لیکن ہم ایمان و تصدیق سب کی رکھتے ہیں تو مخبر نے

ایسا کیا ۔ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۔ یعنے یہ نہیں کیا کہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہ مانتے بلکہ سب کے نبی برحق ہونکی تصدیق کی
أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۔ تو ایسے نیک ایمان والے جو بندے ہیں عنقریب ہم انکو انکے اجور یعنی انکے اعمال کے
ثواب دینگے ف قال ابن کثیر مراد اس اولٰئک اسم موصول مبہم سے امت محمد صلعم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ و سب رسولوں پر ایمان لاتے ہیں جسطرح کہ آیہ
آمن الرسول سے واضح ہے پھر نور یؤتیہم مون اکثر و لکی قراءت ہے پس حضرت حق عز و جل نے اپنی عظمت سے کلام فرمایا پس جو کچھ ثواب عطا فرمایا جائیگا کسی بندہ
کے خیال میں کب آسکتا ہے اور حفص کی قراءۃ میں یوتیہم بالیا والتحتیہ ہے یعنی یوتیہم اللہ تعالیٰ ۔ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا
اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اپنے اولیا کیواسطے غفور ہے اور اپنے بندوں کیلیے رحمت والا ہے ف یعنے جو بندے اسکے اور بواسطہ رسولوں کے ایمان
لاکر شرک و کفر چھوڑ کر اسکے ولی ہوگئے ہیں او تعالیٰ انکی لغزشیں بخشنے والا اور فرمانبردار بندوں پر رحم فرمانیوالا ہے اور اس آیت میں بڑی بندگی ہے کہ او
تعالے نے اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں پر ایمان لانیکا خاتمہ مغفرت و رحمت فرمایا پس اللہ تعالے کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ ضعیف بندوں سے اسیقدر
قبول فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا و سب مسلمانوں کا ایمان صحیح سلامت رکھکر خاتمہ بخیر فرماوے

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ
تجھے مانگتے ہیں کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑی
مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا
چیز بولے ہمکو دکھا دے اللہ سامنے پھر انکو پکڑا بجلی نے اُن کے گناہ پر پھر بنا لیا
الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۞ ۱۵۳
بچھڑا اتنی نشانیاں پہونچنے پیچھے پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا موسیٰ کو غلبہ صریح
وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا
اور ہمنے اُٹھایا اُنپر پہاڑ اُنکے قول لینے میں اور ہمنے کہا داخل ہو دروازے سے سجدہ کر کر اور ہم نے کہا
لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۞ ۱۵۴
زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور اُنسے لیا قول گاڑھا

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر اللہ تعالے کے واسطے ہے کہ اسی ایمان کو قبول فرماتا ہے اور یہود و نصاریٰ نے
جانبداری اور اغراض نفسانی سے اتباع کرنی شروع کی جو خالص اللہ تعالے کے واسطے نہ تھی اور نفس کی پیروی میں جو پسند کیا اسکو
لے لیا اور سب سے بڑھکر یہ حالت یہودیوں کی تھی چنانچہ اس کلام میں انکے وہ واقعات چند ذکر فرمائے جو صریح انکی حالت مذکورہ پر دلیل ہیں
اور اسکے ضمن میں بکثرت اخلاق و نصائح و نفس کے عیوب درج ہیں کہ اُنسے کامل فائدہ اخلاص ایمان و صلاح نفس ہے چنانچہ غور سے دیکھنا
چاہیے کو غیر لیا ۔ يَسْأَلُكَ ۔ یا محمد ۔ أَهْلُ الْكِتَابِ ۔ الیہود ۔ ای محمد تجھسے کتاب والے یعنے توریت والے جو اپنے کو یہود کہتے ہیں مانگتے ہیں کہ
أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۔ تو اتار لا اُنپر ایک کتاب آسمان سے ف ان لوگوں کی مراد یہ تھی کہ ایکبارگی مجموعا ایک
کتاب اُتار لا جیسے موسیٰ پر توریت اُتری تھی اور یہ قرآن مجید نہ تھا جو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا تھا اور یاد رکھو کہ انکا یہ سوال کچھ اس غرض
سے نہ تھا کہ ہم ایمان لے آوینگے بلکہ تعنتاً تھا یعنے سرکشی و عداوت سے ایسی باتیں کرتے تھے ۔ کذا قال محمد بن کعب والسدی و قتادہ اور ابن جریج نے کہا

Marfat.com

کہ یہودیون نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص و فلان کے اوپر اتار دے کہ جو تولایا ہی اُسکی تصدیق ہو اور اُس سے انکا عناد ظاہر
ہی کہ امر حق و معجزات باہرہ و راہ صواب کلام اعجاز جو جامع فضائل قرآن مین تھا اسکو نہ مانا جو مقتضاے عقل تھا مگر نفس کی پیروی مین ایک کھیل
تماشا چاہا اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی زیادہ الحاد تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیات
مین سوال عناد کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہی کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور ہٹی ہوئی یہ باتین ہین قرآن کو جس سے اللہ
عز و جل کی وحدانیت اور اُسکی کھلی دلیلین و اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انتظام کامل کی راہین ظاہر باہر
ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہوگئی کہ کفر و ہوا پرستی و رنفس کی
پیروی و عقل کی دشمنی انہین کسقدر جمی ہوئی ہی اسیواسطے اللہ تعالی نے فرمایا۔ **فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ**۔ یعنے اگر تو نے اس
سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو انکے باپ دادون نے تو موسی علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا تھا ف جس سے ظاہر ہی
کہ کفر مین انکا قدم کہانتک جما ہوا ہی چنانچہ انکے باپ دادون کا سوال نقل کیا کہ **فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً** یعنی موسی سے کہا کہ دکھا دے ہمکو
اللہ تعالے کو جہر سے یعنے انکھون کے سامنے۔ **فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ** سو پکڑ لیا انکو صاعقہ نے ف یعنے موت نے انکو عذاب کرنے
کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اُتری جسنے انکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور
شیخ جلال رح نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی اور شاید لفظ صوت ہو یعنے صیحہ کہ آواز آسمان سے آئی کہ انکے دل پھٹ گئے اور یہی سورہ بقرہ مین
مذکور ہی واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوئے۔ **بِظُلْمِهِمْ**۔ بسبب انکے ظلم کرنیکے ف کیونکہ انھون نے
اس سوال مین تعنت کیا اور اس وجہ سے نہین کہ انھون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالے محال ہی چنانچہ اسکا
سوال کرنے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسی بدرجہ اولی ماخوذ ہوتے کیونکہ انھون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک
سے سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسی نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگونپر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال بالکل غلط ہی صحیح
یہ ہی کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورہ بقرہ کی آیت سے واضح ہی کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے انشاء اللہ
تعالے حضرت موسے کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالے کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا والحمد للہ
حمداً کثیراً علی نعمامہ و افضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب انکے اس ظلم کے کہ انھون نے بے محل ایک چیز مانگی اور کسی چیز کو اسکے موقع و
محل سے ہٹانا ظلم ہی اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالے ہی اسکو بجابت وغیرہ مین ثابت
کر کے شرک کیا تو ظلم عظیم ہی پس یہ تو انکی تعنت و سرکشی کا حال ہی کہ بے ادبی مین کمال کو پہونچے ہوئے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے جیسے اللہ تعالے
کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہی تو رسول اللہ صلعم کی شان مین اور نیک بندونکے حق مین ہر ایک کے درجہ کے موافق محض اللہ تعالی کیواسطے
ادب چاہیے ہی پھر اللہ تعالے نے ان لوگونکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ **ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ**۔ پھر بنالیا ان لوگون نے بچھڑے کو
معبود ف یعنے سامری نے جو بچھڑے کی مورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنا دی اور اسمین سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اُسی کو پوجنے لگے با وجود
معرفت ذات و صفات الہی اور شرک و کفر کو سن چکے تھے **مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ**۔ یعنی انھون نے یہ حرکت کی بعد از انکہ
آچکی تھین انکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالی کی وحدانیت پر معجزے انکو حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتھون پہونچ چکے تھے پھر بھی نور ایمان سے عقل
منور نہوئی اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنالیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے سچی نورانی عقل الالہی اپنے مانند اشرف المخلوقات

Marfat.com

مین سے کسی کی بندگی کرنا تجویز نہ کریگا پھر کہان کہ بیل بیوقوف جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالیٰ اولٰئک کالانعام بل ہم اضل اور یہی بھید ہی کہ حقیقت باطنی مین چونکہ بدتر جانور سے بھی گرے ہوے تھے تو یہ بچھڑا انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اُسکو پوجنے لگے۔ اور بعض علمانے ذکر کیا کہ اس بچھڑے پر چونکہ خاک حیات سے ایک اثر تھا یہ اور زیادہ باعث ہوا اسیواسطے فرمایا۔ **فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ** پھر ہمنے ان لوگونکو عفو کیا یعنی جڑ سے نابید نہین کیا۔ **وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا** ۔ اور دیا ہمنے موسیٰ کو تسلط کھلا ہوا کہ ظاہر ان لوگونکے اوپر چنانچہ موسیٰ نے انکو حکم دیا کہ تم اپنی جانونکو توبہ مین قتل کرو یعنی تمھاری توبہ یہی ہی کہ اپنے آپ کو قتل کرو پس انھون نے موسیٰ کی اطاعت کی اور انکار نہ کرسکے۔ اور محتمل ہی کہ سلطان مبین سے حجت واضحہ مراد ہو یعنے توریت و دیگر آیات کہ منجملہ اُنکے یہ واقعہ توبہ بھی ہو فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ چکے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اعمال شریعت سے مرتاض نہوے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کرکے توریت عطا ہوئی لیکن انھون نے اُسکے احکام کو جو ایکبارگی مجموعہ لکھے ہوے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا۔ **وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ** ۔ اور اونچا کیا ہمنے اُنکے اوپر طور کو یعنے پہاڑ کوہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہی پس مفسر نے اشارہ کیا کہ معروف پہاڑ طور سینا مراد نہین ہی پس بلند کرنا اس پہاڑ کا اُنکے سر و نیز مانند سائبان کے۔ **بِمِيْثَاقِهِمْ** ۔ اسواسطے تھا کہ اُنسے عہد لیا جاوے کہ اسپر عمل کرنیکا عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کرکے اسکو قبول کرلین ا۔ یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرہ قلزم پر جہان عبور کرکے ہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوے تھے واقع ہوا اسیطرح اُنکی دوسری سرکشی بیان فرمائی۔ **وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ** ۔ اور ہمنے اُنسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو **سُجَّدًا** سجدہ کرتے ہوے ف اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوے مراد نہین بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوے جانا مراد ہی کیونکہ قرینہ سے یہی معنی ظاہر ہین۔ حاصل اُن سرکشون نے تعدے اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ چوتڑونکے بل گھسلتے ہوے چلے۔ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ اُنپر بلند کیا جانا کلام مجید مین مذکور ہی اور **مفسر جلالؒ** نے مانند **بیضاوی و نسفی** وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونے کیوقت بھی نیز پہاڑ بلند کیے جانیکی قید ذکر فرمائی ہی حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسیٰ نے اُسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہی پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی اس مقام مین تامل ہی قصہ مین خلط واقع ہوگیا ظاہرا اکثر روایات آمین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہی کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہی اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے اور قصص انکو دخل ندیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہی اور **مترجم** انشاء اللہ تعالیٰ مابعد مین اسکو تحقیق کردیگا۔ اور قتادہؒ سے روایت ہی کہ ہمسے بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور **ابن کثیرؒ** نے بھی جزم کے ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہی اور بعض نے کہا کہ ایلیا اور بعض نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین بنو اسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوے ولیکن یہان منصوص نہین کہ یہ زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق اُنکی نافرمانیونکی تعداد ہی اسی سے سبت کا قصہ فرمایا کہ۔ **وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ** ۔ یعنے اور ہمنے انکو حکم دیا کہ تجاوز نہ کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے سب کامونسے فارغ کیا گیا ہی تو اسمین حد سے تجاوز نہ کرو کہ اس روز مچھلیونکا شکار کرو۔ اور ورش نے نافع سے لاتعدو بفتح عین و تشدید دال روایت کیا پس اصل لاتعتدوا تھا کہ تا کو دال مین ادغام کردیا اور یہ قصہ زمانہ داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز چڑھاؤ ہوتا تھا اور اسی وجہ مچھلیان کثرت سے آتی تھین ورنہ باقی ایام خالی جاتے تھے اور حاصل تکرار ان لوگون نے نہ مانا۔ **وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا** حالانکہ

ہمنے انسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لے لیا تھا مگر پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بد عہدیون کا بیان ہوا جو اُنھون نے حضرت
موسیٰ و مابعد پیغمبرون کے ساتھ کین جنکے واسطے کج تعصب کرتے ہین اور آیندہ اُنکی سزا ذکر ہوئی بقولہ تعالےٰ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا
سو اُنکے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر

غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى 155
غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر مارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

157 مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ
بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ
نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا
کچھ نہین اُنکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ - اس مین ما زائد ہی جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا
ہوا - اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اے لعناہم بسبب نقضھم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا بسبب
اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو - ھ - اور یہ حذف فعل بقرینۂ دوسری آیت کے کہ فرمایا فبما نقضھم میثاقھم لعناھم
کما لعنا اصحاب السبت الآیۃ - اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے
کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل اسکے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مین
تحریف کرنا اور چھپانا اُنسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف و اخفا کرنیوالے تو یہ لوگ ہوے جو زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے اِلّا اصل ان
ان گستاخون کے عہد توڑنے کے سبب ہے - وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ - اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب ف وہ آیات جو توریت مین لکھی تھین
و عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ اور انبیاء کو قتل کرنیکے سبب ف جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل
کر ڈالا - بِغَيْرِ حَقٍّ بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کی وجہ سے قتل کیا - وَقَوْلِهِمْ
قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف ف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا
بقولہ تعالےٰ وقالوا قلوبنا غلف - اور احتمال ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان یہودیون کے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی اُسکے یہ کہ ہمارے
دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباسؓ و مجاہد و جماعۃ تابعین سے مروی ہے اور یہ مانند قول مشرکین کے کہ قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الآیۃ - اور بعض
نے کہا کہ جمع اغلف ای قلوبنا اوعیۃ للعلم - ہمارے دل تو خزانہ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہین ہے اور اول اصح ہے اور معنی یہ کہ
طعن سے کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوے ہین تمھاری بات انمین نہین سماتی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا بقولہ - بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ - ای ختم اللہ
عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ - یعنے اُنپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنپر مہر کر دی بسبب اُنکے کفر کے پس کوئی نصیحت جو صورتِ ...

Marfat.com

ہو ہمین نہین سماتی ہی۔ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ پس نہین ایمان لاتے مگر انمین سے تھوڑے ف جنکے دونپر مہر نہین ہی جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ اور اسکی تفسیر سورۂ بقر مین گذر چکی۔ اور بعض نے کہا کہ اِلَّا اِیْمَانًا قَلِیْلًا۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہین لاتے بلکہ بعض رسولونپر مانند موسیٰؑ کے جو کالعدم ہی اسواسطے کہ بعض پر ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہی۔ وَبِکُفْرِهِمْ۔ ثانیا بعیسےٰ وکرر الباء للفصل بینہ وبین ما عطف علیہ یعنے اور ملعون کیا ہمنے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰؑ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہی بنقضہم پر یا بکفرہم پر لیکن بار کو پھر اعادہ فرمایا اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاوے تو اعادہ بلا فصل بھی مستحسن ہی۔ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا۔ اور بسبب انکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم لگا کر ف کیونکہ یہود نے ان پاک بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم۔ ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہی اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بد فعل ہی جس سے فرزند کا خون ہوتا ہے خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰؑ سے پوری بریت کے معجزات ظاہر ہوے خصوص جبکہ حضرت یحییٰؑ اسکے قریب معجزہ تھے کہ بھوس بڈھے و بڑھیا سے پیدا ہوے جیسے حضرت عیسیٰؑ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ کے پیدا ہوے تھے۔ وَقَوْلِهِمْ مفتخرین اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوے انھون نے کہا کہ۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ہمنے قتل کیا ہی مسیح عیسی بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین مکہ نے حضرت صلعم کو کہا کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا۔ بہرحال مراد یہ ہی کہ اپنے زعم مین وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ہمنے مجموع ان سب باتونکی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین انکو عذاب لعنت مین گرفتار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان مردودونکے دعوے قتل مین تکذیب کی چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ اور انھون نے عیسے ابن مریم کو قتل نہین کیا اور نہ اسکو سولی دی ولیکن انپر شبہہ کیا گیا ف یعنے ان بیباکون نے تو اپنے زعم مین حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ عزوجل کا رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہی سمیٹا لیکن یہ گمان انکا غلط ہی حقیقت مین وہ قتل نہین کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکن انکی نظر وبین مشتبہ کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب ہو صاحبہم بعیسے ای القی اللہ شبہہ علیہ فظنوہ ایاہ۔ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھین کا ساتھی مفسد تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰؑ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالے نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی پس یہود نے اسی کو عیسےٰ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالے نے اٹھا لیا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے انپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ جس اندھے وکوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے ماسح تھے یا انکہ سیاح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہی کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسےٰؑ کے منھ پر انکی ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالے جامع صفات کمال توہی میرا پروردگار ہے تجھی نے مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا مین ان لوگونکی ہدایت چاہتا ہون اور یہ اسطرح مجھے خوار بنانا چاہتے ہین تو انکو لعنت فرما اور مجھے عفو کرے پس ناگاہ ان ملعونونپر جنھون نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالے نے انکو سور و بندر کر دیا اور بعض روایت مین ہی کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوے اور دوسرا گروہ بندر ہوے تھے باوجود اسکے ان ملعونونکو تنبیہ نہوئی اور راہ راست نہ سوجھی بلکہ انکی سمجھ میں یہ سمائی کہ بڑا ساحر زبردست ہی اور بادشاہ پر جادو اثر نہ کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس گئے جو کافر

ف ۱ یعنی جس پر قرآن اتارا گیا ہے تو مجنون ہے اور یہ کہنا از روی تمسخر کے تھا مجنون طعن جو طعنہ دینے کے طور پر ۱۲ م

ستارہ پوجتا تھا اسکو آمادہ کیا کہ اُسنے حضرت عیسیٰ کے قتل کا فرمان بھیجا اور بیت المقدس کا حاکم اپنے ساتھ یہودیوں کو لیکر انکی تلاش میں ہوا اور شیخ ابن کثیر نے ذکر فرمایا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لینا چاہا تو حضرت عیسیٰ نکلکر اپنے یاروں کے پاس آئے اور مکان میں بارہ حواری تھے پس مکان کے چشمہ کے سے نکلکر اُنکے پاس کوٹھری میں آئے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور فرمایا کہ تم میں ایک شخص ایسا ہی کہ بارہ مرتبہ میرے ساتھ کفر کریگا بعد از انکہ اُسنے مجھپر ایمان لانا ظاہر کیا ہی پھر فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کون اس بات کو اختیار کرتا ہی کہ بجائے میرے قتل کیا جائے اور جنت میں میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو اور اسکے چہرے پر میری شباہت ڈالی جائیگی پس ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں قبول کرتا ہوں اور یہ سب سے کم سن تھا پس آپ نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا گویا حضرت عیسیٰ نے اسکو ناتجربہ کار سمجھکر بٹھلایا پھر دوبارہ وہی بات کہی تب بھی وہی نوجوان کمسن اُٹھ کھڑا ہوا پھر بٹھایا پھر تیسری بار اعادہ کیا تب بھی وہی نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا پس آپ نے فرمایا کہ تیری ہی قسمت میں یہ دولت ہی پھر عیسیٰ کو ذراسی نیند آگئی (وہ آسمان کو اُٹھا لیے گئے اور اس نوجوان کے چہرے پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی گئی اور یہود کی دوڑ آگئی انھوں نے اس شخص کو گرفتار کر لیا جسپر شباہت پڑی تھی اور قتل کر کے سولی دیدی پھر انہیں سے بعض نے حضرت عیسیٰ سے بارہ مرتبہ کفر کیا بعد ازانکہ انپر ایمان لایا تھا اور یہ سب تین گروہ ہوگئے ایک گروہ نے کہا کہ ہم میں اللہ تعالیٰ رہا جب تک اُسنے چاہا پھر آسمان کو چڑھ گیا۔ یہ لوگ تو یعقوبیہ فرقہ ہیں اور دوسرے نے کہا کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا پھر اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور تیسرے فرقہ نے کہا کہ ہم میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول برحق رہا پھر اسکو اللہ تعالیٰ نے اُٹھا لیا اور یہی مسلمان فرقہ تھا پھر دونوں کافر فرقوں نے ملکر فرقۂ مسلمان کو قتل کر ڈالا اور برابر فرقہ مسلمان مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ عزوجل نے محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اور اُنپر حق بات کو نازل فرمایا تو ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل کا یعنے وہ گروہ جو زمانۂ عیسیٰ میں ایمان لایا تھا اور کفر کیا ایک گروہ بنی اسرائیل نے یعنے جسنے زمانۂ عیسیٰ میں کفر کیا تھا پس قول تعالیٰ فایدنا الذین آمنوا یعنے محمد صلعم کی مدد سے مسلمان فرقہ کے دین کو کافر فرقہ پر مدد دی **قال ابن کثیر** وہذا اسناد صحیح وقد رواہ سعید بن منصور والنسائی وابن مردویہ وقد رویت القصۃ بالفاظ مختلفۃ فیما رواہ ابن جریر وعبد بن حمید وابن المنذر ومحمد بن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ تعالیٰ **مترجم** چاہتا ہی کہ مختصر زوائد ان روایات مختلفہ کے ذکر کرے کیونکہ مزید افادہ سے خالی نہیں ولیکن روایت مذکورہ بالا میں اپنے موقع پر رکھنا چاہیے **قال ابن کثیر** اور اس شخص پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی گئی گویا وہی عیسیٰ ہی اور کوٹھری کی چھت میں ایک روزنہ ہوگیا اور عیسیٰ کو نیند آگئی اسی حال میں آسمان کو اُٹھا لے گئے کما قال تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ پھر ساتھ والے باہر نکلے تو جب یہود کے دوڑ والوں نے نوجوان کو دیکھا تو عیسیٰ گمان کر کے رات میں پکڑ کر سولی دیدی اور نصاریٰ کے ایک گروہ نے بھی یہود کے دعوی کو کہ ہمنے عیسیٰ کو قتل کیا ہے اپنی جہالت ونادانی سے مان لیا سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکا اُٹھایا جانا آنکھوں دیکھ لیا تھا حتے کہ باقیوں نے اپنی کتابوں وانجیلوں میں گمان یہود کے موافق یہ بھی ذکر کیا کہ سولی دیے ہوئے کے پاس مریم رویا کیں اور اس بڑھیا کے بیٹے کو حضرت عیسیٰ نے زندہ کیا تھا اُسنے ساتھ دیا۔ بالجملہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا امتحان ہی کہ اُسنے بندوں کو اسمیں مبتلا کیا اور اس ضمن میں عجیب وغریب حکمتیں ہیں از انجملہ ان لوگوں کو جنکی جبلت یہی تھی کہ اوہام وگمان کی پیروی میں بہ نسبت امور عقلی ویقینی کے زیادہ سرگرم تھے مبتلا کر دیا چنانچہ فرمایا **وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ** یعنی جن لوگوں نے دربارۂ عیسیٰ کے اختلاف کیا ہی **لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ** ۔ تو وہ اس سے شک میں تھے ف ای من قتلہ حیث قال بعضہم لما رأوا المقتول الوجہ وجہ عیسیٰ والجسد لیس بجسدہ فلیس ہو وقال آخرون بل ہو ہو یعنے عیسیٰ کے قتل سے شک میں ہیں چنانچہ بعض نے جب ان میں مقتول کو دیکھا تو کہا کہ چہرہ تو وہی عیسیٰ کا چہرہ ہی مگر بدن وہ نہیں ہی اور دوسروں نے کہا کہ نہیں یہی ہی اور بدن

Marfat.com

بوجہ بیخ و غم کے بگڑ گیا ہی۔ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۔ اور اُسکے قتل کے ساتھ انکو کچھ قطعی علم نہین تھا۔ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ لیکن فقط گمان کی
پیروی کرتے تھے ف یہ استثنار منقطع ہی کہ الا بمعنے لکن ہی ای لکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی جو اُنھون نے اپنے خیال مین تخیل کر لیا اور گڑھ لیا تھا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۔ اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہی پس یقیناً حال ہی جو نفی قتل کا مؤکد ہی و قال ابن کثیر ای ما قتلوہ متیقنین۔
یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہو اور چہرہ تو وہی معلوم ہوتا ہی پس مشکوک
تھے اور یقیناً قتل نہین کیا۔ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا ف اور جب عیسیٰ کے حوارین نے مدت کے
بعد لوگون سے اپنا معائنہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہو گیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالیٰ راجع ہی حالانکہ بالیقین وہ تعالے
جسم و جہت سے پاک ہی اور یہ امور اسکی شان پاک کے لائق ہی نہین ہین تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہی ای الی سمارہ۔ یعنے اپنے آسمان کیطرف اُٹھا یا۔ اور
اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السمار چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہی کہ ایسے مقام کی طرف اُٹھا لیا
جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہنچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الی مکان لا یصل ہناک حکم انسان اور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور راجع
بجانب مکان ہی کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک و رافعک الی۔ الآیۃ مین ضمیر کا رجوع بجانب وہ تعالیٰ اصرح ہی۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت و جلال الٰہی
کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالیٰ کیطرف قرار دیگئی ہی چنانچہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہی مگر یہ لے
اس معنے کر نہین کہ فی الحقیقت اللہ تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلیٰ محل استقرار ہی کیونکہ بالقطع معلوم ہی کہ وہ تعالے جسم و جہت سے مبرا ہی پس معنے قولہ رفعہ
الیہ کے یہ کہ رفعہ الی السمار اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اُٹھا لیا جانا مذکور ہی۔ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا ۔ فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہی اپنی بادشاہت
مین حَكِيمًا ۔ فی صنعہ جو کرتا ہی وہ کمال حکمت سے ہی ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول
مین سترہ حوارین سب بصورت عیسیٰ ہو گئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی با یہ جنت اور عیسیٰ اٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ صبح ہوتے
حواریون سے ایک شخص جسکی نسبت حضرت عیسیٰ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل دامونکو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس پتہ
بتانے گیا اور تیس درم پر انکو لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہو کر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا۔ رواہا ابن جریر
اور محمد بن اسحٰق نے طول روایت مع نام حوارین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہودی جب ڈر لیکر داخل ہوے تو تعداد عیسیٰ مع حوارین کے جانتے تھے پھر
جسپر شبہ عیسیٰ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰ اٹھا لئے گئے پھر منجملہ تعداد معلومہ کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا اسی مین اختلاف ہوا کہ
یہ جسم تو اسی حواری کا ہی مگر چہرہ البتہ چہرہ مسیح ہی اور اگر یہ مسیح ہی تو وہ کہان گیا۔ غرضکہ اختلاف پڑ گیا اور بعض نصاریٰ کا گمان ہی کہ اُسی نے انکو پتہ بتایا
گر چونکہ اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسیکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی تمکو پتا دیا ہی مین عیسیٰ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا پھر اللہ تعالیٰ دانا ہی کہ
بات کیا واقع ہوئی لیکن قطعی معلوم ہی کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے انکو منقطع کر دیا اور عیسیٰ کا معاملہ
اُنپر مشتبہ کر دیا گیا۔ اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی اور یہود نے کہا کہ ہمکو سحر مت دکھاؤ ٹھیک
پتا بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور انہین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تو تعداد مین کمی پائی جانے کی وجہ سے
آخر انہین اختلاف ہو گیا اور شبہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس صحیح الاسناد ہی واللہ اعلم
ف عرائس مین اس مشابہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے کی خلقت مین ملکی و
روحانی تھی جنمین ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے کیونکہ یہ ظہور خالص اللہ تعالے کیطرف سے تھا یعنے قدرت کا ظہور اس

لے اسی طرح آسمان کی طرف اٹھا لینا مراد ہی ۱۲

Marfat.com

لباس مین تھا پھر جب اللہ تعالے نے انکو اپنے قرب مین اُٹھا لینا چاہا تو انکی روح سے پردہ اُٹھا دیا پس اُنکے بعض خاص مریدون پر انکی روح کا ظہور ہوا جس سے وہ شخص اُنکے نقش سے منقوش ہو گیا اسواسطے کہ عیسیٰؑ کی صورت اُنکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت الٰہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰؑ کو تائید تقلیب اعیان بھی یعنے اعیان موجودات کو بدل دیتے تھے اور یہ نہین ہوسکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اُسکا ایک مظہر خاص سے ہوا لیکن فعل الٰہی عزوجل اس سے پاک منزہ ہی کہ اسمین انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہو جاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہی تو اسمین دخل نی الجملہ جمادات کو بھی ہو جاتا ہی اور فعل باری تعالے کے ظہور مین مظہر عیسیٰ کو کچھ بھی امتزاج نہ تھا ۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے نے جو عیسیٰؑ کو اس کیفیت سے اُٹھا لیا اسمین یہ دقیق اشارہ ہی کہ او تعالے کے علم قدیم مین یہود و نصاریٰ کی طبیعتین معلوم تھین وہ تمام لوگون پر ظاہر کر دین کہ یہ لوگ تقدس ولا درنہ یہ سے نفرت کرتے ہین اور تشبیہ کیطرف مائل ہین پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہی کسی تصور و وہم و خیال و قیاس کو مجال نہین کہ اسکو ذہن مین لاوے وہ ہر مشابہت سے بری ہی کوئی چیز اسکے مانند نہین ہی اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہین جسمین مشابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ خیال و وہم کے بندے ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ بچھڑے کے پوجنے والے کیسی محبت سے اُسکے بندے بن بیٹھے تھے اور تو نہین دیکھتا کہ نصاریٰ کس جرأت سے کلمہ کفر بولتے ہین کہ ان اللہ ہو المسیح بن مریم اللہ وہی مسیح بن مریم ہی پس اس طرف سے اُٹھا تھین انکو قدس صفات کی معرفت ہوئی لیکن وہ غلطی و بد باطنی مین انکی لوہیت کے قائل ہو گئے یہ دوسری بلا ہے کہ ہر

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ

اور نہین کوئی اہل کتاب مین سے مگر البتہ ضرور وہ عیسیٰ پر ایمان لاویگا اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے روز عیسیٰؑ ان لوگون پر گواہ ہوگا

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ مین سے کوئی نہین مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا عیسیٰ پر ۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ اپنی موت سے پہلے ف جبکہ ملائکہ موت کو معائنہ کریگا مگر اُسوقت یہ ایمان کچھ نفع نہ دیگا یا یہ معنی ہین کہ عیسیٰؑ کی موت سے پہلے کیونکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اتارے جاوینگے جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہی ۔ جاننا چاہیے کہ اِنْ نافیہ ہی اور قولہ لیومنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہی موصوف محذوف کی چنانچہ اَحَدٌ کو مفسرؒ نے مقدر کیا اور بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہی اور عیسیٰ پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کا بندہ اور اسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر مین بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے ہر فرد کی طرف راجع ہی یا حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہی اور مفسرؒ نے یہان دونون قول نقل کیے اور ترجیح نہین دی کیونکہ سلف سے دونون قول ثابت ہین مگر قول دوم ترجیح دیا گیا ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے مقام کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا جسکی تلخیص یہ ہی کہ اہل تاویل نے معنے آیت مین اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہین پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اُنھون نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ نہین مریگا کوئی یہودی مگر آنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اہل کتاب سے خاصۃً یہود مراد ہین قال عکرمۃ عنہ ۔ کوئی یہودی نہ مریگا مگر آنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰؑ بندہ اللہ کا اور اسکا رسول برحق ہی و عنہ قال اگر یہودی کی گردن ماری جاویگی تو بھی اُسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰؑ پر ایمان لاوے ۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہی اور ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و محمد بن سیرین سے صحیح ہوا اور یہی قول ضحاکؒ و جویبر وغیرہ کا ہی اور توجیہ اس قول کی یہ کیگئی کہ ہر ملت والا جب اُسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہی تو اُسکو حق ظاہر ہو جاتا ہی اگرچہ اُسوقت ایمان لانا یعنے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہین دیتا ایک یہ کہ ایمان کا مدار تصدیق بالغیب پر ہی اور اُسنے معائنہ کر کے تصدیق کی پس ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہین ہی جسوقت کہ ایمان لانے کی اُسکو تکلیف دی گئی تھی پس بے وقت جب تصدیق کی تو بے فائدہ ہی ۔ پس اس تاویل کی صحت پر حضرت اُبی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہی کہ اُنھون نے قولہ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ۔ پڑھا ہی کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہ کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہی ایسے ہی قبل موتہ مین ہر

Marfat.com

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور دوسری بجانب ہر واحد از اہل کتاب کے راجع ہے ابن جریرؒ نے اس کو ذکر کرکے اپنی اسناد سے عکرمہؒ سے روایت کی کہ انھون نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہین مریگا مگر آنکہ وہ محمد صلعم پر ایمان لاویگا پھر یہی آیت پڑھی **قال المترجم** قول عکرمہؒ اس آیت کی تفسیر نہین ہے اور نہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجع ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ عکرمہؒ نے علم شرع سے یہ بات بیان فرمائی کہ ہر یہودی و نصرانی اگر زندگی مین آنحضرت صلعم پر ایمان نہین لاتا تو موت کے وقت جبکہ کچھ فائدہ نہ دیگا ضرور یقین جان لیگا کہ محمد صلعم اللہ تعالیٰ کے رسول و بندے ہین بدلیل آنکہ عیسیٰ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الا آیۃ سے یہ بات ثابت ہے پس ظہور حق جو وہان ہے وہی یہان ہے لہذا ضرور اس حق کو بھی معائنہ کرکے مریگا بنا بر آنکہ توجیہ قول اول مین مذکور ہوا ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہین یعنے آنکہ کوئی کتابی نہین مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خبیث دجال کو قتل کرنیکو اسطے اترینگے تو اس زمانہ مین جہاد سے سب ملتین ایک ہو جاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور سعید بن جبیرؒ و عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اور ابو مالکؒ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا **قال المترجم** یعنے ایمان لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالےٰ کا و اسکا رسول برحق تھا اور اُسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہے جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت عیسےٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہے اور یہی قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ بہتیرونکا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولی بصحت لکھا ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہے کیونکہ یہود نے و انکے ساتھ ہوکر جاہل نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے مقتول و مصلوب ہونیکا دعوی کیا تھا پس اس دعوی کو مردود و باطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہے پس اللہ تعالےٰ نے ان آیات مین خبر دی کہ بات تحقیقی یون نہین ہے جیسے یہود و نصاریٰ کہتے ہین کہ عیسےٰ مسیح مقتول ہوے بلکہ یہودیون نے تو فقط ایک شخص غیر کو جسپر حضرت عیسیٰ کی مشابہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ انپر یہ بات خود نہین کھلی اور عیسےٰ کو حق تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہے اور قیامت سے کچھ پہلے اُترینگے اور دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑ دے گا اور جزیہ قبول نہ فرماویگا بلکہ حکم دیگا کہ اسلام لاوین یا تلوار سے قتل کیے جاوین پس اس آیت کریمہ سے آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا **قال المترجم** اس سے رد ہوگیا قول زجاجؒ کا کہ آیت کریمہ مین عموم ہے اور اس قول مین خاص اُسوقت کے لوگ ہوے اور وجہ رد یہ کہ عموم اُسوقت کے لوگونکی طرف راجع ہے یعنے جو لوگ اُسوقت ہونگے اُنمین سے کوئی بھی بدون اُسکے باقی نہوگا کہ ایمان نہ لاوے اور **مترجم** نے سورۂ بقرہ کے پارۂ الم کی تفسیر مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت دربارہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہے جسمین مذکور ہے کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو وہی پیغمبر خاتم النبیین آکر دور کریگا اور اپنے مسیح کو جاہلونکے بہتان سے چھوڑا دیگا۔ **قال ابن کثیر** اور قول اول اس آیت کی تفسیر مین ایک بیان واقعی ہے اسواسطے کہ حضور موت کے وقت ہر نفس کو حق ظاہر ہوجاتا ہے اگرچہ معائنہ ملک الموت کیوقت یہ ایمان کچھ نافع نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مقصود بھی اس آیت سے یہی ہے **قال المترجم** مفسر **جلال** کا کلام مشیر ہے کہ انکے نزدیک ارجح معنے اول ہین اور شاید بنظر آخر آیت ہے کہ فرمایا۔ **وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا** ۔ یعنے قیامت کے روز انپر عیسیٰ گواہ ہوگا ف ان اہل کتاب پر اُس چیز کا گواہ ہوگا جو انھون نے اُسوقت کی جبکہ عیسےٰ مبعوث ہوا تھا یعنے قیامت کے روز اہل کتاب کے اُن اعمال کی گواہی دیگا جو انھون نے نیک یا بد کیے ہین چنانچہ یہود پر یہ گواہی دینگے کہ ان خبیثون نے مجھے جھٹلایا اور سلطۃ اللہ کا قصد اپنے گمان مین پورا کیا اور نصاریٰ پر یہ گواہی دینگے کہ انھون نے راہ توحید سے برخلاف کرکے میرے حق مین افراط کیا جس سے مین بری ہون اور قتادہؒ نے

Marfat.com

کہا کہ اہل مرکے گواہ ہونگے کہ مین نے اپنے پروردگار کی رسالت انکو پہونچادی تھی اور اپنے اوپر بندہ ورسول ہونیکا اقرار کیا تھا وقال ابن کثیر یعنے حضرت عیسیٰ اپنے
اٹھائے جانے سے پہلے کے اور اپنے اتارے جانے سے بعد کے اعمال کی اہل کتاب پر گواہی دینگے پھر شیخ ابن کثیرؒ نے حضرت عیسیٰؑ کے قریب قیامت نازل ہونیکی احادیث
مین سے جنکی بابت متواتر المعنے ہونیکی تنصیص کی ہر ایک ٹکڑا اصالح الاحتجاج ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث مین جو زائد بات آتی جائے گی ایک بعد
دوسرے کے بترتیب مذکورہ تفسیر شیخ برمز و اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے ۔

ذکر احادیث نزول عیسیٰؑ بقرب قیامت بادعوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہر کہ قریب ہوا کہ عیسیٰ بن مریم تمھارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور
صلیب توڑے اور سور مار ڈالے اور جزیہ اٹھائیگا اور مال سے ایسا فیض بہیگا کہ کوئی اسکو قبول نہ کریگا حتی کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا و ما فیہا سے بہتر معلوم
ہوگا پھر ابوہریرہؓ کہتے کہ پڑھو بھارا جی چاہے قولہ تعالےٰ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری ومسلم اور سجدہ فقط اکیلے اللہ العلمین
کیواسطے ہوگا رواہ ابن مردویہ قسم ہر کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسےٰ بن مریم راہ روحا سے حج کا یا عمرہ کا یا دونون کی نیت جمع کرکے دونو کا ۔ رواہ احمد ومسلم اور ایک روایت
ہر کہ روحا مین اکر اتریگا پھر وہان حج کل الخ رواہ احمد وابن ابی حاتم ۔ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً کیف بکم ۔ یعنے کیا خوشی کا حال تمھارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰ بن مریمؑ اتریگا اور
اور تمھارا امام تمھین مین سے ایک ہوگا البخاری واحمد ومسلم ۔ اور وہ یعنے عیسیٰ تم مین اترنے والے ہین جب تم انکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد گداز بدن سرخی سپیدی
مارتا ہوا رنگ انپر دو کپڑے معصر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہر اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی ۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام کے اس زمانہ مین سب
ملتین مٹ جاوینگی ۔ امانت زمین پر نازل ہوگی حتی کہ اونٹونکے ساتھ چرنے مین شیر پھرینگے اور گاؤن کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیے پھرینگے اور سانپون کیساتھ
لڑکے کھیلینگے کچھ ضرر نہوگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان انپر نماز پڑھینگے بکذا فیما رواہ احمد وابوداؤد وابن جریر وفیہ قال ور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد
کرینگے وعن ابی ہریرۃ مرفوعاً قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم اترینگے اعماق مین یا وابق مین پس انسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اسوقت روے زمین کے
لوگون سے بہتر ہونگے نکلینگے پھر جب صف باندھین گے کہ روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑ دو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے
ہین ہم انسے لڑینگے پس اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین ۔ واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمھارے درمیان تخلیہ کردین پس انسے قتال کرینگے پھر مسلمانون مین سے
ایک تہائی لشکر شکست کھا کر بھاگیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی انکی توبہ قبول نہ فرمادیگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید
ہونگے اور ایک تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختون سے لٹکائے
ہونگے کہ ناگاہ انھین شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمھارے پیچھے گھر بار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے نکلکر روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈراوا جھوٹ
ہوگا پھر جب شام مین آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی تو عیسیٰ بن مریم اترینگے پس انھین کی امامت
نماز پڑھینگے پھر جب دجال مردود انکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہر پگھلیگا سو اگر عیسیٰ اسکو یونہی چھوڑتے تو پگھلکر مرجاتا ولیکن اللہ تعالےٰ انکے ہاتھون
اسکو قتل کریگا پس عیسیٰ اسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلائینگے رواہ مسلم اور معراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دجال کو میرے ہاتھون
ہلاک کریگا یہانتک کہ درخت و پتھر بولینگے کہ ای مسلمان بندۂ خدا میرے نیچے یہ کافر ہے اسکو قتل کردے پس اللہ تعالیٰ انکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون و وطنون
کو لوٹ جاوینگے اور اسوقت یاجوج و ماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اسکو پی جائینگے پھر لوگ انکی شکایت لاوینگے
و اسوقت عیسیٰ انکو پہاڑ پر لیجاوینگے پس مین دعا کرونگا کہ انکو اللہ تعالےٰ موت دیدیگا اور زمین انکی بدبو سے گھنیائیگی اور اللہ تعالیٰ پانی برسائیگا کہ انکے جسم
بہا کر سمندر مین ڈالیگا ۔ قال عیسیٰ کہ پھر جب ایسا ہوگا تو اسوقت قیامت ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کس وقت رات یا دن مین ناگہان جنے

کذا فیما رواہ احمد وابن ماجہ عن ابن مسعود رضی مسلمانونکے تین شہر ہوجاوینگے ایک شہر دو دریاؤنکے ملاپ پر اور ایک حیرہ مین اور ایک شام مین۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار تاجدار بلکہ اکثر یہودی و عورتین ہونگی۔ لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف پہونچیگی نماز فجر کیوقت عیسی علیہ السلام آوینگے پس کہینگے کہ اسی امت مین سے بعضے بعضون پر امیر رہینگے پس انکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ حربہ لیکر دجال کیطرف جاوینگے اور قتل کرینگے کذا فیما رواہ احمد عن عثمان بن ابی العاص ورابو امامہ باہلی رضؓ سے عبدالرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعاً آیا کہ حضرت ابو امامہ رضؓ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہکو خطبہ سنایا پس اسمین زیادہ بیان دجال کا تھا جس سے ہکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جب سے اللہ تعالے نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین کے فتنون مین سے فتنہ دجال سے بڑھکر کوئی فتنہ نہین اور اللہ تعالی نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیاء سے آخر ہون تو تم سب سے آخری امت ہو تولامحالہ وہ تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھاری پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالے ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے اور جان رکھو کہ دجال مردود شام و عراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور دائین بائین پامال کریگا اے لوگو اے بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اسکی پہچان ایسی صاف بتلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین بیان کی ہے یعنی طور کہ وہ پہلے ظاہر ہوتے ہی دعوی کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہے پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون سو یاد رکھو کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مرو یعنے وہ جھوٹا ہے اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہے اور اس خبیث کی دونون آنکھو نکے بیچ مین کافر لکھا ہے جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھ لیگا اور اسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی سو اسکی دوزخ تو جنت ہے اور اسکی جنت دوزخ ہے پس جو اسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالے سے پناہ مانگے اور سورۂ کہف کے شروع کا رکوع پڑھے تو وہ آگ اسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجائیگی جیسے ابراہیم پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اسکے فتنہ سے یہ بھی ہے کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوے ماں باپ کو بلوا دون تب تو گواہی دیگا کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان میرے بیٹے تو اسکی پیروی کر یہ تیرا پروردگار ہے اور اسکے فتنہ سے یہ ہے کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر دیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر بھی وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا پروردگار کوئی اور ہے پھر اللہ تعالی اسکو زندہ کر دیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار کون ہے وہ فرمادیگا کہ میرا پروردگار میرا اللہ عزوجل ہے اور تو ای دشمن خدا کے دجال ہے اور قسم اللہ تعالی کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلی نہ تھی (پھر دوبارہ اسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابو سعیدؓ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا۔ ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ واللہ ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سوائے عمر بن الخطابؓ کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طے کر گئے۔ پھر محاربیؒ نے کہا کہ ہم حدیث ابو امامہؓ کیطرف رجوع کرتے ہین کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اگانیکا حکم کریگا وہ اگا دیگی۔ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ ایک قوم پر گذریگا جو اسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلا دینگے تو ایک ساعت ہی انکے وہان ٹھیریگا کہ وہ تباہ ہوجاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا جو اسکے قول کی تصدیق کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے تازے کوکھین بھرے تھن دودھ سے بھرے واپس آوینگے۔ اور زمین مین کوئی جگہ باقی نرہیگی جسکو دجال پامال نہ کرے اور اسپر غالب نہو سوائے مکہ و مدینہ کے کہ ان دونون شہرون مین جس راہ سے گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس اتریگا جہان کنکریلی شور زمین ختم ہوئی ہے پس مدینہ مین اسکے وزن تین دفعہ ہلا ڈولا آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نرہیگی بلکہ نکلکر اسکے پاس چلا جاویگا پس جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف دیتی ہے اسیطرح مدینہ انکو دور کر دیگا اور لوگ اسدن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے اتنے مین ام شریک بنت ابی العکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسروز عرب کہان

چلے جاوینگے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اُسوقت مین بہت تھوڑے ہونگے اور اُنمین سے بھی بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور اُنکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور وہ اُنکو صبح کی نماز پڑھانیکو آگے بڑھا ہوگا کہ اُسیوقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اُتارا جاویگا پس یہ امام مذکور اُلٹے پاؤن پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسےٰ امامت کریے پس عیسیٰ اپنا ہاتھ اُسکے کندھونکے درمیان رکھکر فرماویگا کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہی پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام کے عیسیٰ فرمائیگا کہ دروازہ کھولو پس کھولا جائیگا اور باہر کو دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار و بھلی جڑاؤ تلوارون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود اپنی آنکھ سے حضرت عیسیٰ کو دیکھیگا تو پانی مین نمک کیطرح پگھلنے لگیگا اور بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسےٰ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہی تو اُس سے بچ نہین سکتا پس شرقی دروازہ لُد پر اُسکو جالیگا اور قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی جسکی آڑ مین یہودی مردود پوشیدہ ہو مگر اُنکا و تعالےٰ اُسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہی آکر اُسکو قتل کر دے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہی وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے سب دن چالیس ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشۂ انگور سے ایک انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہی کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو اُسمین کھانے پینے کی تکلیف پہونچیگی اور اللہ تعالےٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال اللہ تعالےٰ آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا پس ایک قطرہ نہ برسیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اُگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر رہینگے جنکو اللہ تعالےٰ زندہ رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اُس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام دیگی رواہ ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابوالحسن الطنافسیؒ سے سنا کہ مین نے عبدالرحمن محاربی سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو کتب مین دیدی جاوے کہ لڑکونکو پڑھا دیا کرین۔ **قال ابن کثیر** یہ حدیث غریب ہی اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی اور اسمین بھی شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہی وفیہ ایضا۔ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس دن تک کہ ایک دن اُسکا مانند ایک سال کے اور ایک دن مانند ایک ماہ کے اور ایک دن مانند ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمھارے ایام کے ہونگے۔ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہی اسمین ہمکو ایک دن کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کر لینا یعنی بقدر ایک شب و روز کے پانچ نمازین پڑھنا۔ **مترجم** کہتا ہی کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہی وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم والبحث فی عین الہدایہ۔ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی جلدی و تیزی کیونکر ہی فرمایا کہ مانند بادل کے جسکو ہوا اُڑا لیجاتی ہی الحدیث۔ پھر اسمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال یعنی پیداوار وغیرہ کا مانند حدیث بالا بیان کیا اور اُس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اُٹھینگے اس حال مین کہ اُنکے مالومین سے اُنکے ہاتھ کچھ نہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا بربادی سے اوپر کی حدیث مین یہی مراد ہی کہ اُنکے مال تلف ہو جاوینگے پھر اُسمین بیان ہی کہ دجال کے حکم سے اُجڑے ہوے مقامونکے خزانے شہد کی مکھیونکی طرح اُسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہونگے۔ اور اسمین مذکور ہی کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازؤن پر ہاتھ رکھے اُترینگے۔ اور اسمین ہی جو کافر انکی سانس کی خوشبو پاویگا مر جاویگا کہ اُسکو یہ خوشبو حلال نہین ہی اور انکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک انکی نظر پہونچیگی پھر اسمین خروج یاجوج و ماجوج کا قصہ مذکور ہی پھر زمین و نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو باب لُد پر قتل کرینگے رواہ الترمذی واحمد وغیرہ وقال الترمذی حدیث صحیح وفی الباب عن عمران بن حصین وابی برزہ وحذیفہ بن اسید وابی ہریرہؓ وکیسان وعثمان

Marfat.com

بن ابی العاص وجابرؓ وابی امامہ وابن مسعودؓ وعبداللہ بن عمرؓ وسمرہ بن جندبؓ والنواسؓ بن سمعان وعمروؓ بن عوف وحذیفہؓ بن الیمان رضی اللہ عنہم یعنے دجال کے بارہ مین ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی حدیثسے اور اُنکے ساتھ مجمع بن جاریہؓ وابو سریحہؓ کی حدیثسے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارۂ شرقی پر اُترینگے **مترجم** کہتا ہی کہ اول نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھا دینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؑ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے چلین گے۔ شیخ رح نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۷۴۱ھ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکست ہو جا یسے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا اس سے گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسے علیہ السلام کا محل نزول ہوگا **مترجم** کہتا ہی کہ عجیب لطیفہ نہ ہی بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہی اور حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارۂ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عز وجل دیکھو کہ منارۂ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دُکان تھی اتفاق سے باروت اُڑی تو وہ منارہ گر گیا پس یہودی نے اپنی جان ومال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنایا اور حضور سلطانین ہاتھ جوڑکر حاضر ہوا اور دمشق کے مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اُسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تونے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجاے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنا دیا تا کہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو روپیہ دیدیا گیا لیکن علماء رح نے فتوی دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تحقق ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہی جسپر عیسیٰؑ اُترینگے الحمد للہ رب العلمین پھر **ابن کثیر** رح نے محل نزول عیسیٰؑ اور انکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اوپر حدیث ابو ہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس برس ٹھہرینگے پھر وفات پاوینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمروؓ مین ہی کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہی کہ قبل اُٹھائے جانے اور بعد اُتارے جانیکے اُنکی مجموع اقامت زمین کو ہے کیونکہ صحیح قول یہ ہی وہ تینتیس برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین بیلاد عیسیٰؑ تینتیس برس مذکور ہین اور ابن عساکر نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو پچاس برس کی عمر مین اور حاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت واٹھایا جانا حکایت کیا پھر وہ قول شاذ غریب بعید ہی اور **مترجم** کہتا ہی کہ **شیخ جلال** رح نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو ابن کثیر رح نے صحیح کہا ہی اختیار کیا اور **مترجم** نے آل عمران مین ولادت عیسیٰؑ واٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسے انی متوفیک ورافعک الی الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہی اور ابن عساکر نے تاریخ مین بعض سلف سے حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے۔ قلت ایسا ہی دیگر محدثین نے بھی اسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ حجرہ مبارک مین ایک جگہ خالی ہی

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ

سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین اُنپر کئی پاک چیزین جو انکو حلال تھین اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ

160 اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ

سے اور اُنکے سود لینے پر اور اُنکو اس سے منع ہو چکا ہی اور لوگون کے مال کھانے پر

167 بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

ناحق اور تیار رکھی ہی ہمنے انمین منکرون کے واسطے دُکھ کی مار لیکن جو ثابت ہین علم پر

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ

اُنمین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اُترا تجھپر اور جو اُترا تجھسے پہلے اور آفرین نماز پر

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
قائم رہنے والونکو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو ہم دینگے

اَجْرًا عَظِيْمًا ع ۱۶۱

بڑا ثواب

ع

فَبِظُلْمٍ - ای بسبب ظلم - یعنے بسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر ہونے پر مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا - ہم الیہود - ان لوگون کیطرف سے جو یہود ہوے اور وہ یہودی ہین - حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ہم نے حرام کردین اُنپر وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ مین مذکور ہین سو اضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا کہ یہود پر اللہ تعالیٰ نے طیبات کو انکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا اور رہی تفصیل تو واحدی رح نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر ادر کیونکر اور کب ہوئی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور خازن رح نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہے اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالیٰ نے اجرا تقدیر اُنپر اسطرح کی کہ اُنھون نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل وتحریف وتبدیل کی جس سے اشیاے حلال اُنپر حرام ہوگئین پس اللہ تعالیٰ نے اسکے شکنجہ مین کھینچ دینے ایسے اُنھون نے اپنے اوپر سختی کرکے بہت چیزین حرام کرلین - اور کبھی شرعی یعنے انکہ اللہ تعالیٰ نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے حلال تھین سوائے اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلی تھین حرام کردین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ - اور باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوح و ابراہیم سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گذر چکا پھر ظلم پر عطف کیا قولہ - وَبِصَدِّهِمْ - الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - دینہ صدا - كَثِيْرًا - اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیونپر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع اُنھین یہودیونکے فسق وفجور مین اول سبب یہ کہ اُنھون نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالیٰ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ - اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالیٰ - وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ - اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ کہ معاملات کے فیصلا کرنین رشوت لیکر ناحق حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا - وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا - اور رکھا ہے ان کافرون کے لیے عذاب الیم مہیا کیا ہے ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلام رض کے تو انکا استدراک فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ - لیکن وہ مستثنی ہین جو اُنمین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبد اللہ بن سلام حضرت ابن عباس رض نے فرمایا عبد اللہ بن سلام وثعلبہ بن سعید وزید بن سعید واسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوے اور محمد صلعم وقرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن الراسخون فی العلم - اور رسوخ فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہے - وَالْمُؤْمِنُوْنَ - المہاجرون والانصار یعنے مومنون سے مراد مہاجرین وانصار مین جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب رسابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے لیکن وہ اہل کتاب مین سے ایک نام سے معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین وانصار يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - تو یہ سب یقین مانتے ہین جو تجھپر اترا اور جو تجھسے پہلے اترا - وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

Marfat.com

ایک جماعت کی قراءۃ مین والمقیمون الصلوٰۃ ہی پس ماقبل پر عطف ہی اور ایسا ہی مصحف ابن مسعود مین ہی ولیکن جمہور کی قراءۃ مین والمقیمین نصب سے ہی اور
یہی مصحف ابی بن کعب مین ہی اور ابن جریرؒ نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ مین یون ہی ہی اور جسنے اسکو کاتب کا سہو شمار کیا اُسکا قول مردود ہی اور یہی قراءۃ ثابت
وصحیح ہی پھر اعراب نصب اُسکو بنا بر آنکہ منصوب علی المدح ہی ای وامدح المقیمین الصلوٰۃ اور مدح کرتا ہون ان لوگونکی جو نماز ٹھیک کھتے ہین جیسے قولہ تعالےٰ و
الموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی البأساء الآیۃ مین آیا ہی اور یہ وجہ اعراب رجح ہی ابن جریرؒ نے کہا کہ کلام عرب مین ایسا شائع ہی اور ابن جریرؒ نے
اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہین اور ابن کثیرؒ نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیا مراد ہین یعنے ایمان لاتے ہین ما انزل الیک وما
انزل من قبلک و انبیاء پر اور یہ وجہ ہی اور اخفشؒ نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبردؒ نے بتوجیہ وجیہ اُسکو رد کر دیا ہی اور جاننا چاہیے کہ عائشہؓ سے مروی ہی کہ
اُنسے جب والمقیمین الصلوٰۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہی پوشیدہ نہین کہ ابو عبیدہ وغیرہ نے ایسے آثار کو اتخراج کیا اور ایک ٹکڑا
مفسر جلالؒ نے مقدمہ اتقان مین نقل کیا ہی ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہی بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن بلا علت ہونا غیر
مقبول ہی اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہی کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ مین اسمین کچھ لحن دیکھتا ہون جسکو عرب اپنی زبانین درست کرینگے
تب کہا گیا کہ آپ کیون نہین بنا دیتے ہین تو کہا کہ چھوڑ دو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہین ہوا جاتا ہی۔ یہ روایت بھی غیر مقبول ہی اور ابن الانباریؒ
نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہین ہی اور مفسرؒ نے متعدد طرق سے مقدمہ مین نقل کرکے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہی لیکن یہ طرق و روایات سب اُسی طرق
سے ہین جنکا محفوظ و غیر معلول ہونا ثابت نہین ہوا اور ابن الانباریؒ نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف مین دیکھتے
اور اُسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑ دیتے اور علاوہ برین قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہی پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ اصحابہ متقین نے
مجتمع ہوکر جمع کیا اور اُنھین سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ برین دقائق خط مصحف اور اسکی خوبیون جیسا کہ مفسرؒ نے مقدمہ اتقان مین لکھا
ہی صحابہؓ کو یہ طولی تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ سب سے صحیح یہ بات ہی کہ قرآن مجید انسے متواتر منقول ہی اور یہ روایات احاد شاذ متفرد ہین تو بھلا تواتر
کے مقابلہ مین کہین ایسی روایت پر التفات ہو سکتا ہی نہین معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا اور ہی روایت کر دیا۔ اور زمخشریؒ
نے کشاف مین لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط مین لحن واقع ہوا اُسکی بات قابل التفات نہین ہی ہان ایسے بعض لوگون نے اسطرف التفات
کیا ہی جنھون نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہین ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب اور اُنکی بول چال کے طریقون سے آگاہی ہی اور نہ اُنکو نصب بمدح
و اختصاص کی خوبیان جس سے کلام مین تفنن تمام حاصل ہوتا ہی کچھ خبر ہی حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہی جسکو سیبویہؒ نے مثالون و شواہد سے خوبصورت
ذکر فرمایا ہی اور یہ بات اسپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عز وجل مین ایسا رخنہ
چھوڑ جاتے جسکو پچھلے نادان لوگ جنکو مذاق عرب مین اسقدر دستگاہ نہین ہی بند کرین حالانکہ یہ لوگ تو کبھی زبان سے اپنے کو اُنمین ملاتے ہین انتہی کلامہ
اور یہ تقریر بہت عجیب ہی اور بک بک کرنا فضول ہی مرد دیندار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہی اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو و تفسیر نے ارجح قرار
دیا ہی اور نماز کو قائم رکھنا اعلیٰ و اشرف و بہت قابل مدح ہی اور یہ ایک رکن قریب باصل اعتقاد ہی پس اللہ تعالےٰ نے ایک اعراب سے بتلا دیا کہ مین اُن بندونکی
مدح کرتا ہون جو نماز ٹھیک کھتے ہین۔ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ۔ اور ایسے بندونکی مدح ہی جو زکوٰۃ دیتے ہین۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اور اُن بندونکی مدح فرمائی ہی جو اللہ تعالےٰ و روز قیامت پر ایمان لاتے ہین اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ بنون اکثر کی قراءۃ
ہی اور سیؤتیہم بالیاء حمزہؒ کی قراءۃ ہی۔ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ایسے بندونکو ہم (اللہ تعالےٰ) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہی اور ادنیٰ اُنکا اس اجر عظیم
مین سے جنت بھی ہی مگر مفسرؒ نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود وکافرون کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہی پس راسخون و مومنون و مقیمون الصلوٰۃ

Marfat.com

وموتون الزکوٰۃ کو اجر عظیم کا وعدہ ہوا وہ جنت ہے ف قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنے وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہین اللہ تعالےٰ کے خطاب خاص سُننے مین بدون اُسکے کہ اُنکے نفس معارضہ کرنے پاوین اور نہ انکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسہ شیطانی سے تمیز کیئے اور پہچانتے ہین اور لمۂ ملکی اور لمۂ نفسی شیطانی مین فرق جانتے ہین بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو بنور خطاب الٰہی جان لیتے ہین اور ہر خطاب کا موقع پہچانتے ہین انکا علم لدنی ہے اور اُنکی زبان الہامی ہے اور قلب عرشی ہے اور روح ملکوتی ہے اور اُنکے اسرار باطنہ مین علوم مجہول بھرے ہین اور باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہین اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ راسخین فی العلم وہ عالم باللہ و عالم بامر اللہ تعالےٰ ہین جو ہر حال مین سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہین اُس سے تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ ہین جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہین اُسکے حدود سے کسی رخصت و تاویل کے ساتھ تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا جو برہان سے حقائق بیان تک پہونچتے ہین ۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیون کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمعیل کو

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا

اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسے کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داؤد کو زبور اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہین سُنایا

عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ

تجھکو اور باتین کین اللہ نے موسیٰ سے بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سُنانے والے تا نہ رہے

16 لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہین جانتے کہ موسیٰ کے بعد اللہ تعالےٰ نے کسی بشر پر کچھ اُتارا تو اسی بارہ مین اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ یہ بھی تشبیہ ہے ۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۔ یعنے حضرت ابراہیم کے دونون بیٹے جنمین سے اسمعیل بڑے تھے وَيَعْقُوْبَ ۔ یعنے اسحٰق کے بیٹے ۔ وَالْاَسْبَاطِ ۔ اولادہ ۔ یعنے یعقوب کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوب کی اولاد مین سبط و اسباط کا لفظ ایسا ہی بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمعیل مین قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہے ۔ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ ۔ اباہ ۔ یعنے سلیمانؑ کے باپ کو ۔ زَبُوْرًا ۔ زبور بالفتح جمہور کی قراءۃ ہے اور یہ نام اُس کتاب آسمانی کا ہے جو داؤد کو ملی تھی اور اسمین اخلاق و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا پھر انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہے اور حمزہ کی قراءۃ میں زبور بالضم ہے پس وہ مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مزبور ہے اور معنے اُسکے مکتوب ہین آیت کا اصل یہ کہ اے محمد ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوح پر اور اُنکے بعد والے انبیا پر اور جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیم پر اور اُنکے دونون بیٹے اسمعیل و اسحٰق پر اور اسحٰق کے بیٹے یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد

اسباط پر اور عیسیٰ و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان پر اور ہمنے داؤد کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء مین سے اکثر وہ ہین جنکی نبوت کو یہودی مانتے ہین تو انکو وحی آتی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف و مشہور ہے پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہین کہ بعد موسیٰ کے کسی کو وحی نہین ہوئی ہے حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہے اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ وَرُسُلًا۔ ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولون کو۔ قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ جنکا حال ہمنے تجھپر وحی مین پہلے بیان کیا اور ایسے رسولون کو جنکا حال تجھپر بیان نہین کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید مین مذکور ہین انکے سواے اور بھی رسول اللہ تعالیٰ نے بھیجے لیکن انکی تعداد و نام وغیرہ معلوم ہونے مین کوئی نفع نہین جیسے معلوم ہو نہین سواے ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہین ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے سواے چند انبیاء کے جنکے بیان احوال مین جامع خوبیان درج ہین اور اسیقدر مین کفایت ہوگئی باقیونکو ذکر نہین فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدمؑ۔ ادریسؑ نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیسعؑ۔ ذکریاؑ۔ عیسیٰؑ۔ یحییٰؑ۔ اور اکثرون کے نزدیک ذو الکفلؑ۔ اور سب کے سردار محمد صلعم کذا ذکرہ ابن کثیر اور کہا گیا کہ ایوبؑ و الیاسؑ اور سورۂ قصص مین سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرونگا پھر جنکو نہین ذکر کیا اُسمین روایات ہین قال المفسرؒ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جسمین سے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی لوگون مین سے تھے یہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ غافر مین لکھا ہے قال المترجم اور مفسر سیوطیؒ نے جوامع مین اسپر تفصیل کی ہے وقد رواہ الحاکم و ابو یعلی عن انسؓ مرفوعا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلعم فذکر نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لا باس بہ رجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ ولا جرح واللہ اعلم۔ یعنی ابن کثیرؒ نے اپنے شیخ ذہبیؒ کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل مین چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقی قومون مین چار ہزار بھیجے۔ اسکی اسناد مین سب ثقہ مشہور ہین سواے احمد بن طارق کے مین انکے بارہ مین کچھ واقف نہین ہون پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین آلاجری وارد کی کہ ابو ذرؓ نے کہا کہ مین مسجد مین گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس مین آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اُسمین مذکور ہے کہ پھر مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوے ہین فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مین نے کہا اسمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہین۔ مین نے کہا کہ پہلا کون ہے فرمایا کہ آدمؑ مین نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہان اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُسمین اپنی روح پھونکی اور برابر کیا پھر فرمایا کہ ای ابو ذرؓ انمین سے چار سریانی تھے آدمؑ و شیثؑ و خنوخؑ یعنے ادریسؑ جسنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوحؑ اور چار عرب سے تھے۔ ہودؑ و شعیبؑ و صالحؑ و تمہارا نبی صلعم اور فرمایا کہ ای ابو ذر اول الانبیاء بنی اسرائیل مین موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ تھا اور اول الرسل آدمؑ اور آخری محمد صلعم ہے۔ مین نے کہا یا رسول اللہ کتنی کتابین اللہ تعالیٰ نے اُتارین فرمایا کہ ایکسو چار پس شیثؑ پر پچاس صحیفے اور خنوخؑ پر تیس اور ابراہیمؑ پر دس اور موسیٰؑ پر قبل توریت کے دس صحیفے اور توریت و انجیل و زبور و فرقان چار کتابین بھیجین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم مین کیا تھا فرمایا کہ یون کہ ای نمرود مسلط مبتلی مغرور مین نے تجھے اسطرح نہین مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجھسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کہ مین مظلوم کی دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہین کرتا ہون اور اسمین نصائح ہین کہ عاقل پر واجب ہے کہ اُسکی چند ساعتین ہون ایک ساعت مین اپنے پروردگار سے مناجات کرے اور ایک ساعت مین اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت مین اللہ تعالیٰ کی صنعت مین فکر کرے اور ایک ساعت مین اپنے کھانے پینے ضروری حاجات کے واسطے فراغت کرے اور عاقل پر واجب ہے مشغول تجھیز نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش محنت کرے یا حلال لذت اٹھائے اور عاقل پر واجب ہے کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو کام مین شمار کیا وہ کم بولیگا

Marfat.com

اسیقدر کہ بولنا مقصود ہو۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ صحف موسیٰ کیا تھے فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ خوش ہوتا ہی عجب اُس سے جو تقدیر کو مانتا ہی پھر کوشش کرنے پر آمادہ ہو کر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا ہی عجب اُس سے جو عاقبت مین کل کے روز حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی مین نے کہا یارسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح و عبرت مین سے ہی جو ابراہیم و موسیٰ پر اُترے تھے فرمایا ہان پڑھا سکو قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی ان ہذا لفی الصحف الاولی صحف ابراہیم وموسی مین نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ مین تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہی سب کام کا سر ہی مین نے کہا کہ کچھ زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کر لے کہ تیرے لیے آسمان مین ذکر اور زمین مین نور ہی مین نے کہا اور زائد کیجیے فرمایا کہ بہت ہنسی سے بچا رہ کہ دلکو مارتی اور چہرہ کا نور کھوتی ہی مین نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کر لے کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہی مین نے کہا اور زائد کیجیے فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات مین بول کیونکہ خاموشی شیطان کو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی مین نے کہا کچھ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ اپنے سے نیچے کو دیکھ اور اونچے کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکامے۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور انکے ساتھ بیٹھا کر کہ یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اس سے نہ بدکامے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیونسے میل کھ اگرچہ تجھے الگ کرین۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین کسی کی ملامت سے مت ڈر پھر میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مانند تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مانند خوش خلقی کے **ہکذا اورده ابن کثیر** بطولہ وقد رواہ ابو حاتم معلما بالصحۃ وغیرہ وتکلم فیہ ابن الجوزی من اجل ابراہیم بن ہاشم الراوی الذی تکلم فیہ غیر واحد من ائمۃ الجرح والتعدیل وقد وقع عدد الانبیاء زہاء من الف الف فی روایۃ احمد وغیرہ وصححہ ابن حبان و الحاکم یعنے **ابن کثیر** نے جو روایت وارد کی اسمین ابن الجوزیؒ نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور روایت امام احمد مین تعداد انبیا قریب ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان و حاکم نے صحیح کہا ہی۔ **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى**۔ بلا واسطہ **تَكْلِيمًا**۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰؑ سے بدون کسی واسطہ کے کلام کرنا صاف اور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سُننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰؑ نے کلام باری تعالیٰ کو سُنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰؑ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسرؒ نے بلا واسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کردی جو نفس کلام سے محاورہ جاننے والے کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازاً ہو چنانچہ **فراءؒ** کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہونچ جاوے کسی طریق سے کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور **نحاسؒ** نے فرمایا کہ نحویون نے اس امر پر اجماع کیا ہی کہ جب فعل کو اسکے مصدر سے مؤکد کیا جاوے تو وہ مجازاً نہوگا یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے درخت وغیرہ کسی چیز مین کلام پیدا کیا تھا اس سے موسیٰ نے سنا تھا اور بعض کم بختون نے اعراب مین تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب سے پڑھا اور موسیٰ کو کلم کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا حالانکہ اس صورت مین قراءۃ متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعاً مردود ہی بدلیل قولہ تعالے ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ۔ کیونکہ اسمین خواہ مخواہ ربہ فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰ کی کیفیت وغیرہ مین عجیب غلط ملط قصے روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ **رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ**۔ ہمنے یہ رسول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اُسکو تو ایسکی خوشخبری سنانیوالے **وَمُنْذِرِيْنَ** اور جو کفر کرے اسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین **لِئَلَّا يَكُوْنَ** ای ارسلناہم لئلا یکون۔ **لِلنَّاسِ**۔ یعنے بھیجا ہمنے ان رسولونکو تاکہ نہووے بندونکے لیے **عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ**۔ اللہ تعالےٰ پر کوئی حجت ف بعد ہم نذر۔ اسواسطے حجت یعنے دلیل سے دوسرے پر غلبہ کرنا تو یہان ہو ہی نہین سکتا اور یہ عذر دفع کرنا بھی محض اللہ تعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوے تاکہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ **بَعْدَ** - ارسال۔ **الرُّسُلِ** الیہم۔ بعد اسکے کہ رسولونکو انکی طرف ارسال فرمادیا ف۔ حاصل معنی یہ کہ تاکہ بعد اسکے بندون
کافرونکو کوئی عذر نہو باینطور کہ کہین کہ ای پروردگار کیون نہین تو نے ہمپر کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے اور مومنین سے ہوجاتے جیساکہ
کلام مجید مین دوسرے مقام پر مصرح ہی پس ہمنے رسول انکے عذر قطع کرنیکو بھیجدیے **وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا**۔ اللہ غالب ہی اور داناف یعنے
مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہی ف۔ فی العرائس قولہ انا اوحینا۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے حق مین تسلی و تثبیت ہی اور
زیادت قرب و محبت کی عبرت ہی قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ انبیاء کے درمیان مین سے موسیٰ کو خطاب خاص بلاواسطہ سے تخصیص دی اور حضرت موسیٰ نے ایک گونہ
مبادرت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حق تعالیٰ نے انکو خطاب سنانے مین متعوقف رکھا اور دیدار خالص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو انکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ او تعالیٰ نے چشم سر اور چشم قلب سے بمشاہدہ و بمعائنہ ظاہر و باطن
دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلاواسطہ و بلاحجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رای الآیۃ۔ **مترجم** کہتا ہی کہ
صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جو شیخ نے لکھا ہی اور اول آیت بلا تکلف مثبت مدعا ہی اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک آنحضرت
صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہی تب آنکہ ازل سے اسکے مقدر مین ہوتا ہی تو اپنی طرف سے اسکو
ایک قوت سننے کی دیتا ہی جس سے وہ سنتا ہی کما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو مکرر گذر چکی ہی او تعالیٰ نے اپنا
کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نہ تھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس النفاس کے سمجھ سے بالا ہی اور ولایت ازلی مین
رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

لیکن اللہ گواہی دیتا ہی اسکی جو اسنے تیری طرف نازل کیا اسکو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ اتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ١٦٦ 16

اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کے گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کیونکر پاتے ہو پس انھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین پس نازل
ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے۔ **لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ** لیکن اللہ تعالیٰ تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہی ف کیونکہ شہادت کے معنے
ظاہر کرنا امر مخفی کا یا انکار کیے ہوے کا پھر یہ شان نزول جو شیخ مفسرؒ نے ذکر کیا ہی اسکو **حافظ ابن کثیرؒ** نے ابن عباسؓ سے بروایت محمد بن اسحاقؒ وارد
کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگون پر رد ہی جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے
تو فرمایا لکن اللہ یشہد الخ اور قریب اسکے **بیضاویؒ** نے کہا کہ یہ استدراک از مفہوم ماقبل ہی گویا بات یہ ہوئی کہ ہرگاہ انھون نے آسمان سے اپنے اوپر کتاب
نازل کرنیکے سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الآیۃ۔ سے انپر حجت کیگئی کہ طریقہ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہی جیساکہ نوحؑ و دیگر انبیاء علیہم
السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللہ تعالیٰ شاہد ہوتا ہی اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللہ تعالیٰ اسکو خوب ظاہر و
ثابت فرماتا ہی۔ **بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ** - من القرآن المعجز۔ یعنے سبب ظاہر فرمایا ہی تیری نبوت کو قرآن سے جو جن و انسان کو اپنے مثل فصاحت و بلاغت و اتعلام
غیب کو لانے سے عاجز کرنیوالا ہی پس مدعی کی طرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ سچا ہی۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام تام ہی ولیکن اعجاز قرآن جو معجزہ عظیم
ہی دو جہت کر دیا کہ عارفان زبان و دانا پر واضح و ظاہر ہی اور غیر زبان والونپر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے خفی ہی اور یہ حالت کلیہ ہی چنانچہ شعر و اشعار و نظم و

نثر مین ایک شخص انکی خوبیون سے آگاہ نہین ہوتا مگر وہی جو نظم کے قواعد و خوبی و نثر کے فنون سے آگاہ ہو مثل مشہور ہے کہ جوہر کو جوہری ہی پہچانتا ہے پس اسقدر اس اعجاز مین
خفا رکھنا رحمۃ للعالمین کے مناسب ہے کیونکہ اتنا بھی خفا اگر نہوتا تو ظہور مین پردرنگی موجب غضب و بدانجامی متردد کیلیے ہوتا اور معلوم ہے کہ عرب سب جز اسلام و تردید
اور کچھ جزیہ وغیرہ قبول نہین ہے فافہم۔ اہل عرب مین سے باوجود انکی لڑائی و جنگ و جدال و عداوت و بہتان کے انکے فصیح و بلیغ معروف و مشہور شعرا و نثار ونسے
کلام مجید و معجز حمید کے حق مین بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہین اگرچہ ایمان کے طور پر انھون نے نہین سراہا کیونکہ اسمین انکے بتونکی مذمت ہے مگر یہ کہنا
کہ ایسا کلام آدمی کی مجال نہین اور یہ کلام کسی جن کا ہے اور اسکے مقابلے مین قلم توڑ دیا یہ سب اسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہین اور بہتیرے مسلمان ہوگئے اور
بعض اعراب نے کہا کہ سجدت لفصاحۃ ہذا الکلام۔ یعنی مین نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا پس عاقل جانتا ہے کہ جن کی کیا مجال ہے جو ایسا کلام لاسکے اور
اعرابی کو چاہیے کہ اس کلام کے کہنے والیکو سجدہ کرے۔ اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت و بلاغت مین کتابین لکھی ہین بایں معنی کہ اسقدر کمالات اس سے
ظاہر ہوے اور دل مین اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہے اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہین پس ان باتون جو بعضے کافر و مشرک اس سے تردد ظاہر کرتے
اور جاہل مسلمان انکی باتونسے شک مین پڑتے ہین اسکا منشا حماقت و جہالت ہے زبردست فصحاے عرب جنکی نظم و نثر موتیون مین تولی جاتی تھی وہ موجود تھے
جب انھون نے اسکے مقابلے مین اپنا کان پکڑا اور سواے تعریف و تحسین کے مجال نہوئی تو اس زمانہ کے بیوقوف جاہل بے تمیز ونکو کیا مجال ہے اور ظاہر ہے کہ عرب والے
سخت دشمن تھے اگر کچھ بھی گنجائش پاتے یا کوئی بات بدلی ہوتی تو شیطان کی طرح زمانہ مین مشہور ہوجاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود و نصاری کا کہنا
پکڑا جاتا لیکن سواے یہود کے اہل عرب مین زمانہ کفر مین بھی امانت بایں معنی موجود تھی کہ معاملات مین سچائی کا برتاؤ رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہان
تو یہودیونکی بھی زبان بند تھی یہ نہین کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہے بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لانے مین عداوت کیکہ بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص
کو پہونچائی اس حماقت کو دیکھو انکار دہو گیا کہ اللہ تعالے تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہے بذریعہ اس قرآنکے کہ جو تجہپر نازل فرمایا ہے۔ اَنْزَلَهٗ
بِعِلْمِهٖ۔ درحالیکہ اللہ تعالے نے اُتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنے درحالیکہ او تعالی اسکا عالم ہے تو سزاوار نبوت و وحی ہے یا یہ مراد ہے کہ اپنے علوم
کیساتھ نازل کیا یعنے اسمین اسکا علم موجود ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی شاہد ہے کہ اسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم و اخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہین
لاسکتا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ۔ لک ایضا۔ یعنے ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہین ف فقط جبرئیل علیہ السلام نہین
بلکہ میکائیل و اسرافیل وغیرہ سب گواہ ہین قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہی چاہتے ہین کہ بے تامل و غور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان
لین چنانچہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اُتار لانیکو آنکھونکے سامنے مانگتے ہین تو اسکے واسطے نور و صفاے تام چاہیے اور یہ فقط فرشتونکو حاصل ہے آدمی کو ابتدا
مین یہ نہین ہوتا پس اگر نظر صحیح سے غور کرین جیسے کہ انا اوحینا الیک کا اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لین قال المترجم اس تنبیہ
کا نفع سواے لعنت و عناد والونکے اور ونکی طرف عاید ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ علی ذلک۔ یعنے اللہ تعالے کا شاہد ہونا بس کافی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
جو لوگ منکر ہوے اور اٹکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہین بہول کر بیشک جو لوگ

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ
منکر ہوے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہین انکو اور نہ انکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ
پڑے رہین اسمین ہمیشہ اور یہ اللہ پر ہے آسان ہے لوگو تم پاس

Marfat.com

الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

رسول آپکا ٹھیک بات لیکر تمہارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ۱۷۰

اور زمین میں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ف بایں طور کہ رسول برحق نے جس طرح ایمان لانیکو کہا اُسکو نہ مانا بلکہ رسول ہی کو نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالےٰ ہی اور باوجود اس کفر کے۔ وَصَدُّوْا الناس اور روکا لوگونکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا سے ف یعنے دین اسلام میں داخل ہونیسے بایں طور روکا کہ انھون نے صفت محمد صلعم کی جو توریت میں موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا اُسکو چھپایا بلکہ بدل ڈالا پس الذین سے یہود مراد ہیں حاصل آنکہ جنہون نے گمراہی اختیار کی اور لوگونکو گمراہ کیا۔ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں بھٹکے ہیں ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی میں بعید از حق ہوگئے پس ضلال و ظلم دونون جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا بقولہ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنہون نے کفر کیا اللہ تعالےٰ سے۔ وَظَلَمُوْا اور ظلم کیا ف اللہ تعالےٰ کے نبی صلعم کیساتھ بایں طور کہ اُسکی صفت چھپائی یا لوگونکو روکا کہ اُنکو سچی صفت کے سوائے تحریف کرکے تبلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہودیونسے کہا کہ نبوت اولاد ہارون و داؤد سے باہر نہوگی تو ایسے لوگونکا عذاب یہ کہ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ اُنکو بخشے اور نہ آنکا اُنکو کسی راہ کی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہیں دیے جاوینگے۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے اُنکے لیے کوئی راہ نہیں سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم میں پہونچادے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر رہینگے تبتک اللہ تعالیٰ نہیں بخشیگا بلکہ جہنم میں پہونچادیگا خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو اُنکے لیے اسمین رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا اَبَدًا۔ تاکید خلود ہے اور تصریح ہے کہ خلود کے معنی یہان مدت دراز تک رہنے کے نہیں بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہیں اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثنا منقطع ہے یعنے لیکن جہنم کا راستہ اُنکو دیگا۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔ اور یہ سب اللہ تعالےٰ پر آسان ہے ف یعنے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کچھ چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے۔ پس کوئی عاقل اُسکو روا نہیں رکھیگا کہ موت پر اسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلاً و نقلاً راہ نیک بتاتا ہے اور اپنے نفس بداخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب میں گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہ سمجھ کے تعریض فرمائی اور مشرکین مکہ کو خطاب ہے مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاریٰ وغیرہ سب خلق کو شامل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یا ایہا الناس قرآن میں اہل مکہ کو خطاب ہے۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ آچکا تمہارے پاس یہ رسول مکرم تمہارے رب کیطرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہے اللہ کیطرف سے۔ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم پس ایمان لاؤ اسپر اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف کذا قال الخلیل و سیبویہ یا فآمنوا یکن خیرا لکم۔ ایمان لاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اُس کفر سے جسمین تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان میں اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہے پھر تمہارے گمان سے بھی تمہارا ایمان لانا بہتر ہے۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا۔ اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالےٰ بے پروا غنی ہے تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑوگے۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانون میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالےٰ ہی کا ہے ف اسی کی ملک ہے اسی کے مخلوق ہیں اُسیکے غلام بندے و باندیان ہیں پس تمہارا کفر کرنا اُسکی سلطنت کو کچھ مضر نہیں ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بخلقہ۔ حَكِيْمًا فی صنعہ بہم

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے آگاہ وخوب جاننے والا ہے ف جو صنع انمین رکھی اور جاری کی ہے وہ حکمت سے ہے پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہی کے قابل کو گمراہی نصیب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے گمراہ نصرانیون کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہون پر حجت پوری ہو۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین اور مت بولو اللہ کے حق مین مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسے بیٹا

مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ

مریم کا رسول ہے اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اُسکے ہان کی سو مانو اللہ کو اور اُسکے رسولون کو

وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ

اور مت بتاؤ اُسکو تین یہ بات چھوڑدو کہ بھلا ہو تمھارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لائق نہین کہ اُسکے اولاد ہو

لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿١٧١﴾ ع

اسی کا ہے جو کچھ آسمان وزمین مین ہے اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ ۔ اے اہل کتاب ف اے اہل انجیل لَا تَغْلُوا ۔ ای لا تجاوزوا الحد ۔ فِي دِينِكُمْ ۔ مت تجاوز کرو حد سے اپنے دین مین ف پس یہود خبیث تو عیسیٰ کو مع اُنکی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج دربارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبیح کلام کرتے ہین ۔ اور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا بتاتے ۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۔ اور نصاری کو بڑھ چلنے مین غلو تھا کہ حضرت عیسیٰ و مریم بندگان خدا کی نسبت ایسی باتین کہتے ہین جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین ۔ جیسے روافض دربارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات لگاتے ہین ۔ اور اسمین تنبیہ ہے کہ راہ مستقیم مانند پلصراط کے بہت حقیقت کی راہ باریک ہے اسمین افراط و تفریط دونون سے گمراہی مین پڑ جاتا ہے چنانچہ انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھکر کہو اور شیطان تمکو نہ بہکاوے مین محمد بن عبد اللہ ہون اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہین ہے کہ جس منزلت و درجہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے تم اس سے مجکو بڑھاؤ ۔ رواہ احمد اور ابن عباس ؓ نے عمر بن الخطاب سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق مین اتر اکر نہ بڑھ چلیو جیسے نصاری نے عیسیٰ کو بڑھایا ۔ مین بندہ ہون مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہیو ۔ رواہ احمد والبخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہے کہ قریب حضور وفات کے اس بارہ مین بہت تاکیدات فرمائین حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاری پر لعنت کرے کہ اُنھون نے اپنے انبیا کی قبرونکو مساجد بنالیا ۔ ھ ۔ اور فرمایا کہ تم لوگ میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجپر درود پڑھیو جہان ہو کہ تمھارا درود وسلام مجھے پہونچایا جائیگا تم چاہو جہان ہو ۔ ھ ۔ اور نصاری نے یہانتک کفر اختیار کیا کہ عیسیٰ کو درجۂ نبوت سے الوہیت پر کہنے لگے بلکہ یہود کا بھی یہی حال عزیر کے حق مین ہوا بلکہ دونون فریق نے اپنے اپنے عالمون و درویشونکی نسبت معصوم ہونیکا دعوی کرکے جو کچھ حق و باطل اُنھون نے کہا اس کو آمنا وصدقنا کرلیا اور یہ پورا کفر ہے کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ الآیۃ ۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اُسکو معبود جانتے تھے تو حق بات سے تجاوز نہ کرتے نہ کمی کیطرف نہ زیادتی کیطرف اسواسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے کچھ مت کہو ف یعنی قول حق کہو کہ اللہ عزوجل پاک ہے ہر طرح کی شرکت و شریک سے اور کوئی اسکا فرزند نہین ہے نہ لڑکا نہ لڑکی نہ جورو وہ ہر عیب سے پاک ہے یہ چیزین اسکی شان ہی سے نہین اور نہین ہو سکتی ہین یہ لوگ عجیب بیوقوف ہین اللہ تعالیٰ سے ہم مسلمان دعا کرتے ہین کہ ہمارے دلونکو ہدایت پر رکھے ۔ لوگو عبرت سے دیکھو کہ یہ نصرانی جو دنیا کے کامونمین چالاک و ہوشیار ہین دین مین ایسے بیوقوف ہین بس یقین رکھو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

وقف لازم

اور نصرانی اسی سبب ہوے اعتقاد رکھتے ہین اللہ تعالیٰ انکو رد کرتا ہی کہ۔ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ یعنے مسیح تو مریم کا پوت عیسیٰ
تھا اللہ تعالیٰ کا ایلچی رسول یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو یہ بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاری کو وہم بس اتنی ہی بات پر ہوا کہ بدون باپ کے عیسیٰ کو پیدا کر دیا تو
فرمایا وَکَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰی مَرْیَمَ۔ اسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا۔ وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ ای ذو روح منہ۔ اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک
روح دار بندہ تھا ف حاصل آنکہ وہ تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندونمین سے ایک بندہ اور مخلوقات مین سے ایک مخلوق تھا کہ حکم دیا ہو جا وہ ہو گیا اور یہ جو فرمایا
کہ روح منہ یعنے روح من اللہ تو مفسر رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اسکی اضافت ہونا اسکا فخر ہی سو جسکو اللہ تعالیٰ فرماوے کہ میرا بندہ ہی اسکے لیے فخر ہی اگرچہ
درحقیقت سب اسی کا ہی اور یہ نہین ہی کہ جیسا تم نصرانیون نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا تین مین سے ایک ہی کیونکہ روح والا تو مرکب ہوکر بنا ہی
پس وہ ضرور مین اجزا سے بنا ہی ان اجزا کا محتاج ہی کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا مہیا نہون تبتک مرکب نہ دارد ہی اور اگر حق بھلا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہی یا کبھی معدوم ہوتا ہی
اور جو آلہ معبود ہو وہ ترکیب دیے جانیسے پاک ہی اور قتادہؒ وغیرہ سے روایت ہی قولہ کلمتہ القاہا الی مریم۔ بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہی اور اضافت جیسے قولہ ہذہ
ناقۃ اللہ وغیرہ مین ہی قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہی کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہی کہ عیسیٰ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاری تین
قول کفر کے کہتے ہین کہ بیٹا یا ساتھی یا تین مین سے ایک تھا سب غلط و کفر ہی پس یہود و نصاری مین سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین لایا لہذا فرمایا۔
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسولونکو مانو اور تین مت کہو ف یعنے جب تم نے حق
بات جان لی تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولون پر اور مت کہو ثلثہ۔ ای لا تقولوا الآلہۃ ثلثۃ اللہ وعیسیٰ وامہ یعنی مت کہو کہ تین آلہ ہین ایک اللہ اور دوسرا
عیسے اور تیسری اسکی مان۔ پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین آلہ کہنے والونکا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے
وہ بھی رد ہوے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہان آبرودار بندہ ہین اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ
مین اشارہ ہی کہ سب رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی شریک و فرزند
وغیرہ عیب سے پاک و منزہ ہی اور عیسیٰ اسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہین اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہی و قرآن برحق
ہی یعنے ایمان کی سب باتون پر اعتقاد کرو۔ اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو۔ اِنْتَهُوْا۔ عن ذلک آتوا خَيْرًا لَّكُمْ۔ منہ وہو التوحید۔ باز رہو اس شرک و
تثلیث سے اور لاؤ اس سے بہتر کو اپنے واسطے ف اور وہ توحید ہی یعنے توحید بجا لاؤ۔ اِنَّمَا اللّٰهُ۔ مبتدا۔ اِلٰهٌ۔ خبر۔ وَّاحِدٌ۔ تاکیدی صفت ہی یعنے
اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہی۔ سُبْحٰنَهٗ۔ تنزیہا لہ عن۔ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ۔ تنزیہ ہی اللہ تعالیٰ کیواسطے اس بات سے کہ اسکے واسطے فرزند
ہووے ف جاننا چاہیے کہ نصاری کے اقوال حضرت عیسیٰ کے بارہ مین بہت مختلف بے انتظام اور نہایت حماقت آمیز ہین چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت
مین تین آلہ کا قول مذکور ہی ایسے ہی آخر سورۂ مائدہ مین بقولہ واذ قال اللہ یا عیسے بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین الآیہ۔ یعنے جب عیسیٰ سے
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے اور میری ماں کو دو آلہ بنالو ۵۔ یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور اول سورہ مین کہا ولقد کفر
الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم الآیہ۔ واللہ کافر ہو گئے وہ لوگ جنہون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح بن مریم ہی ۵۔ قال ابن کثیرؒ اور نصاری کی جہالت
اس درجہ پہنچی کہ انکا کوئی ضابطہ ہی اور نہ کفر کی حد ہی انکے فرقے بہت ہین و مختلف رائین پریشان اقوال ہین و بعض متکلمین نے خوب کہا کہ یہ نوبت پہونچی
ہی کہ اگر دس نصرانی جمع ہون تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سائیدین بترک جو انکے علما مین سے ایک مشہور شخص تھا اور سنہ ہجری کے حدود مین اسکندریہ مین
آیا تھا لکھتا ہی کہ نصاری زمانہ شاہ قسطنطین کے عہد مین جمع ہوے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر تھا انمین پچاس و پچیس و پچھتر و کم و بیش تفرق اقوال کہنے
لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوے تو اسی کو بادشاہ نے قوت دیکر جو اس فرقے نے بیان کیا اسکے اقوال جمع کرکے قوانین و کتابین بنائین اور انکو ملکانیہ

کہتے ہیں پھر دوسرے مجمع میں ایک فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا پھر تیسرے جلسہ میں نسطوریہ پیدا ہوا اور انہیں سے ہر فرقہ مسیح میں تین اقنوم کا قائل ہے اور اُسکی کیفیت میں باہم مختلف ہیں اور اپنے زعم میں لاہوت و ناسوت میں جھگڑتے ہیں کہ انمیں اتحاد ہے یا نہیں ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انہیں سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر سمجھتا ہے اور اہل اسلام و ایمان تو توحید ان سب فرقوں کو بداعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہیں سوائے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا علیہ السلام **قال المترجم** اس زمانہ میں اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اُسکے احکام پر اعتقاد توحید رکھنے میں سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اس امت والے بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے۔ اللھم اید الاسلام بالاید المتین اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا یاحی یاقیوم وصل علی عبدک و رسولک محمد و آلہ و صحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے پاک منزہ ہے اس سے کہ اُسکے فرزند ہو پھر برہان واضح بیان فرمائی۔ **لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے صرف یعنے سب اُسکے باندی غلام اور مخلوق و مملوک ہیں تو عیسیٰ و انکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے مملوک ہوئے اور جو چیز مملوک ہو وہ کیونکر بیٹا ہوگی اسلیے کہ ان دونوں میں منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے۔ **وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا** اور اپر اللہ تعالیٰ شاہد کافی ہے و حاصل **ماقال البیضاوی** اسمیں تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے چھوٹے منہ سے بیٹے کا حرف کہتے ہیں وہ حی قیوم ہے تمام مخلوقات جسکی انتہا بشر کے حیطۂ امکان سے خارج اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک ذرہ سے کم ہے اُسکی جناب عظمت میں حرف کُن سے انتظام پائی بلکہ حرف کن بھی سمجھانیکو کہا گیا اُسکی بھی درحقیقت کچھ ہستی نہیں پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالےٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا —

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح ہرگز بُرا نہ مانیگا   اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا   اور نہ فرشتے   نزدیک والے   اور جو کوئی کنیاوے   اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝172 فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور تکبر کرے   سو وہ جمع کرے   ان سب کو اپنے پاس اکٹھا   پھر جو ایمان لائے   اور   عمل کیے   نیک

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

اُنکو پورا دے گا   اُنکا ثواب   اور بڑھتی دے گا   اپنے فضل سے   اور جو   کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور   تکبر کیا   سو اُنکو   مار دیگا دکھ کی مار   اور نہ پاویں گے   اپنے واسطے   اللہ کے سوائے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی   نہ مددگار   لوگو تم پاس آ   پہونچ چکی   تمہارے   رب کی طرف سے سند

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اُتاری   ہمنے تمپر   روشنی واضح   سو جو یقین لائے   اللہ پر   اور اُسکو مضبوط پکڑا تو انکو داخل کریگا

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ ١٧٥

اپنی مہر میں   اور فضل میں   اور پہونچا دیگا اپنی طرف سے سیدھی راہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ - یتکبر و یانف - نہیں تکبر کر سکتا و ناگوار نہیں سمجھ سکتا کبھی - **الْمَسِيْحُ** - الذی زعمتم انہ الہ - مسیح بن مریم جسکو

تمنے زعم کیا کہ وہ معبود ہی اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالےٰ کا ف یعنے مسیح کبھی اس امر سے تکبر و انفت نکریگا کہ وہ اللہ تعالےٰ کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالےٰ اسکا بندہ ہونا مین فخر ہی جسکو نصیب ہووہی جہان سے بزرگ ہی معالم وغیرہ مین ہی کہ وفد نجران نے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ عیسیٰ کو عیب لگاتے ہین کہ انکو بندہ کہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول ہو پس یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم اس آیت کریمہ کا تعلق اوپر سے ظاہر ہی کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہی سب اللہ عز وجل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا کہ مسیح اس سے استنکاف نہین کرسکتا۔ اور وضح ہو کہ لن یستنکف مین اشارہ ہی کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہی اُس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسیواسطے یون نفرمایا کہ لا یستطیع المسیح ان یستنکف۔ یا لیس له ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور فخر ثابت ہی کہ۔ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ مین اللہ تعالےٰ کا بندہ ہون اُسنے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہی پس چھوٹونکے رد کو اسیقدر کافی ہی اور اسپر عطف کر کے زائد کیا۔ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ عند اللہ لا یستنکفون ان یکونوا عبید الہ اور نہ ملائکہ مقربین یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقرب ہین نہیں استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے اوتعالیٰ کے بندے ہون ف یہ زائد کلام استطراد فرمایا اور نہایت عمدہ استطراد ہی جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگو نپر رد ہو جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالےٰ کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاریٰ پر رد ہی جو یہی عم کرتے تھے بلکہ مقصود تو خطاب سے نصاریٰ کا رد ہی اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکلا یا مترجم کہتا ہی کہ مفسر نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ بعض معتزلہ کا رد کر دیا ہو کہ جو اس امر پر استدلال کرتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہی ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف بھیجنے کا عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ کا بندہ ہونے سے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اُس سے افضل ہین اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو یہ آیت جبھی نصاریٰ پر حجت ہوسکتی تھی کہ جب وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین اور بدون اسکے حجت نہو گی حالانکہ نصاریٰ کا تو یہ حال ہی کہ انھون نے عیسیٰ کو درجہ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہی پس یہ عطف از باب ترقی نہین ہی بلکہ استطراد و تتمیم رد ہی اور ابن کثیر نے کہا کہ استنکاف یعنے انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار کے زیادہ قدرت ہی بسبب زیادہ قادر ہونے کے انکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہی قال المترجم یہ جواب بنا بر آنکہ عطف مذکور از باب ترقی ہی ولیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہی نہ افضلیت مین اور بقاعی نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدائش مین ہی کہ وہ نر و مادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدم سے بھی زیادہ عجیب پیدائش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ کے پیدا ہوا اور نہ ملائکہ مقربین جو نر و مادہ دونوں کے بغیر پیدا ہوے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب کہا ہی کہ اہل بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا جسمین کوئی نص از جانب شارع نہین تا کہ رجماً بالغیب اسپر بہت سے مسائل ثابتہ حقہ سے بر بناء مذکور منکر ہو جاوین کیونکہ ظاہر ہی کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر دار ایمان و اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین پس ایماندار کو اسمین بحث کرنا لغو و فضول ہی پھر اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ اُسکی نشان الوہیت و قہاری ہین ملائکہ و عیسیٰ سب بندگی سے فخر کرتے ہین اور اُسکے قبضہ قدرت مین مسخر ہین اُنکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین بلکہ فرمایا وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر چاہا تو اللہ تعالےٰ اپنی طرف سبکو حشر فرمادیگا ف یعنے آخرت مین سبکو اپنی طرف محشور فرمادیگا اور جمیعًا سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالے اور نکرنیوالے یعنے نیک و بد سبکو اللہ تعالےٰ قیامت کو میدان حشر مین جمع فرمادیگا پھر ان دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالےٰ ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالےٰ اُنکو اپنی مزدوری پوری دیگا ف یعنے اُنکے عملونکے ثواب پورے عطا فرمادیگا۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔ اور اپنے فضل سے اُنکے لیے بڑھاویگا ف یعنے ثواب اعمال پر زائد عطیہ دیگا وہ ایسی چیز ہی کہ کسی آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قولہ الحسنیٰ و زیادہ کی تفسیر مین زیادت کی تفسیر بدیدار

Marfat.com

حضرت باری تعالیٰ عز وجل صحیح ہوئی ہے الحاصل مخلوق دو قسم ہین ایک وہ جنھون نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنھون نے
اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنا فخر جانا پس جنھون نے استنکاف نہین کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اس حشر کے
مجمع مین اُنکی نیکو کاریون کے ثواب عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بڑھتی عطیہ دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور نہ اُسکے خیال مین آیا اور سب سے افضل عطران
اُنکو دیدار باریتعالیٰ ہے پس ان بندون کی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا ۔ اور رہے وہ جنھون نے اللہ تعالیٰ
کی بندگی سے استنکاف و استکبار کیا۔ فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۔ تو اُنکو اللہ تعالیٰ عذاب الیم دیگا ف وہ عذاب و رنج ہے جسمین بے موت
جلا کرینگے ختم نہوگا اور کوئی تدبیر بن نہ آویگی۔ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہین پاوینگے
ف جو اُنسے عذاب دور کرے۔ وَلَا نَصِیْرًا ۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار ف کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے۔ یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کردی
اور جس وہم و گمان پردے بھٹکے تھے اُسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کر کے عام خطاب فرمایا بقولہ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ۔ اے لوگون یعنی اہل کتاب
یہود و نصاریٰ و مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب اِدھر متوجہ ہو کر جانو کہ۔ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۔ آگئی تمہارے
رب کیطرف سے حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہے اور معالم مین کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہی مفسر نے
اختیار کیا بقرینہ مابعد۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ اور ہمنے تمہاری جانب نور واضح اُتارا ف یعنے قرآن مجید۔ اور مبین سے معنے لازمی
یعنے بین و ظاہر مراد ہے اور نور کی صفت جب بیّن قرار دی تو اتمام ظہور ہوگیا پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمہارے حق مین نعمت ہے
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ۔ پس جن بندون نے اللہ تعالیٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا۔ فَسَیُدْخِلُهُمْ
فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی طرف سے رحمت و فضل مین داخل کریگا۔ وَیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۔ اور اُنکو
اپنی جانب راہ مستقیم دیدیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہنچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ مانے تو عذاب و رنج و دائمی خواری و ذلت اُنپر لازم ہے ف فی العرائس
قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح الخ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو نور توحید مین مستغرق کر دیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا دعو
انانیت مرتبہ تلوین مین ناقص تھا پھر عیسیٰ کیساتھ ملائکہ کے ذکر سے ملائکہ پرستون کا رد ہوگیا اور ظاہر آیت سے عیسیٰ پر ملائکہ کی تفضیل نکلتی ہے اور مراد اس سے یہ
کہ ملائکہ نہ مکان آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہین اور اس امر مین عیسیٰ سے افضل ہین اور یہ کافرونکے وہم و زعم کے موافق ہے ورنہ عیسیٰ
سے ملائکہ افضل نہین ہوسکتے ہین اور کسی نبی پر اُنکو فضل نہین ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہین اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہین ف ذوالنون
مصری نے کہا کہ قولہ نورا مبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حجت و نور سبین چمکتا ہے کوئی اپنا حصہ لیگیا اور کسی نے اندھیرے مین ہاتھ مارا
قال المترجم پھر جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب مین محبوبونکے حصہ کا وارث ہے بقولہ تعالیٰ اولٰئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے
وارث ہین جو فردوس اعلیٰ کو میراث لیتے ہین۔ ہ یعنے دنیا کے ملعونونکو اپنے نسبی بھائیونکیلیے یعنے کافرون و مشرکون کیلیے چھوڑتے ہین اور خود اُنکے مقامات جنت
کو میراث لیتے ہین اور کافر دیکھا یہ حال ہے کہ آدم اول اور خاتم المرسلین آخر دونون سے منقطع ہوگئے اور شیطان کی ذریات مین داخل ہو کر منقطع و معدوم ہوگئے کیونکہ کافر
مردہ ہوجاتا ہے تو گویا ہم دائرہ میں اول و آخر سب سے خارج ہوگئے جیسے دنیاوی مال کے میراث مین کلالہ ہوتا ہے کہ نہ باپ ہا اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونون سے
منقطع ہوا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ مین میراث کا ذکر ہے اور اس سورہ مین جملہ مواریث تین بیان
ہین اول تو اصل و فرع کی میراث اور دوم زوج و شوہر کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سبکا بیان ہوچکا اور سوم میراث کلالہ اور رہے ذوی الارحام
تو اُنکی میراث کا بیان آخر انفال مین ہے پس کلالہ کو فرمایا۔

Marfat.com

يَسْتَفْتُونَكَ ۚ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ أُخْتٌ

حکم پوچھتے ہین تجھسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا ۔ اگر ایک مرد مرگیا اور اسکو بیٹا نہین اور اسکو بہن ہے

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

تو اسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا ۔ اور وہ بھائی وارث ہی اس بہن کا اگر نہ رہے اسکو بیٹا ۔ پھر اگر بہنین دو ہون تو انکو پہونچے

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا ۔ اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے کے مرد اور عورتین تو مرد کو دو برابر حصہ

الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ 176

عورت کا ۔ بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی ۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۔ فی الکلالۃ ۔ تجھسے فتوی چاہتے ہین ف کلالہ کے بارہ مین پس سوال مین سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب مین مذکور ہی وہ اسپر دلالت کرتا ہی کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے ۔ اور سائل اگرچہ جابر رض اکیلے تھے جیسا کہ شان نزول مین آتا ہی پس یستفتونک بصیغہ جمع بوجہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نتھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم معنی ہی اگرچہ بلفظ عموم نہو ۔ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۔ کہدے کہ اللہ تعالی تمکو کلالہ کے بارہ مین فتوی دیتا ہی ف یہانسے تب کہ فتوی واضح عبارت مین ہو اور بیتہ و نشان صریح نقل کیا جاوے ۔ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ ۔ اسمین امرؤ رفع بفعل محذوف ہی جسکی تفسیر فعل مابعد سے ہی ای ان هلک امرؤ یعنے اگر مرگیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ ۔ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ ای لا والد وهو الکلالۃ یعنے ایسا مرد مرا کہ نہین اسکے کوئی فرزند ف لڑکا یا لڑکی ۔ اور نہ اسکا والد ہی یعنی باپ پس یہی کلالہ ہی کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو ۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہی جیسا کہ آتا ہی ۔ وَلَهٗٓ أُخْتٌ ۔ من ابوین او اب اور اسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہی جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہان دوسری ہو اور وہ بہن مراد نہین کہ جو فقط مان کیطرف سے ہو ۔ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۔ تو اس بہن کو جو عینی یا علاتی ہی نصف ترکہ ملیگا ۔ وَهُوَ يَرِثُهَآ ۔ ای الاخ کذلک تہا جمیع ترکت اور اگر بھائی ایسا ہو کہ اسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا ۔ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۔ بشرطیکہ بہن کو اسکا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتین ہین اگر لڑکا ہی تو بھائی کو کچھ نہین ملیگا اور اگر لڑکی ہی تو اسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہین بلکہ فقط مان کیطرف سے ہی تو وہ کلالہ نہین ہی اسکا مفروضہ چھٹا حصہ ہی جیسا کہ اسی سورہ کے اول مین گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مؤنث مین کچھ تفاوت بھی نہین ہی چنانچہ وہان مفصل مذکور ہو چکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنو نکے ساتھ بھائی بھی ہون تو انکو بیان فرمایا ۔ فَإِنْ كَانَتَا ۔ ای الاختان ۔ اثْنَتَيْنِ ۔ پھر اگر دو عورتین ہون ف یعنے اگر بہنین عینی یا علاتی دو ہون اور مراد اسکے دو ہو یا دو سے زیادہ ہون اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق مین ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنین چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جسقدر ہون انکا حکم یہ ہی کہ ۔ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۔ الآخ ۔ تو ان دونو نکو دو تہائی اس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہی اور اگر دو سے زیادہ ہون تب بھی یہی حکم ہی ۔ وَإِنْ كَانُوٓا ۔ ای الورثۃ ۔ إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً ۔ اور اگر ورثہ برادری مرد ہون اور عورتین بھی ہون یعنی وارثون مین بھائی بہن دونون موجود ہون ۔ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔ تو ان مین سے مرد کیلیے دو عورتونکے حصہ برابر حصہ ہی ف یعنے بھائی کو بہن سے دو چند ملیگا ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۔ ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا بیان کرتا ہی اللہ تعالی تمھارے لیے دین کے شرائع تاکہ تم بہکو

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے منجملہ المیراث اور منجملہ کل شئی کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ
نے اچھی تفصیل و تفسیر سے مسئلہ بیان کیا جسکی تلخیص لانا پسندیدہ ہے۔ براء بن عازب رضی سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورہ براءۃ ہے اور آخر جو آیت
نازل ہوئی وہ قولہ یستفتونک الآیۃ ہے (رواہ الشیخان) **قال المترجم اور شیخ سیوطی** نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اتری وہ یہی
آیت ہے اور تفصیل اسکی تحت قولہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے
پاس آئے درحالیکہ میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا
کہ میرا کوئی وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے فرائض کی آیت اتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالیٰ
نے آیۂ میراث قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیۃ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابر رضی نے کہا کہ میرے ہی حال میں یہ آیت یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی
اسکے وارث ہوں تو کلالہ ہے اسیواسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہ ہو
قال المترجم بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بمنزلہ دو باپ کے میت کے وارث ہوں **قال ابن کثیر** اور کلالہ کا حکم حضرت عمر رضی پر مشکل ہو گیا تھا جیسے جدہ کی
میراث میں دریوا کی بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا **قال المترجم** یعنی ہمیں اجتہاد کو مساغ ہو گیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ملا چنانچہ خود عمر رضی سے مروی ہے کہ مجھے
تمنا ہی کہ جدہ و کلالہ و دریوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم
اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہانتک کہ آپنے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجھکو آیۂ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں
ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمر رضی نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجھکو سرخ اونٹ سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور معنی یہ کہ آنحضرت
صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمر رضی مطمئن ہو گئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۂ الصیف سو اسواسطے کہ گرمی میں اتری تھی واللہ اعلم اور
قتادہ رحمہ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابو بکر صدیق رضی نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اتری فرائض کے بارہ میں وہاں باپ و اولاد کے
حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جورو و مرد اور ماں کیطرف سے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے
بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام میں بعض سے بعض اولی ہونیکے حق میں یعنی ان عصبات میں ہے جو قرابت کی وجہ سے
ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالیٰ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ظاہر قول سے بعض نے استدلال کر کے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط سے یہ نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا
چاہیے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف مرجع ہے وہ یہی ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی
جمہور صحابہ رضی کا قول ہے اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی نے مصرح کر دیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ ولہ اخت فلہا نصف ما ترک
کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیے کہ بالاجماع باپ اسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ کہ قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور
ہے کہ فرزند نہو اور دلالۃ النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحول و عطیہ و حمزہ و راشد رحمہ نے زید بن ثابت رضی سے روایت کی کہ زید بن ثابت سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر
اور عینی بہن ہے تو زید رضی نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زید رضی سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ جب آپ نے ایسا حکم دیا تھا
(رواہ احمد) اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس و ابن الزبیر سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد و لہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ نہیں ملیگا اور جمہور صحابہ رضی کا قول ان دونوں سے
برخلاف ہے کہ وہ اس مسئلہ میں آدھا دختر کو اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلواتے ہیں اور معاذ بن جبل رضی نے زمانۂ آنحضرت صلعم میں

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعود رضؓ نے بحوالہ فیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن مسعودؓ یہ ہے کہ میت کی دختر اور پوتی اور بہن ہے پس دختر کو نصف
اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کر کے باقی بہن کو دیا (رواہ البخاری) مقصود آنکہ بہن اس صورت مین وارث ہے قولہ وھو یرثہا ان لم یکن لہا ولد یعنی بھائی کو بہن
کی پوری میراث ملیگی اگر بہن اس حال سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اُسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ موجود ہوا تو بھائی محروم ہوگا
کچھ بھی نہ پاویگا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سواے باپ کے اور کوئی ذوی الفروض مین سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے اس عینی یا علاتی بھائی کے ساتھ موجود
ہو تو جو اُسکا فرض مقدر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ فرض حصہ والونکو اُنکا
حصہ پہونچا دو پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنین ہون تو اُنکو ترکہ سے
دو تہائی ملیگا۔ پس معلوم ہوا کہ دو بہنونکے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دخترونکا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث مین دخترونکے حق مین فرمایا
فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک یعنی بیٹیان اگر دو سے اوپر ہون تو اُنکا دو تہائی ہے۔ ھ۔ اور دو دخترونکا حصہ مذکور نہین ہے یعنی یہان دو سے
زیادہ دخترونکے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دخترون کیواسطے کچھ صریح نہین پس جب یہان دو بہنون کیواسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے مستفاد ہوا کہ دو تہائی
حصہ ایک سے زائد کیواسطے ہے خواہ دو ہون یا دو سے بھی زائد ہون اور ایسی ہی دخترونکی میراث مین جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہانسے مستفاد ہوا کہ اگر
بہنین دو سے زیادہ ہون تو بھی دو تہائی پاوینگی **قال المترجم** قرآن مین یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالیٰ نے لطیف کردیے اور ہمارے نزدیک یہ
استدلال اجود ہے بسبب اُسکے جو **شیخ سیوطی** رحؒ نے یہان دو سے زائد بہنون کیلیے دو تہائی ہونے پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے
حق مین ہے اور اُنکی بہنین دو سے زائد تھین اور وجہ اجود ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاری ہے ولیکن دو بہنونسے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ
باحتیاط و جہی اس امر کو روا نہین رکھتے ہین کہ ہر خبر آحاد سے کتاب اللہ تعالیٰ پر جو قطعی ہے زیادتی کرین **قال المترجم** حق یہ ہے کہ یہان ہر خبر آحاد بعد از انکہ قابل احتجاج
ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہین آتی جو محکم کتاب اللہ مین کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے
کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہین ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہین جائز ہے بلکہ موطائی امام محمدؒ سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہو جاوے تو اُسکو بحث
اجتہادی مین قبول کرنا اُنکا دستور تھا اور یہ ضرور نہین کہ جو ظاہر حدیث ہے وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات مین بھی نہین ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ مین کلالہ
وہی نہین جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونون نہون اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو صریح لکھا ہے جسکی طرف مین نے
اشارہ کیا اور بظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہ** رحؒ نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت
صلعم پر ایسے حال مین اُتری کہ آپ سفر مین چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپنے دیکھکر حذیفہ کو یہ
آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور اُنکو یہ آیت تلقین کی بعد جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمرؓ نے حذیفہ کو بلا کر اُنسے یہ آیت پوچھی تو
حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس مین نے تمکو ویسی ہی تلقین کردی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ مین سچا
ہون (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمرؓ یہ کہا کرتے کہ اے میرے پروردگار اگر تونے حذیفہ پر اسکے معنی کھولدیے ہین تو مجھ پر ابتک کھ نہین ظاہر ہوے
(رواہ ابن جریر بہذہ الزیادۃ) اور عمرؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ مین اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر مین ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہوگئے تو عمرؓ نے
کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کردیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمرؓ نے جیسے حضرت
صلعم سے یہ تین باتین نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ مین ابو بکرؓ
سے خلاف کرون اور وضح رہے کہ حضرت ابو بکر الصدیقؓ فرماتے تھے کہ کلالہ ما عدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ مین فرزند اور باپ دونون نہونا شرط ہے **قال**

ابن کثیر جو قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی اُسی پر جمہور صحابہؓ وتابعینؒ ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ اماموں اور فقہاء سبعہ مدینہ کا ہی تو لیبین اللہ لکم ان تضلوا مفسرؒ نے ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا۔ بیان کیا اور یہ کسائی وفراء وکوفیین کا قول ہی اور ابو عبیدؒ نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمرؓ سنائی کہ لا یدعوا احدکم علی ولدہ ان یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ۔ یعنے مت بد دعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تاکہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ہو جسمین دعا قبول ہو جاتی ہی مقصود یہ کہ ان یوافق یعنے لان لا یوافق ہی جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہی بصریون نے کہا کہ معنے یبین کہ یبین اللہ لکم کراہۃ ان تضلوا۔ یعنے کھلا بیان فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بوجہ کراہت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ یعنی چونکہ او تعالیٰ کو کمال رحمت سے تمھارا بھٹکنا منظور نہین لہذا صاف صاف تمھاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہی اور اجتہاد کی گنجایش چھوڑ دینا بھی آسانی ورحمت در موجب مزید ثواب ہے اسیکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے ترجیح قرار دیا واللہ اعلم

سُورَۃُ الْمَائِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ مِائَۃٌ وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً اَوْ وَاثْنَانِ اَوْ وَثَلٰثٌ

اس سورہ کا نام سورۂ مائدہ ہی اور وہ ایک سو بیس ۱۲۰ آیتین ہین یا ایک سو بائیس یا ایک سو تیئیس ۱۲۳ آیتین ہین **قرطبیؒ** نے کہا کہ اس سورہ کے مدنیہ ہونے پر اجماع ہی اور محمد بن کعب یعنے قرظیؒ نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اُتری ہی اور اسماء بنت یزید سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کی اونٹنی عضباء کی مہار پکڑے ہوے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اُتری اور قریب تھا کہ اُسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو کوفتہ ہو جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتی کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑون مین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہی کہ وہ اُٹھا نہ سکی حتی کہ آپ اتر پڑے **قال المترجم** یہ روایت ضعیف ہی کہ آپ اتر پڑے بلکہ ثابت پہلی روایت ہی اور ام عمروؓ نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہؓ سے ہی کہ یہ سورۃ آخر نازل ہوئی ہی سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم وصححہ) اور جبیر بن نفیرؒ نے کہا کہ پھر مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بسندہ الزیادۃ والنسائی ایضًا) اور ضمرہ بن حبیب وعطیہ بن قیس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اُتاری گئی تو اُسکے حلال کو حلال رکھو اور اُسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبید) اور عمرو بن شرحبیل سے ہی کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا۔ اور شعبیؒ نے استثناء کیا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد اور ابن عباسؓ نے استثناء زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ۔ اور میسرہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ والمنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت تک متفرق اٹھارہ حکم اس سورہ کے سوائے قرآن کے اور سورتون مین نہین فرمائے فلت اور انیسوان حکم یہ زائد کیا گیا قولہ اذا نادیتم الی الصلوٰۃ یعنی اذان کا ذکر اسی سورہ مین ہی اور سورۂ جمعہ مین مخصوص بجمعہ ہی اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال وحرام کے یا باعتبار پوری سورہ ہی غیر کے ہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۥ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ

اے ایمان والو پورا کرو اقرار کو حلال ہوے تم کو چوپائے سوا انکی اُسکے سوائے جو تم کو سنادینگے

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے اوپر احرام مین اللہ حکم کرتا ہی جو چاہے

وضع ہو کر یہ ہیں کہ ہوئی ہوئی صفت اس درجہ پر ہے کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے ذرا سی بات ہے کہ اتنا مختصر کلام اور اسمیں اتنے احکام ایک تو ایفا عقود جس کے معنی وضع و حکم ظاہر
ہے اگر تفصیل میں جرے بڑے دفتر لکھے گئے ہیں دوم بہیمۃ الانعام کی تحلیل سوم استثنا انکا جو حلال نہیں چہارم احرام باندھے آدمی پر شکار کی تحریم پنجم جو محرم نہ ہو اسکے
لیے شکار کی تحلیل ششم اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے ہفتم اللہ تعالیٰ کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہے یہ تو صریح ہی اس سے نکلتے ہیں اور جو شرح و تسلیم میں انکو بیان کرنا
بہت طوالت چاہتا ہے اور **نقاش** رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگوں نے اس سے کہا کہ اے یونانیوں کے فخر اے حکیم دانا تو ہمارے لیے اس
قرآن کے مثل بنادے اُسنے کہا کہ اچھا اسمیں سے ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہوں جو باقی کیواسطے دلیل ہو گا پس بہت دنوں تک پوشیدہ رہا پھر نکلکر کہا کہ میں نے
تصور نہیں کیا مگر سچ یہ ہے کہ واللہ میں ایسا نہیں بنا سکتا ہوں اور کوئی نہیں بنا سکتا ہے میں نے اس کتاب کو کھولا تو سورہ مائدہ نکلی پھر میں نے غور کیا تو اسکی
دو سطر دیکھیں سنا عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت اور تحلیل عام و استثنا احرام اور خبر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہے اور یہ کسی میں طاقت نہیں کہ کلام فصیح
و بلیغ والفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین اور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حرف نہیں ادا کرے **مترجم** کہتا ہے کہ اسکی دانشمندی نے اُسکو
انصاف پر مجبور کیا کہ اُسنے سچ بات کہدی اور دانائی سے بھی خالی نہیں کیونکہ اگر بناتا تو علما و حکما کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا رہتا اور واللہ ثم
باللہ العظیم اگر وہ اور اُسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہوں تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے
مثل نہیں لاسکتے ہیں قال تعالیٰ۔ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا**۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہے جو اللہ عزوجل کے احکام کے مطیع ہیں کیونکہ نافرمانی کرنیوالوں کو خطاب
غیر مستحسن ہے اور بیکار ہے اسیواسطے علماے حنفیہ نے کافرونکو فروع اعمال سے مکلف نہیں قرار دیا اور علماے شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزاے عذاب
زیادہ ہو گی پھر تابعی جلیل زہری سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تو اس خطاب میں آنحضرت صلعم بھی شامل ہیں رواہ ابن ابی حاتم
اور عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تو خوب کان لگا کر سن کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجکو حکم فرماتا ہے یا کوئی
برائی ہوگی کہ جس سے تجکو منع فرماتا ہے رواہ ابن ابی حاتم چنانچہ یہاں حکم دیا کہ۔ **اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ**۔ تم پورے کرو عقود **ف** العہود المؤکدۃ التی بینکم و بین اللہ
تعالیٰ والناس یعنی عقود جمع عقد کی بمعنے گرہ۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوے عہد ہیں جو ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں یا مومنوں اور لوگوں کے
درمیان ہیں۔ اور لوگ عام ہیں خواہ وہ بھی مومن ہوں یا کافر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عہد سے تکالیف شرعی نماز و روزہ بجالانا و حرام و ممنوع سے باز
رہنا مراد ہیں۔ پھر ابن عباس و مجاہد و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہے اور ابن جریر نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر **سیوطی** نے العہود المؤکدہ سے
تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عقد کا استعمال حقیقت اجسام میں ہے چنانچہ عقدت الحبل۔ رسی میں گرہ دی یا خوب بل دیا اور جب اسکو معانی میں استعمال کرتے ہیں تو
مراد اس سے لزوم و احکام شدید ہوتا ہے پس چونکہ یہاں اسی معنی میں مستعمل ہوا لہذا مؤکدۃ اسکی صفت خود ظاہر ہے۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ
اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن میں ہیں اور یہ کہ غدر و بیوفائی مت کرو اور عہد مت توڑو
اور رواہ ہو کہ جو عہود و حدیث ثابت ہیں وہ بھی اسمیں داخل ہیں اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے اسمیں عہد و قسم وغیرہ اور حق یہ ہے کہ ابن عباس رض نے
فقط عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمیں داخل ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ عہود جاہلیت کو اسلام نے شدت و مضبوطی ہو گئی ولیکن جدید حلف
و موالات سے منع فرمادیا چنانچہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے اور آیت عام ہے جملہ عہود کو شامل ہے جیسا کہ
مفسر نے لکھا لیکن انھیں عہود کا وفا کرنا لازم و مؤکد ہے جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہوں اور جو ایسے نہوں بلکہ انکے خلاف ہوں تو وہ عہد رد کیے
ہیں حتی کہ قسم جو کسی معصیت کرنے پر ہو اسکا توڑ دینا لازم ہے اور لزوم کفارہ بوجہ جرم کے ہے نہ بوجہ درستی عہد کے اگر کہا جاوے کہ کافر نے اگر صلح کرے تو اسکا توڑ دینا
جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ انکو کہلا بھیجے کہ ہمنے صلح توڑ دی پھر جو چاہے کرے اور یہ روا نہیں ہے کہ حالت صلح میں بدون ذکر کیے اگر وہ ملک اسلام میں آویں تو انکو قتل کرے

یا خلاف عہد کوئی پیدا ہو نچا ہے جن کا گروہ ہمارے کسی تاجر کیساتھ ایسا کریں تو ہمکو اُنکے تاجر کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ قولہ اوفوا بالعقود
یہ چھ عہد ہیں عہد اللہ تعالیٰ و عقد الحلف و عقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ میں اور عقد البیع اور عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہیں کہ عقد بیع میں بعد ایجاب
قبول ہو جانیکے پھر مجلس بیع میں اسی حال پر موجود ہونیکے باوجود بائع و مشتری میں سے کسیکو خیار مجلس نہیں رہتا ہے اُنھوں نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ
لزوم بیع کے بعد اسکا وفا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و امام مالک کا ہے اور جمہور نے اسمیں خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و
فروخت کریں تو دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جبتک کہ دونوں جدا نہو جاویں (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہیں بلکہ اس عقد کے متقضیات میں سے
ہے پس اسکا التزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے میں داخل ہے اور تمام یہ بحث متعلق بفروع ہے بالجملہ فرض ہے کہ ایفائے تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد ہو
اور وہ قرآن و حدیث میں ہیں یا کسی بندے سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت و معاملات وغیرہ کے سب پورے کرے جسطرح عہد کیا ہو اور اسی
حکم کی تفصیل ہے جو اس سورہ میں احکام مذکور ہیں از انجملہ فرمایا۔ **اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ** تمھارے لیے بہیمۃ الانعام حلال کیے گئے ہیں
اونٹ و گائے و بکری بعد ذبح کے کھانا۔ مفسر رح نے بہیمۃ الانعام میں تین قسم بیان کیں اونٹ اور گائے اور بکری کذا فسرہ قتادہ والحسن و غیر واحد۔ سو گائے میں
بھینس کی قسم بھی شامل ہے اور بکری میں دنبہ و بھیڑی و مینڈھا سب شامل ہے۔ قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنے اُنکی حلت از راہ اکل ہے کہ کھانا حلال ہے کیونکہ حلت
و حرمت کا تعلق فعل سے ہے کسی چیز کی ذات سے متعلق نہیں ہوتا ہے اور یہی **فخر الاسلام بزدوی** نے صریح لکھا ہے چنانچہ جو جانور مثلاً شیخ صدو کے نام پر
ذبح کیا گیا تو اس جانور کی ذات میں کچھ خرابی پیدا نہیں تاکہ اس سے چھونا و دیکھنا بھی روا نہ ہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہے اور دوسری قید مفسر رح نے ذبح کی بڑھادی لانہ
وہ ظاہر ہے اور حاصل کلام اللہ تعالیٰ نے اِن اقسام کے جانوروں میں سے بیان کر دیا جو حلال ہیں پھر شرط اسکے کھانیکی یہ ہے کہ ذبح کرے پھر واضح ہو کہ تین قسمیں جو
مفسر رح نے بیان کی ہیں انعام کی لفظ سے لغت میں بھی یہی مراد ہوتی ہیں کما قال ابن جریر اور در اصل چرنیوالے چوپایہ کو کہتے ہیں لیکن اہل لغت کا اسپر اجماع
ہے کہ سم والے چوپایہ اسمیں شامل نہیں ہیں اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہیں پس اضافت عام بسوے خاص ہے جیسے سورۃ المائدہ یا انھیں چوپایوں کو جو انعام ہیں تو
اضافت بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ جنس مراد لی لہذا اسکو جمع نہیں فرمایا۔ پھر **شیخ ابن کثیر** نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و غیر واحد نے اسی آیت سے
استدلال کیا کہ اگر انعام میں سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اُسکے پیٹ میں مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے اور یہ ایک حدیث میں بھی منصوص ہے چنانچہ ابو سعید خدریؓ
سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گائے یا بکری ذبح کیجاتی ہے اور اُسکے پیٹ میں سے بچہ نکلتا ہے تو ہم اسکو پھینک دیں
یا کھاویں تو فرمایا کہ تمھارا جی چاہے کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کر لینا وہی اسکا ذبح کرنا ہے (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ والترمذی وقال حسن) وعن جابر مرفوعا قال
ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ۔ (رواہ ابو داؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اسکی ماں کا ذبح ہے (ابو داؤد) اور یہی قول امام ابو یوسف و محمد و دیگر ائمہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اسکا کھانا حلال نہیں ہے پھر عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا بقولہ۔ **اِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ** سوائے اسکے کہ تلاوت
کیگئی تمپر تحریم اُسکی قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ میں پس استثنا منقطع ہے اور ہو سکتا ہے کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب موت وغیرہ عارض
ہو جانیکے ہے پس مفسر رح نے مقدر کیا ای تتلی تحریمہ علیکم یعنی سوائے اس چوپایہ کے جسکی تحریم تمپر تلاوت کیگئی ہے اور مراد تتلی سے منصوص بقولہ حرمت علیکم
المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ ہے ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور اس صورت میں استثنا متصل نہوگا اسواسطے کہ مستثنیٰ از جنس
مستثنیٰ منہ نہیں ہے اور تتلی علیکم بمعنے تلی علیکم ہوگا لیکن مضارع بمعنے حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن میں حاضر ہو جاوے کہ ملاکر خوب سمجھ میں آوے اور **شیخ
ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ ظاہر یہی ہے کہ مراد اس سے جو آگے آتا ہے یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ و
النطیحۃ وما اکل السبع۔ کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ انعام میں سے ہیں لیکن اِن عوارض سے حرام ہوئیں کہ اپنی موت سے مر کر کھانیکے حق میں بمنزلہ مردہ ہیں یا گلا گھونٹے جیسے

مری وغیر ذلک پس تلی علیکم یعنے پڑھے جاتے ہیں علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہے کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا بس بیان میں تاخیر نہیں بلکہ تلاوت میں آگے آتا ہے۔ **غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ** ۔ درحالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو **ف** جاننا چاہیے کہ حرم بضمتین جمع حرام ہے بمعنے وہ شخص جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ میں داخل ہوا اور بعض وہ اجماع اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہے پس یہاں بہیمۃ الانعام کی حلت کو مقید کردیا اس سے یعنے بہیمۃ الانعام سوائے مایتلی کے تمپر حلال اس قید سے ہیں کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو جس حالت میں کہ تم احرام باندھے ہوا اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام میں ہے اسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہیں جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اسکا محل نہوا ہو (دہم) پس احلت لکم میں لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہے غیر محلی الخ حال واقع ہے بمعنے عادین احلال الصید اور قولہ انتم حرم حال ہے ضمیر محلی الصید سے اور جو کمالین میں ہے کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء الا محلین الصید۔ تو اس صورت میں غیر محلی الصید مستثنیٰ ہوا جاتا ہے حالانکہ اسمیں تعسف ہے جیسا کہ **بیضاوی** نے کہا کیونکہ وہم ہوتا ہے کہ محلین الصید سے مطلقاً انکی حلت منتفی ہے حالانکہ ایسا نہیں (کذا قیل) پھر وارد ہوتا ہے کہ بہیمۃ الانعام تو پالو جانور ہیں جیسا کہ بیان ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہیں تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ استثناء قرار دیتے ہیں وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن و نیل گائے وغیرہ کو لیتے ہیں اور ہمنے اسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہیں کہ یہ حلال کردینا اللہ تعالیٰ کیطرف سے احسان ہے اور حرام میں شکار کرنا ممنوع ہے پس حاصل آنکہ ہمنے تمپر بعض بہیمۃ الانعام حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت حرام میں شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہے تو یہ انعام جاتا ہے **کذا قال الزمخشری فی الکشاف**

مترجم کہتا ہے کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوۃ والصوم وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم میں غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو پھر یہ تقریر ملائی جاوے تو ایراد نہیں ہوتا ہے اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہے اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہے تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکالدیا اور پالو کو رکھا لہذا بعض انعام رہے جیسا کہ کمالین میں ہے بلکہ بعض انعام اس معنی کر کہ مایتلی علیکم مستثنے کردیے ہیں لہذا بعض رہ گئے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع وضوحہ من مزال الاقدام ۔ **اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ** اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے وہ حکم دیتا ہے **ف** یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اسپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے انکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ قادر مختار ہے جب یہ بات تو خود ثابت ہے کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمیں سراسر حکمت ہے اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہیں کرسکتا ہے اور انھیں آیات سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقہ جو فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہیں انکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ پر واجب ہے کہ جو بندوں کے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے اور اہلسنت کہتے ہیں کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے اسپر واجب و فرض کیسا یہ تو بندوں پر احکام کی پابندی ہے اور اگر معتزلہ وغیرہ جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ حکم فرماتا ہے وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے تو انکے حق میں بہتر ہوتا **ف** عرائس میں ہے کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا اللہ تعالیٰ کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہیں از انجملہ المومن نام الٰہی ہے پس اس نام کا نور اپنے خاص بندوں کو دیکر مومنوں کے نام سے خطاب فرمایا وہ اسکے نور سے دیکھتے ہیں اور اسکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہاں یقین و سکون سے متصف ہوتے ہیں **ابن عطا** نے کہا ایسے بندوں جنکو ہمنے ایسے قلب دیے ہیں جو مجھسے غافل نہیں ہوتے اور ہمارے استاد **شیخ ابو عبداللہ** بن خفیف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور غیب سے خبر دی انکو دل سے سچا ماننا یہی ایمان ہے اور **ابو الحسین فارسی** نے کہا کہ قولہ اوفوا بالعقود ۔ بندوں کو حکم دیا کہ معاملات میں سیاست کو اور محاسبات میں ریاضت کو اور خطرات میں دک لوک کو اور مشاہدات میں ادب کو نگاہ رکھیں کیونکہ بندوں کو عالم اسباب میں ان امور سے چارہ نہیں ہے اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا عہد ہے اور اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفت بیان کرنے میں زبان کا عہد ہے اور اعضا کو خشوع و خضوع سے رکھنے میں عہد جوارح کو پورا کریں اور **جعفر بن محمد** نے فرمایا کہ یا ایہا الذین آمنوا

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قال المترجم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جمال سے بیوش کر دیا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیوں اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہوں اور نہ پٹے گلے میں ڈالے ہوئے اور نہ

آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا

قصد کرنیوالوں گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہیں فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنی احرام سے نکلو پس شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى

اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اس واسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکل جاؤ اور مددگاری کرو آپس میں اوپر

الربع

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے ۔ اور نہ مددگاری کرو اوپر ۔ گناہ کے ۔ اور تعدی کے ۔ اور ڈرو اللہ سے ۔ تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خطاب اہل ایمان کو ہے۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ اے ایمان والو تم حلال مت کر لیجیو شعائر الٰہی کو ف شعائر جمع شعیرہ
بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی اور مشاعر جمع مشعر بمعنی معالم جمع معلم اور وہ
جگہیں جنپر نشانات ظاہر کیے گئے ہوں پس شعائر اللہ بمعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف۔ اور حاصل یہ کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو جو دین الٰہی کے
شعار ہیں حلال مت کرو کیونکہ احرام میں شکار حرام ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں یعنی مواقف حج و مطاف و سعی و دیگر افعال جنسے حاجی پہچانا
جاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ میں سے ہے اور معنی ان دونوں قول پر یہ ہیں کہ مت حلال کر دان دو امور کو باینطور کہ انمیں سے کوئی
فعل بجا نہ لاؤ یا جو بجا لاتا ہو اسکو روکو اور اشعار ہدی یوں ہے کہ دھار دار چیز سے سنام البعیر (کوہان) پر چونک دے کہ کچھ خون بہے اور یہ علامت ہو کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے
اس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گائے میں سنت ہے بکری میں نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہیں اور یہی امام ابو یوسف اور محمد و دیگر ائمہ کا قول ہے اور امام
ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو جو سنت ہے مکروہ نہیں کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا۔ اور بعض نے کہا کہ شعائر
اللہ سے محارم مراد ہیں یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں انکو حلال مت کرو۔ پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ۔ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہ حرام۔ اور مراد
الشہر سے جنس ہے پس اسمیں ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چاروں مہینے داخل ہیں اور معنے آنکہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ یعنی ماہ حرام میں لڑائی کرنے
سے اسکو حلال مت کرو۔ قال ابن کثیر اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اسمیں مت کرو۔ و کقولہ
تعالیٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر اور فرمایا ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا الی قولہ منہا اربعۃ حرم الآیۃ۔ عن ابی بکرۃؓ فی خطبۃ حجۃ
الوداع مرفوعًا کہ زمانہ اسی ہیأت پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنیکے روز تھا۔ سال بارہ مہینہ کا جنمیں سے چار ماہ حرام ہیں۔ تین مہینے پے در پے ذی القعدۃ
اور ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے۔ کما فی روایۃ البخاری۔ اسمیں دلالت ہے کہ اسکی تحریم تا قیامت ہے جیسا کہ سلف میں سے ایک گروہ
کا مذہب ہے۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اسکی تفسیر میں کہا کہ معنی انکا ان مہینوں میں قتال کرنا حلال مت کرو۔ وکذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن
مالک الجزری۔ اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہائے حرام میں اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافروں کے ساتھ روا
ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم۔ اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام و غیر حرام سب میں مشرکون
سے قتال کرنا حلال کر دیا۔ اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشوں سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہوگی جبکہ پہلے سے اسکو امان
نہ دیگئی ہو۔ قال المترجم مفسر سیوطیؒ نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی۔ وَلَا الْهَدْيَ اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال
بنائیو ف ہدی نام اس جانور کا انعام میں سے ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج میں گذرا اور ولا تحلوا الہدی کے معنی یہ کہ ہدی کو حلال مت کر لیجیو
باینطور کہ اس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیہ ہے اور یہ اگرچہ شعائر اللہ میں داخل ہے پھر مخصوص اسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ
اور نہ تم قلائد کو حلال بنائیو ف قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے میں ڈالیں چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم کے درختوں سے ریشہ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے تاکہ بخوف بچ جاویں
اسلیے کہ پھر انسے کوئی تعرض نکرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب میں یہ صفت امانت کی تھی حاصل آنکہ قلائد سے یا صاحبان قلائد سے تعرض مت کرو اور
کہا گیا کہ تقلید ہدی ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن میں جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن میں باندھ دیتے کہ یہ علامت ہدی ہونیکی تھی اس سے
تعرض نکرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ قلادہ سے ممانعت ہے یعنی

Marfat.com

درختان حرم کے ریشہ مت توڑو بغرض قلادہ ڈالنے کے اور **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے قولہ ولا الہدی ولا القلائد کی تفسیر میں دو معنی بیان کیے یعنے لا تحلوا الہدی ولا القلائد کے یہ معنی ہیں کہ بیت الحرام کو ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے میں شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑو بلکہ اسکی گردنمیں قلادہ ڈالو تاکہ دیگر انعام سے متمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا ہو کیونکہ جو کسی امر خیر مشروع پر دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اسکو بھی کرنیوالے کا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب آ۔ اور جب شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو یہ دلوں کا تقوی ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہیں لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب کیا جاتا ہے حالانکہ ہدی واجب نہیں ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے ہاں ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے پس شاید یہ مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک حرمت کے معنے مقصود ہیں فلیتامل پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت رکھو اور زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ ماہہائے حرام کے سوائے اور دنوں میں جب اپنے وطنوں سے نکلتے تو اپنی گردنیں بالوں اور ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہاں کے درختوں کی چھالون اور ریشوں سے قلادہ ڈال لیتے پس امن میں رہتے تھے (رواہ ابن ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اس سورہ میں سے دو آیتیں منسوخ ہیں ایک تو آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ منسوخ ہیں (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ باینمعنے ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورہ براءۃ کہ آمین کافر ان کو حل و حرم سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت میں تھا کہ قلادہ والے سے تعرض مت کرو اور عطاء رح سے روایت ہے کہ وہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالے نے درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا **وکذا قال مطرف بن عبداللہ** پس لا القلائد کے یہ معنی ہوئے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت رکھو یعنی مت کاٹو درخت حرم کے۔ اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورۂ مائدہ میں سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہیں اور لعل ان اقوال میں سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطاء ہے اور مابعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ خلاف شرع تھیں لیکن جبکہ مدار تعظیم شعائر اللہ پر تھا اسکی عظمت دلوں سے نہیں گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تعرض لہا ولا صحابہا۔ کے معنی یہ ہیں قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ جیسا کہ عطاء و مطرف بن عبداللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہیں کہ ان قلادہ والوں سے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت ہوگی جیسا کہ مقاتل سے مذکور ہوا فافہم **وَلَآ آٰمِّیْنَ** ای لا تحلوا قاصدین۔ **الْبَیْتَ الْحَرَامَ**۔ بان تقاتلوہم۔ اور مت حلال کرو ان لوگوں کو جو قصد کرنیوالے ہوں بیت الحرام کا یعنے انکا خون کرنا بایں طور کہ انسے مقاتلہ کرو اسکو حلال مت رکھو اگرچہ وہ کافر ہیں پھر ان لوگوں کا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر یہ فعل انھوں نے نیکی کی نیت سے کیا ہے اور متضمن فساد نہیں ہے شاید راہ پر آویں چنانچہ فرمایا۔ **یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا** ای حال کونہم یطلبون رزقا من ربہم بالتجارۃ ورضوانا منہ بزعمہم بسبب قصد البیت بزعمہم یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالوں سے مت تعرض کرو درحالیکہ وہ لوگ اس خواہش میں آئے ہیں کہ تجارت کرکے پروردگار کے فضل سے روزی پاویں اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی حاصل کریں یہ سبب انھوں نے اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے مفسر رح نے کہا کہ وہذا منسوخ بآیۃ البراءۃ اور یہ منسوخ ہے بسبب آیۂ سورۂ براءۃ کے واضح ہو کہ آیۂ سورۂ براءۃ میں دو احتمال ہیں یا تو مراد قولہ تعالیٰ اقتلوہم حیث وجدتموہم الآیہ۔ پس استدلال سے قولہ ولا الشہر الحرام سے لیکر یہانتک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی اولی ہے یا مراد اس سے قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا الآیۃ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الہدی سے یہانتک منسوخ ہوگا کیونکہ مشرک کا حج روا نہوا تو ہدی و قلائد سے اسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ ثقہ عماد کبیر المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر میں لکھا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ قولہ ولا آمین البیت الخ یعنے مت حلال رکھو لڑنا ان لوگوں سے جو قصد کرنیوالے ہوں بیت الحرام کیطرف جسکی شان میں ہے کہ جو اسمیں پہنچگیا وہ بیخوف ہے درحالیکہ وہ فضل الٰہی و رضوان الٰہی چاہتے ہیں **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکلا کہ جو وہاں الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ روکا جائے جیسا کہ آئندہ

Marfat.com

خود کلام مجید مین کی دیگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربہم کی تفسیر مین **سیوطیؒ** نے ذکر فرمائی ہے حضرت مجاہد و ابو العالیہ وغیر واحد علما تابعین سے
نقل کی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ رضوانا ای اپنے حج کر نیسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ و سدی وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ دربارہ حطیم
بن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسنے ایکسال مدینہ کے گلے اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکو خانہ کعبہ کیطرف گیا تو بعض صحابہؓ نے
چاہا کہ راستہ مین اُس سے تعرض کرین تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ ۔ اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ لا القلائد سے مراد یہ کہ درخت حرم سے
اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عار دلاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریرؒ نے اجماع نقل کیا کہ اگر مشرک کو امان نہ دیگئی ہو تو اُسکا
قتل کرنا روا ہی اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہان مذکور ہی وہ منسوخ ہی **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی کی روایت مین حضرت عائشہؓ
سے موقوفا و مرفوعا آیا ہی کہ سورۂ مائدہ کے حلال و حرام پر عمل کرو کہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کمالین مین جواب دیا کہ یہ باعتبار اکثر کے ہی
کلیہ نہین ہی بدلیل روایت ابن عباسؓ مذکورۂ بالا کہ آیۃ القلائد و قولہ اذا جاؤک الآیۃ دونون منسوخ ہین و قد رواہ ابو داؤد فی ناسخہ والحاکم وصححہ **وَإِذَا حَلَلْتُمْ**
فَاصْطَادُوا ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ ۔ اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہی کہ شکار کرو ف پس صیغۂ امر یہان وجوب کے
واسطے نہین بلکہ اباحت کے واسطے ہی اور یہ اسوجہ سے کہ شکار ہمکو مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہو جائیگا اور یہ وجہ نہین ہی
جو بعض اصولیون نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہی وہ اباحت کے لیے ہوتا ہی کیونکہ یہ کلیہ درست نہین بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا
المشرکین الآیہ کیونکہ اسمین فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہوا کہ ماہہائے حرام مین مشرکون کو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ انکو مارو حالانکہ یہ امر
اباحت نہین بلکہ وجوب ہی اور ایسے ہی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا یعنی مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ
زیارت وجوب نہین ہو گئی ہی پس صحیح قاعدہ یہ ہی کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر واپس جاتا ہی اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیہ القتال مین ہی اور اگر
پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہی جیسے آیۃ الاصطیاد مین اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت مین ہی اور یہ صورت جبکہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت
مین وجوب یا استحباب کی تصریح کر دی جاوے تو وہی ہوگا ۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ** اور نہ کماوے تمکو بغض کسی قوم کا **أَنْ صَدُّوكُمْ**
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس جہت سے کہ تمکو اُنھون نے مسجد الحرام سے روکا تھا ۔ **أَنْ تَعْتَدُوا** اعلیہم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم اُنپر ظلم کرو
قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ مین روکا تھا جس سے تمکو اُنکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اس
قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ ۔ اور ابن مسعودؓ نے یجرمنکم بضم یا از اجرم ۔ پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جرم اور اجرم بیک معنے ہین
اور بصریین علماء لغت اجرم نہین جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہی پھر شنان بفتح نون اکثر کی قراءۃ ہی اور بسکون نون کو ابن عامرؓ نے پڑھا اور ابو بکر عاصم
سے اور اسمعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہی اور وہ شنان کی علت ہی یعنی بعض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھون نے
بیت الحرام سے روکا تھا اور حال آنکہ سال حدیبیہ مین کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنیسے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی مین رکھکر کفار سے
قصاص بیجا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی اُسی حد پر رہیو اور عدل کو نگاہ رکھیو اور یہ بمانند آیت دیگر ہی جو آگی ہی یعنی قولہ ولا یجرمنکم شنان قوم
علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی اور زید بن اسلم سے مرسل روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم و صحابہؓ حدیبیہ مین تھے جبکہ اُنکو مشرکون نے روکا تھا اور یہ
اُنپر بہت گران گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکون کا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہؓ نے کہا کہ ہم ان لوگون کو روکینگے جیسے اُنکی ملت والون
نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم باجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہین کہ تم حکم الٰہی سے اور حق و عدل سے تجاوز مت کرو
بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھون نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے نا انصافی کرو خواہ باینطور کہ اُسی قوم سے قتل وغیرہ کا کوئی

Marfat.com

ایسا فعل کرو جو حکم الٰہی سے تجاوز ہو یا اس قوم کے بھائی بندونسے بدلا لو جسکا تجاوز ہونا ظاہر ہی کہ روکا مکہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن اسلم اور قطع نظر خصوص سبب کے عموم لفظ سے یہ معنی ہین کہ ای ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کیوجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ برائی کی ہو تم عدل سے اور حکم الٰہی سے قدم باہر مت رکھو **مترجم** کہتا ہی کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہی پس قطعاً معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی اور جہاد کا حکم تو حد فرض ہی پھر حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہی تس مراد یہ کہ جو جو شرع عدل ہی اس سے تجاوز مت کرو **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ** اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو **ف** اور یہ بنابر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہی جسکا تجھے حکم دیا گیا ہی اور ابن عطیہ نے کہا کہ البر شامل ہی واجب و مستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہی یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوباً یا استحباباً ۔ **وَالتَّقْوٰى** اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت کرنی چاہیے نیکی بجالانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہی اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہی اسکے ترک کرنے مین مدد کرو بایطے کہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہی اسکو مت کرو حتی کہ بار کر چھڑاؤ ۔ **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** ۔ اور مت معاونت کرو آپسمین کسی جنس کے گناہ پر اور اللہ تعالے کے حدود سے تجاوز کرنے پر **ف** اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہی اور عدوان سے مراد ظلم ہی حاصل آنکہ اللہ تعالے بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہی کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم و عدوان پر معاونت نہ کرو ۔ اور چونکہ یہ معاونت اسیوقت ہو سکتی ہی کہ باہم متفق و خیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہی اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہی اور پہلے اشارہ ہوا کہ بر ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک ہو جب تو اب ثابت ہوتا ہی شامل ہی اور معاونت کرنا بھی عام ہی کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جسطرح ممکن ہو اعانت کرے اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جب وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہی کما رواہ البخاری و مسلم اور نیز حدیث مین ہی کہ جو مومن کہ لوگون مین ملجلکر بسر کرے اور انکی ایذاؤن پر صبر کرے اسکو بڑا ثواب ہی بہ نسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور انکی ایذاؤن پر صبر نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم و عدوان جسپر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضروری ہی پس اثم ہر وہ فعل ہی جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ بقرینۂ مقابلہ بر کے ہی پس اگر کوئی شخص کوئی سنت کرتا ہو تو زبان سے اسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے اسکو نصیحت کرے اور دلسے چاہے کہ اللہ تعالی اسکو توفیق دے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اللہ تعالی نے دین مین جو حدود مقرر کر دیے ہین انسے تجاوز کرنا عدوان ہی تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث مین وارد ہوا کہ مرد نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچان لے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہی جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہی جو دل مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد و عبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تنبیہ سمجھایا جو اللہ تعالی کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہی مگر اسکے نیک دلمین کھٹکے تو اسکو چھوڑدے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہی اور اثم وہ ہی جو تیرے دلمین کھٹکے اور تو اسپر لوگون کے آگاہ ہونیکو برا جانے (رواہ البخاری فی الادب و احمد و مسلم و ابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا ہی فرمایا کہ جو تیرے دلمین کھٹکے اسکو چھوڑدے اسنے کہا کہ ایمان کیا ہی فرمایا کہ جسکو اسکی برائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہی (رواہ احمد والطبرانی وابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرے اور دلمین نور سے فرحت پاوے

اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اسکی معاونت کرے حالانکہ وہ جانتا ہی کہ یہ ظالم ہی تو مددگار بھی اسلام سے
باہر ہوا رواہ الطبرانی اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص ہو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگر دوسرا اس کام مین ظالم کا ساتھ دیوے یا مدد کرے
تو وہ بھی ظالم کے مانند ہی اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہوجانیکے یہ معنی ہین کہ اس فعل مین اسلام سے خارج ہی پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم مذکور کے بعد تہدید
و تاکید فرمائی - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو ف بایطور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو - اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنیوالا ہی ف اس بندے کو جو اسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت شدید ہی وہ مخلوقات پر قیاس نہین ہوسکتا
ہی کیونکہ اگر مخلوقات مین ایک آدمی دوسرے پر عذاب مین سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہوکر مرگیا تو عذاب بھی ختم ہوگیا اور
اللہ تعالیٰ کے عذاب مین جہنمیون کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویسا ہی پیدا ہوجائیگا اعاذنا اللہ تعالیٰ من
عذابہ و عقابہ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا مین جب آدمی شرک و کفر مین گرفتار ہوتا ہی تو وہ اپنے رب عزوجل
کے نام ہی کی تعظیم نہین کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزونکی تعظیم رکھی ہی مثلاً خانہ کعبہ و رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بےادبی نکرین
پھر جب اعلیٰ درجہ پر پہونچے تو وہانکے آداب مین بےادبی نکرین چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو - اسیواسطے کشف کی نسبت کہا جاتی ہی
نفس کی خواہش مین موافقت کرنا بےادبی ہی غرضکہ احرام بیت اللہ کعبہ و قلب کی حرمت رکھین پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقوی کے مرتبہ مین ترک وہ چیز ہی کہ
علم شرع سے سب اماموں کے نزدیک بھلائی معلوم ہوا اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقوی ہی اور شبہات کے اندر قدم رکھنا
عدوان ہی بعض نے فرمایا کہ بر وہ ہی کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہوا اور قولہ ولا تعاونوا علی الاثم مین اشارہ ہی کہ دنیا مین مشغول نہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش مین گرے
شیخ سہل نے فرمایا کہ بر تو ایمان ہی اور تقوی سنت ہی اور اثم کفر ہی اور عدوان معاصی ہین

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ
حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
اور جو مرا گرکر اور جو مرا سینگ لگنے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو
بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ
پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہی آج ناامید ہوے کافر تمھارے دین سے سو انسے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ
آج مینے پورا کردیا تمھارا دین اور تمام کردی مینے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمھارے لیے دین اسلام پھر جو
اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
کوئی لاچار ہوگیا بھوک مین کچھ گناہ پر نہین ڈھلتا تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ - ای اکلہا - تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ف کیونکہ حلت و حرمت تو کھانے سے متعلق ہوتی ہی اور خود اس چیز سے متعلق نہین ہی
اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اسکو دوسرا شخص اٹھا لیگیا تو اسکو کھانا حرام ہی پھر اگر مالک اسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہی پس وہ چیز اپنے حال پر رہتی
ہی اور یہان مراد ایسی چیز ہی کہ وہ کسی طرح حلال نہین ہوسکتی مردار سے وہ جانور مراد ہی جو خود بخود اپنی موت سے بدون ذبح کیے اور بدون شرعی تہ کارکے

مراد ہو ابن کثیر بھی علی العموم مردار حرام ہو لیکن اسمین سے مچھلی و ٹیڑی مستثنیٰ ہین۔ **وَالدَّمُ** ۔ اور تمپر خون کھانا حرام کیا گیا **ف** خون سے مراد خون مسفوح ہو یعنے جوش سے بہنے والا اور یہان اگرچہ مطلق ہو لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیانمین فرمایا او دما مسفوحا اور یہی تفسیر حضرت عائشہ رض و ابن عباس رض و سعید بن جبیر سے صحیح مروی ہو اور عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس سے تلی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہو فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہو (رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عمر رض سے مرفوعًا روایت ہو کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڑی ہین اور خون دونون یہ تلی اور جگر ہین (رواہ الشافعی واحمد وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابوزرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہو مچھلی کیواسطے حدیث ابوہریرہ کافی ہو کہ آنحضرت صلعم سے بحر کے پانیکو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکا پانی پاک کرنیوالا ہو اور اسکا مردار حلال ہو (رواہ مالک والشافعی واحمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن حبان وابن خزیمہ) اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت الو مین جب کوئی بھوک سے تکلیف اٹھاتا تو کسی دھاردار چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کرکے اس سے خون نکال لیتا اور اسکو پی جاتا یا جمنے کے بعد کھالیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالےٰ نے حرام کردیا **وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ** ۔ اور سور کا گوشت **ف** یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہو لیکن چونکہ غالبًا گوشت ہی کھایا جاتا ہو اور یہان کھانے ہی کی چیز کا بیان ہو لہذا فرمایا لحم الخنزیر تمپر حرام کیا گیا۔ پس سور کھانا حرام ہو خواہ پالو ہو یا جنگلی ہو اور **ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہو تمام اجزا کو بلحاظ زبان عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نردشیر سے کھیلا گویا اُسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خون کا نجس ہونا ظاہر ہوگیا پس جب چھونیسے ایسی نفرت دلائی تو اسکو غذا کرنمین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قے آجاے پس اسمین دلالت ہو کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و مردار و سور اور بتونکی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیونپر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہو۔ **وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ** ۔ اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے پکاری گئی ہو **ف** یہ حکم عام ہر چیز کو شامل ہو حتیٰ کہ شیطانکے نام کی روٹی کھانا حرام ہو اور یہان جانور ذبح مین اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کیواسطے ہو یا گوشت کسی نے شیطانکے نام کا دیا تو اُسکا کھانا حرام ہو۔ جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ اور وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اُسپر واسطے غیر اللہ کے اور مفسر رح نے کہا کہ یعنی اس طور سے کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے واجب کیا ہو کہ اُسکی مخلوقات اُسکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب اس سے عدول کرکے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا اور اگر ایا مذار نے عمدًا یا بھولکر اللہ تعالےٰ کا نام چھوڑا تو عمدًا کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالےٰ کے نزدیک ذبیحہ مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہو اور اسمین جو اختلاف ہو سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مراد ہو چنانچہ کتاب البدائع مین لکھا ہو کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال لو ذبح عند قری الضیف تعظیما له لا یحل اکلها وکذا عند قدوم الامیر وغیرہ تعظیما واما اذا ذبح لاجل الضیافۃ فانہ لاباس بہ (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اُسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہو ہان اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالےٰ کے نام پر ذبح کیا تو مضائقہ نہین ہو (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہو و النص علیہ لقولہ لغیر اللہ بہ اسواسطے کہ تفسیر نیشاپوری مین صریح ہو کہ تعظیم غیر کیلیے ذبیحہ حرام ہو پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتوی پر قلم اٹھاتے ہین اور شیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اُسکے جائز بتاتے ہین یہ خلاف مذہب حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ خلاف مذہب فقہا و ائمہ مجتہدین ہو جسکا گناہ تا قیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہان اگر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مین

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہی اور اگر شیطان کے نام پر دیا تو گنہگار ہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **وَالْمُنْخَنِقَةُ** مردار لینہ خنقا یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے **ف** یعنی گلا گھٹ جانیسے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانۂ جاہلیت والے کرتے تھے اور اس زمانہ مین نصاری کی مرطوبی مرغی معروف ہی اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندان وغیرہ مین اسطرح پھنسائے کہ گھٹکر مرجاوے بس درحقیقت مردار ہی اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلاکسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہی **وَالْمَوْقُوذَةُ** المقتولہ ضربا یعنی حرام کیا گیا تمپر وہ جانور جو کہ چوٹ سے مارا گیا یعنی کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہین ہی مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولی یہ کہ بھاری کا لفظ نکہا جاوے اور ابن عباس وغیرہم نے کہا کہ لکڑی کی چوٹ سے مار ڈالے اور مراد وہی ہی جو شیخ نے بیان کی اور زمانہ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کرکے کھاتے تھے کما قال قتادہؒ اور صحیح بخاری مین عدیؓ بن حاتم سے ہی کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مین معراض سے شکار مار لیتا ہون تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اسکو کھا اور اگر اسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ وقیذ ہی اسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہوکر مر نیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھائے مردار کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہی اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی پھر جاننا چاہیے کہ **شیخ ابن عبد البر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما مین بندقہ و پتھر و معراض وعصا جبکا سر دھاردار ہی انکے شکار مین اختلاف ہی اور بندقہ سے مراد غلہ ہی جو معروف ہی اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے ادپر پھل نہین ہی پس جو علماؒ اسطرف گئے ہین کہ وہ وقیذ ہی تو اسکا کھانا حرام ہی مگر اس صورت مین حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور یہی قول امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہی **یقول المترجم** اس زمانہ مین بندوق سے شکار مارنیکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہین ہی پس کلام اسمین متاخرین بلکہ ہجری دسوین صدی و مابعد کے علما سے لسکتا ہی پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اسکے زندہ حلال کر ڈالنے پر قابو پاوے تو کیا حکم ہی مؤلف فتح البیان نے **شیخ شوکانیؒ** سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حلال ہی کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار ہوجاتی ہی اور حدیث عدی بن حاتم مین شکار کے حلال ہوجانے مین خرق معتبر فرمایا ہی انتہی اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم** کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہین ہی بلکہ مین نے پایا کہ **شیخ شوکانیؒ** نے خود نیل الاوطار مین اسکو حرام لکھا ہی اور تحقیق مسئلہ مین یہ ہی کہ بندقہ یعنے غلہ کا اور بندوق کی گولی کا ایک حکم ہی پس غلیل مین ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہی اس سے چھوٹی چڑیان اکثر مرجاتی ہین اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہوجاتا ہی لیکن اسمین اتنی قوت نہین ہوتی کہ پار نکلجاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود کی تیزی سے اسکا زور ایسا زائد ہوتا ہی جو مشاہدہ ہی پس خرق اسکا بوجہ دھار کے نہین ہی حاصل آنکہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہی پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہی اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکلجاتی ہی مگر دونون مین دھار نہین ہی پس دونونکا حکم یکسان ہی اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدیؓ بن حاتم مین کو ہی چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ماذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوئے شکار سے مت کھا مگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہی یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہین بلکہ مردار حرام ہی (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم وقاسم ومجاہد وابراہیم وعطا وحسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن اسمین کہ وہ تحریمی و حرام یکسان ہی اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہی چنانچہ عبد اللہ بن مغفلؓ سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنیسے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہی اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہی لیکن دانت توڑ دیتا ہی اور آنکھ پھوڑ دیتا ہی (کذا فی الصحیحین وغیرہما) اور نیز دھار والے پتھر کا بھی یہی حکم ہی پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہی اور گولی مین سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہین ہی اور چوٹ کی شدت سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہین ہوتا کیا نہین دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی ماری اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہوگا پس صحیح ہوا کہ گولی کے شکار مین اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے نپاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اب رہا یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبح کیلیے کسقدر زندگی کافی ہی

[illegible]

اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** ۔ اور تم پر متردیہ حرام کیا گیا یعنی جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ سے نیچے گر کر مرے (رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادۃؒ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود گر پڑے یا کوئی گرادے۔ **وَالنَّطِيحَةُ** ۔ اور تم پر نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ آپسمیں لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے۔ **وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ** ۔ اور وہ جانور کہ جسمیں سے درندہ نے کھایا ف یعنی اس میں سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اُسکو زندہ نہ پایا ہو کہ ذبح کر لو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** ۔ باستثناء اسکے جسکو تمنے ذبح کر لیا ف یعنی موقوذہ و نطیحہ و متردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر انمیں سے کسیکو تمنے زندہ پاکر ذبح کر لیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کر لیا ہو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے پھر انمیں ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو انمیں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہ واحد علماء تابعین سے مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اسمیں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ و شافعی و احمد کا ہے اور امام مالک کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑ نیکے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہوگا لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابو حنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالکؒ نے جس زندگی کی شرط لگائی تو اسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور لبہ و حلق سے ذبح و نحر معروف ہے و لیکن حدیث ابو العشراء میں ہے میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اُسکی ران میں نیزہ مارتا تو تجکو کافی تھا (رواہ احمد و اہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے و لیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن تھا مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے اور عنقریب شکار کے مسئلہ میں بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ** ۔ اور تم پر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بفتحتین جمع نصاب بمعنے اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنے بت ہے۔ مجاہد و ابن جریج نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں بتوں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے خونوں کو رخ خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علماء تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کیوقت بھی یہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے جو شرک ہے اللہ تعالیٰ نے سخت بد ترکیبہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے (الشیخ ابن کثیرؒ) **وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ۔ ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تمہارے اوپر یہ کہ طلب کرو تم قسم یعنی حکم کو ازلام سے کذا قال ابن جریر) اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم و فتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں پر نرش نہ تھے اور نہ پھل تھے اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتیں بنی تھیں اور عرب انکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اسکی فرمانبرداری کرتے تھے اور اگر اسمیں منع آیا تو نہیں کرتے تھے ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد و ابراہیم و حسن وغیرہم سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر اعادہ کرتا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب اسی پر قطعی یقین کرتے اور یہ شرک تھا اور مومنوں پر اسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون لیکر سفر سے باز رہے (رواہ ابن مردویہ) اور **زجاج** نے کہا کہ اسمیں اور نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نہ کر دیا کر دیکھ فرق نہیں ہے اور امام نووی وغیرہ نے

Marfat.com

رل وغیرہ کو اسی مین داخل کیا۔ **ذٰلِکُمْ فِسْقٌ** ۔ یہ امر فسق ہے۔ ف فسق سے شرک مراد ہی کیونکہ فسق تو فرمانبرداری سے خروج ہی پس جسنے اُسکو کیا وہ گمراہی جہالت و شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوا ے اللہ تعالےٰ عزوجل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہو سکتا ہاں اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہی آگاہ کر دیتا ہی **قال ابن کثیر** اور اللہ تعالےٰ نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین تردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا بانیطور کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم ہمکو کامون مین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ ۔ الٰہی مین استخارہ وبھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیرا ہی فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہی اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہی اور مین نہین اور تو ہی سب غیب کا جاننے والا ہی۔ الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام (کام بیان کرے) میرے حق مین میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال و انجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کر دے پھر مجھے اسمین برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین بد ہو تو اُسکو مجھسے اور مجکو اُس سے پھیر دے اور جہان بہتری ہو میرے لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کر دے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات و محرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع مین عرفہ کے روز نازل ہوا۔ **اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ** ۔ آج کافر لوگ تمہارے دین سے ناامید ہوے ف اسطرح کہ تم اب اس دین سے نہین پھر دگے حالانکہ پہلے اُنکو اسکی طمع تھی تو یا اس وجہ سے کہ انھون نے تمہارے دین کی قوت دیکھلی (کذا روی عن ابن عباس غیر واحد) اور صحیح حدیث مین ہی کہ شیطان ناامید ہوگیا کہ جزیرۂ عرب مین نمازی اسکو پوجین ولیکن انمین جھگڑے ڈالوانیکی امید رکھتا ہی (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک مدت خاص تک ہی ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہی چنانچہ فرمایا کہ یہ رات و دن ختم نہونگے کہ پھر لات و عزیٰ پوجے جاوینگے اور ایک حدیث مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین داخل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلۂ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد مٹکینگی علماء نے فرمایا کہ آخر زمانے مین بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا۔ بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمہارے دین سے مایوسی ہوئی۔ **فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ** پس تم اُنسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علماء نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک و کفر سے نہ ڈرتے تو اللہ تعالیٰ انکو دنیا مین بھی اونچا و بلند رکھتا **مترجم** کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرونپر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی انکی مدد کرے یا نکمے انکو کچھ ضرر نہوگا۔ **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** ۔ آج مین نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کر دیا چنانچہ اسکے بعد کوئی حلال و حرام کا حکم نہین اُترا۔ اگرچہ اُسکے بعد وحی اُتری چنانچہ قولہ تعالیٰ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ۔ اُتری جسکے بعد نو راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ وسلاما زاکیۃ نامیۃ الی یوم القیامۃ والحمد للہ رب العالمین۔ **وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ** اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کر دی ف از انجملہ یہ کہ دین تمہارا پورا کر دیا اور بعض نے کہا اسطرح کہ مکہ مین تم بے کھٹکے امن سے داخل ہوے **وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا** ۔ اور مین نے تمہارے لیے دین اسلام کو اپنی پسند پر دیا ف **شیخ ابن کثیر** نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالےٰ کی نعمتون سے بڑی عظیم نعمت ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکے لیے انکا دین کامل کر دیا کہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہین اور سواے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسیواسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کر کے جمیع انسان سب کیطرف

Marfat.com

مرسل فرمایا پس وہی حلال ہے جسکو حلال کیا اور وہی حرام ہے جسکو حرام کیا اور وہی دین ہے جو شریعت محمدی ہے اور جو خبر دی وہی سچ ہے اسمین کچھ دروغ نہین و
قد قال تعالےٰ وتمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً جو خبرین ہین سب سچ ہین اور جو امر و نواہی ہین سب عدل ہین لہذا قال الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ۔ علی ابن ابی طلحہ نے
ابن عباس سے روایت کی کہ دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالےٰ نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کہ کبھی اُسپر زیادتی کے محتاج نہو نگے اور تمام کر دیا کہ کبھی ناقص
نہ فرمادیگا اور پسند کیا کہ کبھی اُس سے ناخوش نہوگا انتہی اور دین مین جن احکام کی ضرورت ہے یا منصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اُسی کا نام
ہے کہ جو فرد کسی عموم کے تحت مین شامل ہے اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالےٰ عز وجل نے دین کو بایمنے کامل کر دیا کہ اہل بیان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے
ہین بعض صورتین جو صریح نہین تو مانند صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو جنھون نے جد و جہد سے ان احکام کو اجتہاد کیا وباللہ التوفیق پھر بیان
محرمات کے بعد فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف بحالیکہ اُسنے کھایا **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
لِّإِثْمٍ** در حالیکہ وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہے یعنی اس کھانے مین اُسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہے۔ **فَإِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ** ۔ بخلاف مائل لاثم ای لمتلبس کقاطع الطریق والباغی مثلاً فانہ لا یحل لہ الاکل۔ تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے اُسکو جو اُسنے کھالیا اور
رحم کرنیوالا ہے اُسپر اُسکے حق مین کا اسقدر مباح کر دیا۔ یہ **شیخ سیوطیؒ** کا قول ہے اور ہمارے علمائے حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہو کر حرام چیز کھائے
تو یہ جائز ہونا کسطرح ہے آیا اُسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہو جاتی ہے یا یہ چیز تو حرام رہتی ہے مگر اُسپر سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے پس بعض نے کہا
کہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہو جاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اُسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہے اب
رہا یہ کہ غیر متجانف لاثم کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اس کھانے مین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور
شافعیہ نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ **مفسر سیوطیؒ** نے کہا کہ مخمصہ مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہو جاتی ہین جو گناہ کا مائل
نہو برخلاف اُس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہو یعنی گناہ مین متلبس ہو جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان
حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہے اور اگر کھائیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورۂ بقرہ مین بقولہ غیر باغ ولا عاد سے اسیطرح نکالا جو
بغاوت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون پھر واضح ہو کہ یہ معنی فقہائے حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہائے عراق کے نزدیک
معنے غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نکھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قرأۃ غیر متجنف بھی اسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد
کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اُسکو تناول روا ہے بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش
نکرے اور حد سے تجاوز نکرے اور اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے اسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہے پس اُسکو عفو فرماتا ہے مسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے کہ اُسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہے کہ معصیت کیجاوے اور ایک روایت احمد مین ہے کہ
جو اللہ تعالےٰ کی رخصت قبول نکرے اسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا۔ اسیواسطے فقہاؒ نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہو جاتا ہے جبکہ اپنی جان جانیکا خوف
ہو اور سوائے مردار کے کچھ نپاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح ہوتا ہے اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہے کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا
نملے جیسے کہ بہت سے عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہے چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہو جاوے اُسیوقت اُسکو یہ روا ہو جائیگا کذا قال ابن کثیرؒ
ثم ذکر حدیثاً عن ابی واقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصۃ فمتی تحل لنا بہا المیتۃ فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا۔ یعنے
ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہے یعنی کھانے پانی کی تکلیف و فاقہ
پہونچتا ہے تو مخمصہ کیوجہ سے کب ہمکو مردار حلال ہو جاتا ہے آپنے فرمایا کہ جب تمکو صطباح نملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

بھی نہ ملے تو پھر تمکو مردار میں اختیار ہے (رواہ احمد وتفرد بہذا الوجہ وہو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) وعن ابن عون قال وجدت عند الحسن کتاب سمرۃ فقرأتہ علیہ فکان فیہ ویجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنے ابن عون نے کہا کہ مین نے حسن بصریؒ کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا وہ مین نے حسنؒ کو پڑھ سنایا اور اسمین یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح کو ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہے یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور اصطباح سے صبح کا کھانا اور اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہے اور بعض روایات مین ایک پیالہ دودھ اول وقت مین کفایت نہین ہے چنانچہ ابوداؤدؒ کے سنن مین نجیع عامریؓ سے روایت ہے کہ نجیعؓ نے آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یارسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہے فرمایا کہ تمھارا طعام کیا ہے عرض کیا کہ نصطبح ونغتبق یعنی صبح کو اور شام کو دودھ کچھ ملجاتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہے اور اس حال پر انکو مردار حلال کردی (تفرد بہ ابوداؤد) ابو نعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح ونغتبق کی تفسیر فرمائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک شام کو ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ شاید صبح وشام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی نہوسکتا تھا پس قدر کفایت تک انکے لیے حلال کر دیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہے کہ سد رمق جائز ہے یا سیری بھر جائز ہے یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہے پس یہ اقوال ہین اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سد رمق جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم ف قال فی العرائس قولہ فلا تخشوہم واخشون۔ خوف الٰہی بیان ہوا ہے اس یاد کیطرف جو ازل مین عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنے جب امر امتحان تمییز بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو اور انسے خوف وگھبراہٹ مت رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کیجگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

تجھے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہ تمکو حلال ہین ستھری چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ؗ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

انکو سکھاتے ہو اس سے جو اللہ تعالے نے تمکو سکھایا ہے سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمھارے واسطے اور اللہ کا نام لو اسپر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ من الطعام مفسرؒ نے من الطعام سے ماذا کا بیان بتلایا کہ مراد انکی اس سوال سے یہی کہ کھانیکی چیزون مین انکو کیا حلال ہے بقرینہ مابعد کے اور جواب مین تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو بافراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیز تمکو فرمایا کہ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اسکو نجس نجانے اور یہ بنا بر قول امام شافعیؒ کے ہے چنانچہ جن چیزونکو عرب والے نجس جانتے ہین وہ انکے نزدیک حرام ہین ولیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے انکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار وخون قبل تحریم کے عرب والے حتی کہ قریش انکو استعمال کرتے وکھاتے تھے اور نیز اسکا موکول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہے کیونکہ اہل بادیہ عرب تو بہت سی چیزونکو جنکا طیبات مین سے ہونا قطعی ہے طیبات مین سے جانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونمین سے قریش کا حال بیان ہوا پھر انمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہے اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہے اسکی شناخت دشوار ہے اور نیز اختلاف طبائع ممکن بلکہ قطعًا موجود ہے اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون ومردار پر یہ اطلاق نہ تھا تو یہ کیسی دشواری ہے کہ دور دراز والے اطلاق عرب کے محتاج رہے باوجودیکہ بعثت عام ہے اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہے کہ جسکی حرمت یا کراہت تحریمی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتلؒ نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہے پس ہر چیز سے انکو حلال لینے کا حکم کیا اور تفسیر

Marfat.com

ابن کثیر میں ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ عدی بن حاتم و زید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حضرت باری تعالیٰ نے مردار حرام فرمایا ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو نازل ہوا یسئلونک ماذا احل لھم الآیۃ سعید بن جبیر نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت میں سورۂ اعراف میں فرمایا ہے کہ بندوں کیلیے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث انپر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن شناخت طیب و خبیث میں لوگوں پر مدار نہیں ہوسکتا اور قولہ تعالےٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ ۔ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے مگر وہ کہ مخصوص بکتاب و سنت و اجماع ہو پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکلنے کے بعد حلت ہے۔ **وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ** اور جو سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے مگر چونکہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسر نے صید مقرر کیا یعنے شکار پکڑا ہوا ان جانوروں کا جنکو سکھلایا اور وہ جوارح ہیں **شیخ ابن کثیر** نے اوپر کی آیت سے ملا کر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہیں وہ ذبائح جنپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں سے طیبات اور حلال کیا گیا تمہارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنے کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانور و پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خثیمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے اور امام علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے وکذا نقل عن الحسن البصری ایضاً ۔ اور ابن عمرؓ سے بسند جید روایت کی کہ باز وغیرہ شکاری پرندوں سے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پاوے وہ تجکو حلال ہے ورنہ اسکو مت کھا اور کراہت سعید بن جبیرؒ و مجاہد سے مروی و منقول از ضحاکؒ و سدی ہے **قال ابن کثیر** جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑتے ہیں کتوں کے مانند کلب میں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقہا و سوائے غیرہم کا ہے اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا و قال حدثنا ہناد و حدثنا عیسیٰ بن یونس عن مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا **قال ابن کثیر** اور امام احمدؒ نے سیاہ کتے کو مستثنےٰ کیا کیونکہ انکے نزدیک واجب القتل ہے اسکا رکھنا نہیں جائز ہے وفی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کما فی صحیح مسلم وغیرہ ۔ اور ان حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لاہلہ خیرا یعنی اُسکے واسطے بھلی کمائی کردی۔ ویقولون لا جارح لہ یعنی اُسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے وقال اللہ تعالیٰ ویعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ تم بھلائی و برائی دن میں کمائی پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں نے آکر عرض کیا کہ اس امت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہمکو کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لھم الآیۃ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ دی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اسکے واسطے روک لیا تو جبتک اُسنے نہیں کھایا تبتک کھاوے (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر والحاکم وصححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعب سے بھی اسکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسرؒ نے قولہ من الجوارح کی تفسیر میں کہا اے الکواسب من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کو سب جمع کاسب بمعنے کمانیوالا اعم اس سے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنے چیتا سیاہ گوش وغیرہ ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا **مُكَلِّبِينَ** مکلبین صیغہ اسم فاعل از تکلیب اور یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا تمنے در حالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلانے اور ادب دینے میں شکار پر چھوڑنے کے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب میں نے کتے کو شکار پر چھوڑا **قال ابن کثیر** احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی در حالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منہ سے دبوچ لینے والے ہوں وقال ایضاً اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہوگا و سیاتی الکلام فیہ چونکہ اسوجہ کا ضعف پوشیدہ نہیں لہذا مفسرؒ نے وجہ اول پر اکتفا کیا پھر اللہ تعالےٰ نے تعلیم جوارح کی مقید تاکید فرمائی **تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ** یعنی سکھلایا تم نے

جوارح کو درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی چھوڑنیوالے ہو شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ انکو ادب سکھلانیوالے ہو وہ آداب شکار جو تمکو اللہ تعالے نے عقل دیکر تعلیم فرمائے ہین۔ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ اس شکار مین سے جو تمہارے جوارح نے تمہارے لیے رکھ لیا ہو یعنی تمہارے واسطے رکھنا بایں طور کہ مار کر اُسمین سے خود نہ کھاوین پس حلال ان جوارح کا شکار ہوا جو اسطرح سکھلائے گئے ہون کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑین برخلاف ایسے جوارح کے جو سکھے ہوے نہون کہ انکا شکار مارا ہوا حلال نہین ہی پھر سکھے ہوے ہوجانیکی پہچان یہہ ہی کہ جب تو چھوڑے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے تو باز رہے اور شکار کو پکڑے و مارے مگر اسمین سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب سواے امام مالک کے باقی تینون ائمہ کا ہی لیکن امام ابوحنیفہ نے شکاری پرندون مین اس شرط کو تنزیہ کیواسطے قرار دیا کیونکہ انکی تعلیم اس حد تک متعذر ہی اور امام مالکؒ کے نزدیک جانور و پرند کسی مین یہ شرط نہین کہ نہ کھاوے لیکن اصح یہ ہی کہ شکاری جانورون مین شرط مذکور معتبر ہی پھر جب تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو یہ سب سے کم تعداد ہی جس سے اسکا سیکھ جانا پہچانا جاتا ہی پھر اگر جارح نے شکار مین سے کچھ کھا لیا تو ظاہر ہوا کہ اسنے اپنے مالک کیواسطے نہین پکڑا تھا پس اس شکار کو کھانا حلال نہین جیساکہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالے کا نام پڑھ دیا تو جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا مین نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہان اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہین ہی شریک نہ ہوگیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہی اور دوسرے پر نہین پڑھا ہی پھر اگر اسنے پکڑ کر اسمین سے کھا لیا تو اسمین سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہی کہ اسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہو یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین ہی اور اس حدیث مین یہ بھی ہی کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل حلال ہی اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہی بقولہ تعالے۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور چھوڑنے و روان کرنے کے وقت بسم اللہ تعالے کا نام پڑھ دو

ف اور یہی جمہور کا مذہب ہی (یعنے ابوحنیفہ) پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے نے مما امسکن فرمایا یعنے من تبعیضیہ سے بایں وجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانورون مین سے بعض اجزا حرام ہوتے ہین مانند کھال ہڈی وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ مین سات شمار کیے ہین اور مؤلف فتح البیان نے لکھا اگر سکھے ہوے جارح نے بدون روان کرنیکے خود کوئی شکار مارا تو جمہور علماے سلف و خلف کے نزدیک اسکا کھانا حلال نہین ہی اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و فقہا کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگون نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک مؤلف مذکور سے یہ غلطی فاحش سرزد ہوئی اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہی کہ اگر یہ نقل صحیح ہووے تو قولہ تعالی واذکروا اسم اللہ بالکل کالعدم ہوا جاتا ہی بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اسکو روان نہین کیا تو جانور خود تسمیہ نہین کہہ سکتا ہی پھر مترجم یہان تلخیص کلام شیخ ابن کثیر لاتا ہی جس سے مؤلف مذکور کا منشاء غلط ظاہر ہو جائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہی واضح ہو کہ شیخؒ نے حدیث عدی بن حاتم کو صحیحین سے ذکر کرکے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت مین ہی فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون امسک علی نفسہ یعنی آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو کہا کہ پھر سکھے ہوے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اُسنے شکار پکڑا ہی اگر شکار مین سے کھا لیا تو اسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہی کہ جارح نے اسکو اپنے واسطے پکڑا ہو پھر شیخ نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہی اور شافعیؒ کا یہی صحیح قول ہی کہ جب کتے نے شکار مین سے کھا لیا تو وہ مطلقًا حرام ہوتا ہی اور اسمین کوئی تفصیل نہین جیساکہ حدیث مین وارد ہی اور سلف کے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہی کہ وہ مطلقًا حرام نہین ہوتا پھر بروایت ابن جریرؒ از سلمان فارسیؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابوہریرہؓ و عبداللہ بن عمرؓ وارد کیا کہ کتا اس شکار مین سے کھاوے یا نہ کھاوے اُسکا کھانا حلال ہی اور لکھا کہ اسانید ان آثار کے ثابت ہین اور کہا کہ حضرت علیؓ و ابن عباس سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہی اور عطا و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہی اور یہی قول شیخ زہری و ربیعہ و مالک کا ہی اور یہی شافعیؒ کا قدیم قول ہی پھر ابن جریرؒ کی اسناد بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسیؓ مرفوعا وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا شکار پر چھوڑا پھر اسکو پایا درحالیکہ اسنے شکار مین سے کھا لیا ہی تو چاہیے کہ باقی کو کھاوے قال ابن جریر اس حدیث کی اسناد مین نظر ہی اور سعید کا سلمانؓ سے سننا معلوم نہین اور ثقات راوی اسکو بدون

Marfat.com

رفع کے سلمانؓ کا کلام روایت کرتے ہیں **قال ابن کثیر** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یعنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعاً مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہؓ یعنی خشنیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سیکھا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دے تو شکار کھا اگرچہ کتے نے اسمین سے کھا لیا ہو (رواہ ابوداؤد والنسائی) **شیخ ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اُسکے مانند جانور کے کھا لینے سے شکار حرام نہیں ہوتا یہی احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر پکڑتے ہی کھا لیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتمؓ اور اگر دیر تک منتظر رہا کہ اُسنے مالک کیلیے پکڑا تھا حتی کہ حلال ہوا کہ جوک وغیرہ کیوجہ سے کھا لیا تو حلال رہیگا حرام نہو جائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانے سے حرام ہو جاتا ہے بدلیل حدیث عدیؓ وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانے سے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی ابن جریر نے روایت کی جسمیں ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھا لیا تو شکار کھانا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور **ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ اُنکے واسطے یہی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ حدثنا سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم کہا کہ مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو اسمین سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونہن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا مین نے کہا اگرچہ قتل کر ڈالے فرمایا اگرچہ قتل کر ڈالے جبتک کہ اسمین سے نکھاوے مین نے کہا یارسول اللہ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ غیر کتے ملجاوین فرمایا کہ تو مت کھا یہانتک کہ تجکو معلوم ہو جاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے مین نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تو نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر مارا اور اُسنے خرق کیا تو اس شکار کو کھا **قال ابن کثیر** پس جہ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق میں یہ شرط لگائی کہ وہ شکار میں سے نکھاوے اور باز میں یہ شرط نہیں لگائی پس دلالت پائی گئی کہ ان دونوں میں حکماً فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم **قال المترجم** پہلے مذکور ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں دو مسئلہ باقی رہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانوروں کا تعلیم کرنا و رکھنا اور سوائے کھانیکے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ میں سکھے ہوے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے و لیکن بعض حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے میں اس سے توفیق یہ کہ سکونت کیجگہ سے الگ رکھے اور نیز ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسر اوقات میں اُسکے شکار کی احتیاج ہو کیونکہ حدیث صحیح میں یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتے کو پالے ہر روز اُسکی پانچ نیکیاں گھٹاتی ہیں و لیکن صحیح ہوا کہ چرواہے یا ڈھور کی نگہبانی و کھیت اور باغ والے کو اسکی نگہبانی و شکار کیلیے معاش کی ضرورت سے کتا پالنا روا ہے اور فتاویٰ میں بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور جہاں چور ونکا خوف ہو اسکو اس ضرورت سے پالنے کا جواز فتاویٰ میں مشہور ہے پس یہ قیاس مذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتویٰ ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر سیاہ نہو اور مسلمان نے اُسکو سکھلایا اور مسلمان نے اُسکو شکار پر چھوڑنیکے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اُسنے شکار اُسکے لیے پکڑ رکھا اسمین سے خود کچھ نکھایا اور شکار کو مجروح کر کے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا اختلاف جملہ لیے شکار کا حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آجائیگا اور مذکورہ بالا سے اسکی تفصیل معلوم ہوگئی ہے فقط پر مسئلہ دوم یہ کہ اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا پس اُسنے بدون زخمی کرنیکے بوجھ یا دھکے کی چوٹ سے قتل کیا پس آیا حلال ہے یا نہیں و تحقیق **ما قال ابن کثیر** اسمین علما کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالیٰ فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عمومات حدیث عدی بن حاتم وغیرہ سے اسکو نووی و رافعی وغیرہ متاخرین نے شافعیؒ سے نقل کر کے تصحیح کیا مگر میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے و کلامہ یحتمل الوجہین اور ابن الصباغ نے بروایت حسن بن زیاد از ابوحنیفہؒ بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریرؒ نے سلمانؓ و ابوہریرہؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابن عمر رضی اللہ عنہم حکایت کیا و لیکن یہ غریب ہے اور ان بزرگوں سے اسکی تصریح نہیں پائی گئی بغایہ ابن جریرؒ نے تصرف سے استنباط کیا ہے قول دوم اس مسئلہ میں یہ کہ جو جانور بدون زخم و جرح کے حلال نہیں اور

Marfat.com

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول اور مزنیؒ کا مختار اور بقول ابن الصباغ مرجح ہے اور یہی امام ابو یوسف و محمد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا اور یہی مشہور از امام احمد بن حنبل اور یہی اشبہ بصواب و اوفق اصول شرع ہے اور ابن الصباغ نے اسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کل دشمن سے بھڑنیوالے ہین اور ہمارے پاس چھری نہین سو بھلا ہم قصب سے ذبح کر لین فرمایا کہ جو چیز خون بہا دے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے اسکو کھاؤ الحدیث بتمامہ جو صحیحین مین ہے پس ورود اگرچہ سبب خاص مین ہے لیکن جمہور علما کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے پھر اس مسئلہ مین کتے سے خون بہانا پایا گیا تو شکار حلال ہوا اگر کہا جاوے کہ آلہ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن والظفر حدیث مین استثنا موجود ہے یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرلو سوائے دانت و ناخن کے پس کتا جو آلہ ذبح نہین بلکہ ذکوٰۃ کیواسطے شکار مین ایک چیز ہے اسمین داخل نہوگا تو جواب یہ کہ لفظ حدیث عام جامع ہے **وقال المزنی** تیر مین خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہے اور کہتے ہین کوئی شرط نہین ہے پس شکار مین دونون متحد ہوے تو کتے مین بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب مین مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے **قال المترجم** یہ بنابر اصل اتفاقی کے ہے پس ہماری طرف سے جواب یہ کہ تیر نے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال نہین پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہے اور علت جامعہ دونون مین یہ کہ دونون آلہ صید ہین اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم ثابت ہے پھر قیاس کیون کیا تو جواب یہ کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ چارون ائمۂ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور نیز قولہ فکلوا مما امسکن علیکم اپنے عموم پر قطعًا نہین ہے کیونکہ اگر اُسنے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہین ہے تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہے کہ عموم نہین رہا اور موقوذہ عمومًا حرام ہے پس جسکا عموم باقی ہے وہ اسپر مقدم ہے اور وہ قولہ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ الآیہ ہے اور نیز صید مسئلہ مذکورہ مین سے دم مسفوح نہین نکلا تو مردار پر قیاس کر کے حرام ہوا نیز آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الی آخرہا محکم ہے کچھ بھی اسمین سے نسخ نہین ہوا اور نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لھم الآیہ ہونا چاہیے پس ان دونون مین بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت اُسکے بیان کے واسطے ہے پس تیر کے مسئلہ مین جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کر دیا کہ داخل آیۃ التحریم ہے اور جو گھائل ہوکر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہے پس کتے کی صورت مین بھی یونہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہے اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ مین بحث ہے تو داخل آیۃ التحریم ہے مگر بوجہ نادر الوقوع ہونیکے اسکی تفصیل نہین فرمائی اسیواسطے شکار مین سے جب کتا کھا لیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم مین جو صحیحین وغیرہ مین ہے بیان فرما دیا اور یہی عموم آیۃ التحلیل سے اکثرون کے نزدیک تخصیص ہے کیونکہ صحیح یہ کہ اکثرون کے نزدیک اگر پکڑے ہوے شکار سے کتے نے کچھ کھا لیا تو پھر اسکا کھانا حلال نہین چنانچہ یہی حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین اور احمد و مشہور شافعیؒ کا مذہب ہے واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی بقولہ **واتقوا اللہ** یعنی ڈرو اللہ سے ف یعنی جو حدود مقرر فرمائے ہین اُنسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو **ان اللہ سریع الحساب** اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنیوالا ہے ف اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے بندونکی ماہیت و حقیقت ظاہری و باطنی جسکی انکو خود خبر نہین سب جانتا ہے اور تمام عالم جس علم سے نادان ہے سب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم مین ہے پس یہ سب بندونکی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنیوالا ہے چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدھے دن کی مقدار پر ہو جائیگا جیسا کہ حدیث مین ہے ف عرائس البیان مین ہے قولہ یسئلونک ماذا احل لھم الآیہ۔ یہان سالکو نپر صدقہ ہے جو درگاہ الٰہی مین حصت کیلیے دروازہ پر پڑے ہین دنیا و آخرت مین طیبات ان بندون کیواسطے جو حضرت خالق عز و جل کی محبت مین غرق ہین وہ مشاہدہ ہے یا سوا اسکے اُنپر حرام ہے کیونکہ ان لوگونکو سوال یہ ہے کہ کیا حلال ہے اور حلال فقط مشاہدہ ہے اور سوائے اسکے درحقیقت حلال نہین ہے اور تصدیق اسکی مشہور قول ہے کہ دنیا اُن لوگونپر حرام ہے جو اہل آخرت ہین اور آخرت اُن لوگونپر حرام ہے جو اللہ والے ہین **شیخ نوری** سے پوچھا گیا کہ عارف کا روزینہ کیا ہے فرمایا

حق سبحانہ تعالیٰ رزاق ہے اور حدیث صحیح میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے یہ اس لیے کہ صفات انسانی سے بالاتر ہیں لیکن جب تک شریعت سے تعداد
نہیں جانتا کہ جب تک ان سے بچے اور حدیث اللہ جال ہے یہ من ہے کہ پانی دیکھ پانی آیا وہ مشکل تمام صفت بلا ایمان رکھنے والی
کا اور حق قول غیر اللہ بہتر شیخ عارف حمد اللہ نے ہر ایک جنس کے زیادہ بسر فرمایا اور حق جیسے قریب ہو وہ ترک نفس کے شیخ کے تیرہ
فرمایا اور یہ فضائل اشارات ہیں اسرار الصوفیہ الی المرجع والمآب شیخ یوسف بن الحسین نے فرمایا کہ بالیقین قریب ہے دو پرچہ برابر ہے

اور بدون حرص نفس کے کچھ جاتے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ

آج حلال ہوئیں تم کو سب ستھری چیزیں اور کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور قید میں

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

عورتیں مسلمان اور قید والی عورتیں ان لوگوں سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب دو تم ان کے مہر دے کر

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫

قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہوا ایمان سے اس کی محنت ضائع ہوئی

وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۟ ع

اور آخرت میں وہ خسارہ والوں میں سے ہے

ع ۵

۵

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ الیوم سے وہ دن مراد ہے جس میں نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا ہے اور مراد الیوم اکملت کا دن ہے بعض نے کہا کہ
یوم معین مراد نہیں لیکن اب ایسا کر دیا گیا کہ تمہارے لیے حلال کی گئیں طیبات حلال پاکیزہ چیزیں۔ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ
اور یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانور تم کو حلال ہیں پس مفسرین نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتوا الکتاب عام تھا جو حضرت ابراہیم کے متبع وغیرہ کو
شامل تھا اس کو فقط یہود و نصاریٰ یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص کیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہے کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہیں سواسطے
کہ باقی اطعمہ حلال ہونے کی خصوصیت اہل کتاب سے نہیں اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہی اور اس عموم کی جامع یہ ہے کہ اہل اور طعام ہر
چیز کا نام ہے جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہوں کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہیں اور شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ
ابن عباس و ابو امامہ رضی اللہ عنہم و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل نے کہا کہ طعام سے مراد انکے ذبائح ہیں اور علماء کے
درمیان اس امر پر اجماع ہے کہ انکے ذبائح مسلمانوں کے لیے حلال ہیں اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالیٰ کیواسطے ذبیحہ حرام ہونے کے قائل ہیں اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ
تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اگرچہ جناب باری تعالیٰ میں ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہوں جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہے تعالی اللہ علوا کبیرا پس جو شیخ ابن کثیر نے
ذکر کیا یہی اہل کتاب کے ساتھ گمان کیا جاویگا کیونکہ وہ آسمانی کتابوں کے معتقد اور ظاہر میں مدعی ہیں جنہیں تابع کا حکم مذکور ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہے کہ فرمایا تم لوگ ذبیحہ بنی تغلب کا مت کھاؤ کیونکہ وے لوگ نصرانیت کے دین میں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتے ہیں سوائے شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان
نے نقل کیا کہ حضرت عائشہؓ و ابن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب تو نے کسی کو اہل کتاب میں سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام لیتا ہے تو اس ذبیحہ کو
مت کھا اور یہی قول طاؤس و حسن بصری کا ہے اور تمسک انکا بقول اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہے۔ قال المترجم اور یہی اصحاب
حنفیہ کا مذہب ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک ساکری بھنی ہوئی بھیجی اور اسکے دست میں

Marfat.com

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست اچھا معلوم ہوتا تھا پس آپ نے دست سے لیکر نوچا پھر دست نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے نہ کھائیں مجھ میں زہر ملا ہوا ہے تو آپ نے پھینک دیا اور آپکے
ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مر گئے اور زینب نامی یہودیہ جسنے زہر ملایا تھا اُس سے پوچھا گیا کہ تو نے کیوں ملایا اُسنے کہا میں سوچی
کہ نبی نہ ہونگے تو مر جاوینگے اور سبکو نجات ہوگی اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص میں قتل کیگئی اور ایسے ہی بکثرت احادیث میں اہل کتاب کے یہاں کا گوشت کھانا مذکور ہے
اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاریٰ یہاں مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر امم سے جو کوئی اُنکے دین میں داخل ہوا وہ بھی
اُنھیں کے حکم میں ہے لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین میں داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود کا ہے اور شافعی کے نزدیک جو بعد نزول
قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاریٰ عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور پڑھا قولہ ومن
یتولہم منکم فانہ منہم الآیہ اور یہی قول حسن و عطا بن ابی رباح و شعبی و عکرمہ کا اور مذہب ابو حنیفہ کا ہے **شیخ ابن کثیر** نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کے سوائے سامرہ
و صابئہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاریٰ مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ وغیرہ کے ان سبکا ذبیحہ جمہور کے
نزدیک نہ کھایا جائیگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول در باب بنو تغلب روایت ابن جریر ذکر کرکے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف میں بہتیروں کا قول ہے اور سعید
بن المسیب و حسن کے نزدیک نصاریٰ بنی تغلب کے ذبیحہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **قرطبی** نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے کہ نصرانی کا
ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب میں سے ہو یا کوئی اور ہو اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں جو نصاریٰ[له] دیکھے جاتے ہیں وہ گردن مروڑی مرغی و کبوتر
وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہیں اور یہ کچھ بھی تمسک بکتاب آسمانی نہیں ہے اسیواسطے فتویٰ اسپر پایا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہیں واللہ اعلم اور تفسیر **ابن کثیر** میں ہے
کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہندو وغیرہ اہل شرک) تو اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے میں انکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری میں عبد الرحمن
بن عوف سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ اُنکے ذبیحے نہ کھائے جاویں اور نہ اُنکی عورتوں سے نکاح کیا جاوے اور اسمیں مخالفت
کرنیوالے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہیں سو جب اُنکا یہ قول ظاہر ہوا تو فقہا نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمد نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے میں اپنے نام پر گیا ہے
بالجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہیں ہے **قال المترجم** اس زمانہ میں بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح میں ہے کہ آخر زمانہ میں پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ و لوگوں کو
گمراہ کرینگے اب آنکھوں دیکھے جاتے ہیں جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب شمار دیکر بیہودہ باتیں لکھتے و گمراہ کرتے ہیں پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صلعم سے جو کتب حدیث میں موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اُسکو گمراہ جانیں **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاہم حل لہم اور طعام تمہارا اُن کیلئے
حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ اُنکو کھانا کھلاؤ **زجاج** نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ ویحل لکم ان تطعموہم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم اُنکو اپنے طعام سے کھلا دیں
خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات مجازات کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ تو طرفین سے حلال ہے اُنکا ہمکو اور ہمارا اُنکو اور آگے جو
حکم اُنکی عورتوں سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہیں ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور یہ روا نہیں ہے کہ عورت مسلمہ کسی کتابی
مرد کو دیجاوے پس متنبہ رہنا چاہیے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے۔ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** یعنی حلال کردیں تمہارے
واسطے مومنہ عورتوں سے آزادہ پاکدامن عورتیں اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ۔ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ**
مِنْ قَبْلِكُمْ حلال کردی گئیں تمکو اہل کتاب میں سے محصنات اور مفسر نے یہاں محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی جو جمع حرہ بمعنی آزادہ عورت
ہے بنابر آنکہ شافعی کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہیں روا ہے اور **شیخ ابن کثیر** نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے ساتھ ابن جریر نے مجاہد سے
نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتیں نہ باندیاں اور شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنے پاکدامن عورتیں نہ بدکار جیسا کہ مجاہد سے دوسری روایت نقل کی
اور یہی اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں اور کہا کہ آیت سے ظاہر یہ ہے کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زنا سے پاکدامن ہوں جیسے

له اس زمانہ کے نصاریٰ [illegible]

دوسری آیت میں فرمایا محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان پھر لکھا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہے خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے ایک گروہ سلف سے جنہوں نے محصنات کی عفیفہ سے تفسیر کی ہے یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے یہاں بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہیں اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتیں مراد ہیں بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر میں اہل کتاب مذکور ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہیں جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے کہ عیسیٰ میرا پروردگار ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیہ نازل ہوئی تو کتابیہ عورتوں سے لوگ باز رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری یعنے قولہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیۃ پس لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور صحابہؓ میں سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتوں یہودیہ ونصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ مضائقہ نہیں سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت میں زنان اہل کتاب بھی مشرکات میں شامل ہوں کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہیں ولیکن عرف قرآن مجید میں اکثر اطلاق شرک کا ایسے فرقہ پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہوں ورنہ انکو اہل کتاب فرمایا ہے اور صحیح ہو کہ محصنات کی تفسیر عفیفہ عورتوں سے بھی قول جمہور وارجح ہے پس عام ہے خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت دلیل جید ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجۂ اولیٰ نکاح روا ہے اور آئمہ شافعیہ کا قول ضعیف ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح نہیں جائز ہے اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہیں الحاصل یہاں اجازت دی کہ تمکو محصنات مومنات حلال ہیں اور کتابیہ محصنات بھی حلال ہیں۔ **اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ** ای حل لکم ان تنکحوھن یعنی حلال ہے تمکو انسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم انکے اجر یعنے مہور جمع مہر ف پس اذا شرطیہ نہیں ہے کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہر دیدینا شرط جواز ہے حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہے گو مہر مقرر نہ کرے اور یہ وہم بر تقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ ساکد ہوتا تھا لہذا مفسرؒ نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور **ابن کثیرؒ** نے کہا یعنے جیسے وہ عفائف ہیں ویسے ہی خوشی خاطر سے انکے مہر انکو دیدو اور جابر بن عبد اللہ اور عامر شعبی ابراہیم نخعی و حسن بصریؒ نے فتوی دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر سب دیا یا کچھ دیا پھر اسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونوں میں تفریق کر دیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہے واپس کردے (رواہ ابن جریر) پھر یہ حلت عورتوں سے بطریق نکاح وعفت ہے اور بطور متعہ وکسب نہیں ہے لہذا مصرح فرمایا بقولہ **مُحْصِنِیْنَ** [illegible] **غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ** درحالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو یعنے انسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ **وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ** اور نہ یار بنانیوالے ہو کہ پوشیدہ انسے زنا کرو ف اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح انسے زنا کاری و عشقبازی میں نہ پڑے ہو **قال ابن کثیرؒ** پس جیسے عورتوں میں احصان وعفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہوں ویسے ہی مردوں میں بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ ناکح جو گناہ سے پروا نہ کرے اور جو سامنے آوے اس سے اپنے کو نہ بچاوے اور متخذی خدان یہ کہ عورت سے آشنائی کر کے خفیہ زنا کرے تو ہر صورت میں مرد بدکار و عورت بھی بدکارہ ہوئی اور یہ اجرت کچھ مہر نہیں ہے اور دوسری آیت میں ایسی عورتوں کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا ہوں یہیں سے امام احمدؒ کا مذہب ہے کہ جبتک عورت کاہو تبتک اسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہیں ہوتا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار توبہ نکرے اسکا نکاح عورت عفیفہ سے صحیح نہیں ہوتا۔ **وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ** ۔ اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنے مرتد ہوگیا تو مٹ گیا اسکا عمل یعنی جو عمل صالح کہ مرتد ہونے سے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اسکا کچھ شمار نہیں اور نہ اسپر کچھ ثواب ملیگا۔ **وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ** ۔ اور وہ آخرت میں برے حال خسارہ والوں میں ہوگا ف جبھی ایسا ہوگا کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کافر مرجاوے

Marfat.com

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہوئی قال فی العرائس قولہ تعالیٰ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہو کہ ایمان یہاں معرفت ہو یعنی جو شخص کہ معرفت کے بعد نکرت
مین خوار ہو کر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو اور اُسکے لیے عقد
محبت و معرفت بندھا ہی نہین اور جو کچھ اسنے راہ طریقت مین پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ دقیق اشارہ یہ ہو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اُسکی معرفت کو پہونچا پھر
انوار توحید سے مست ہو کر ہستی مین انانیت کا دعویٰ کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور خوار کرنیوالی ہو تو وہ محجوب ہے کیونکہ اُسنے بسبب انانیت کے ربوبیت کا کفر کیا پس جو کچھ اعمال معرفت کے
لیے تھے سب باطل ہوئے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہو تو پھر جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور ربوبیت پہچانے تو از سر نو عبودیت کیواسطے عمل
کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرچکا تھا وہ تو سبب اُسکے دعوی باطل کے مٹ گئے بعض نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت و یقین عطا فرمانے پر اُسکا شکر ادا نہ کیا تو اُسنے اعلیٰ درجہ ایمان سے اپنے
آپکو گرا دیا جس سے اُسکے اعلیٰ ریاضات و اجتہادات سب جاتے رہینگے اور بعض نے فرمایا کہ جس نے خصائص ایمان مین سابقہ احسان الٰہی عزوجل کو نہ دیکھا وہ محل شکر سے نہ جارہا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا
اے ایمان والو جب تم اُٹھو نماز کو تو دھو ڈالو اپنے مُنہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو
بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی
اپنے سروں کو۔ اور دھو ڈالو پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا
سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا
سفر میں ہو یا کوئی تم مین سے آیا جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتوں سے پھر تم کو پانی نہ ملے تو قصد کرو زمین
طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ
پاک کا سو مسح کرلو اپنے منھوں کو اور ہاتھوں کو اسمین سے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے
لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لیکن چاہتا ہو کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنا احسان پورا کردے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا
عَلَیْكُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اپنے اوپر اور عہد اسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جب تم نے کہا تھا کہ ہمنے سُنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالیٰ
عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
جانتا ہے جیوں کی بات کو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنی جب تم قیام کا ارادہ کرو اِلَی الصَّلٰوةِ ۔ نماز کیطرف
و انتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حاجت ہو یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہین اور مفسرین نے اشارہ کیا
کہ قمتم یہان بمعنے ارادہ قیام ہو اور مراد قیام سے یہ کہ نماز مین مشغول ہونا اور اعلیٰ رکن اُسکا قیام ہو جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا ہو کہ بیٹھکر پڑھتے ہین
پھر اگر درمیان نماز مین مثلاً قعدہ مین وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کرکے اُسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کرنیکے وقت وضو کا حکم دیا پس
ایک جماعت اسی طرف گئی ہو کہ جب ارادہ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہے خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن کثیر رح نے کہا کہ بہت بزرگان سلف یعنی صحابہ نے کہا
کہ مراد یہ ہو کہ جب تم ایسے حال مین نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہے اور دوسروں نے کہا کہ اذا قمتم من النوم الی الصلوٰۃ یعنی نیند سے اُٹھکر

نماز کی طرف ارادہ کرو اور یہ دونون معنی قریب ہی قریب ہین۔ اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت مین یہ حکم ہے کہ نماز کیطرف قیام کے ارادہ کیوقت وضو کرو سو اگر ارادہ کرنیوالا محدث ہو تو اُسپر وضو واجب ہے اور اگر طاہر ہے یعنی اُسکا وضو موجود ہے تو اُسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہے اور کہا گیا کہ ابتدائے اسلام مین واجب تھا پھر جو طاہر ہو اُسکے حق مین منسوخ ہوا بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالےٰ نماز قبول نہین فرماتا اسپر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نمازونکو ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہمکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو آپنے وضو کیا اور اپنے دونون موزونپر مسح فرمایا اور نمازون کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہین کرتے تھے تو فرمایا کہ اے عمر مین نے اسکو عمداً کیا ہے (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور فتح مکہ سے پہلے غزوہ خندق مین بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازین ایک ہی وضو سے ادا کین اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہان کثرت سے احادیث نقل کی ہین بالجملہ یہ مقرر ہو گیا کہ مراد آیت مین وہی معنی ہین جو مفسرؒ نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہے اور وضو ایک طہارت ہے جو فضیلت خود بھی ہے پس اس راہ سے نیت ضرور ہے تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن مین جس وضو کا حکم ہے وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے واسطے جو طہارت شرط ہے وہ پائی جاویگی پس نماز اُس سے ادا ہو جائیگی اور یہی امام ابو حنیفہ کے مذہب مین صحیح ہے اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے وضو نہوگا پھر اللہ تعالےٰ نے فرائض وضو مین سے چار باتین ذکر فرمائی ہین اول قولہ **فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ** - دھوؤ تم لوگ اپنے چہرونکو - ف اور مستحب ہے کہ برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھووے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین مرتبہ ناک مین اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہین پھر چہرہ دھووے تو ایک مرتبہ تو فرض ہے اور چاہیے کہ دو مرتبہ بدرجہ اوسط ہو یہی امام محمد رح نے موطا مین کہا اور ابن الہمام نے اسمین کلام کیا ہے اور اعلیٰ واولی یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنتونمین اگر دو مرتبہ کرے تو بھی کافی ہے لیکن تین مرتبہ اسمین بھی اعلیٰ ہے اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہے اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ مین ہے اور داڑھی کی تمام تحقیق عین الہدایہ مین ہے **بیہقیؒ** نے کہا کہ داڑھی مین خلال کرنا عمار و عائشہ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علیؓ وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور اُسکے ترک کی اجازت ابن عمر و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے جنمین نخعی بھی ہین مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک مین پانی دینا غسل مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور وضو مین سنت ہے پھر فرض دوم قولہ - **وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ** - اور دھو ہاتھونکو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت سے اُسکا بیان وارد ہوا ظاہر یہ کہ مفسرؒ نے اسمین خلاف پایا کہ الیٰ کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم مین داخل ہوتا ہے یا نہین یعنی تو سنت کیطرف مرجع قرار دیا اور **سیبویہ** اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہے ورنہ نہین۔ اور ایک قوم نے کہا کہ الیٰ فقط غایت کیواسطے ہے اور مابعد کا داخل ہونا یا نہونا دلیل پر ہے جہان جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مابعد نہین داخل ہوتا ہے اور **جملؒ** نے کہا کہ نحویون کے نزدیک یہی اصح ہے اور بعض نے کہا کہ الیٰ بمعنے مع ہے اور یہی **ابن کثیرؒ** نے تفسیر مین اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہے **دارقطنیؒ** نے باسناد حسن از عثمان رضی اللہ عنہ روایت کی اور اُسمین ہے کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور کہا وضو کے بیان مین رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی تھا اور ضعیف اسناد سے جابرؓ سے مرفوعاً ایسی روایت ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے خلیل (یعنے رسول اللہ صلعم) صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور وہانتک پہونچیگا جہانتک اُسکا وضو پہونچا ہے (رواہ مسلم) و نیز ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت مین وضو بڑھانیکی تاکید ہے پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو سے اہل ہی نہین ہے پھر فرض سوم قولہ - **وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ** - اور مسح کرو اپنے سرونکو - مفسرؒ نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سرونکے ساتھ بدون پانی بہانے کے ا ۔

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کمتر اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی مذہب شافعیؒ کا ہے اور **مترجم** کہتا ہے کہ مفسرؒ نے فقط اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک بارزائدہ ہے آی امسحوا رؤسکم پس تمام سر کا مسح ہوا کما فی قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق۔ اور قولہ تعالیٰ فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ یعنی تیمم میں مسح اور یہی مالکؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ با واسطے الصاق کے ہے اور یہی مذہب سیبویہ کا اور یہی **زمخشری** نے کہا اور شرح مہذب میں ایک جماعت سے ہے کہ با جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت میں اور جب متعدی پر داخل ہو جیسے آیت میں تو تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب میں ایسی صورتین جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمرو کو حکم دیا کہ بکر کو مار یا چھوے تو یہ ضرور نہین ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مارے یا چھوے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آوے کافی ہے اسیطرح یہان بھی جسقدر پر مسح صادق آوے کافی ہے اب شافعیہ نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہین کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت میں جسپر مدار ہے اسکو مسح نہین کہتے لہذا سنت کیطرف رجوع کرنیسے بعض حصہ سر کا ادنی درجہ معلوم ہوا جیساکہ حدیث مغیرہؓ میں ناصیہ پر کہ یہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر رہا گیا اور اس سے کم پر اگرچہ صادق ہے تا ممنوع نہین جیساکہ **ابن کثیرؒ** نے اعتراض کیا لیکن شرع مین فرض مقدر ہے اور مقدار متعین نہین پس ادنی مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہین ہوئی لہذا اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمین مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث مین تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کیا کرے کہ اس خلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمانؓ سے صحاح مین جو احادیث ہین دلالت کرتی ہین کہ مسح تمام سر کا ایکبار ہے اور بعض روایات مین تین بار آیا ہے اور اول یہی مختار ہے اور تین بار منع نہین ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہین بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانیکو غسل کہتے ہین پھر جو یہ فرق قولہ **وَارْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ** ۔ اور دھو اپنے پاؤنکو ٹخنون تک۔ **فارجلکم** ایک قراءۃ مین نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوھکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ مین وامسحوا برؤسکم سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراءۃ مین ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس اصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی مین نصب کے صورت والے معنے مراد ہین اسلیے کہ مسح یہان ٹخنون تک کہنے سے مقصود نہین ہے چنانچہ دونون قراءۃ پر معنی یہ ہین کہ دھو تم اپنے پاؤنکو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیساکہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو ہڈیان ابھری ہوئی ہر پیر مین پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر ادھر ہوتی ہین اور یہی چارون اماموں و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پاؤنکا کعبین تک وہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہان ٹانگیونکی نسین جا کر ملگئی ہین اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ رد کر دیا گیا اسطرح کہ وہ تو ہر پاؤن مین ایک ہی ہے حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر یہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعب ہوتا جیسے وجوہ و مرافق و رؤس مین جمع کا صیغہ ہے علاوہ برین اہل اللغۃ کے بالکل خلاف ہے اگر وہم ہو کہ پھر جب پاؤنکو دھونا مقصود تھا تو منھ و ہاتھونکے ساتھ بیان کر دیا جاتا مفسرؒ نے جواب دیا کہ قال المفسر آیت مین جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا مذکور ہے یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منھ و ہاتھ دھوئے جاتے ہین اور پاؤن بھی دھوئے جاتے ہین لیکن انکے بیچ مین سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کہ ان عضا کے پاک کرنے مین ترتیب ہے اگر وہم ہو کہ اس سے پاؤنپر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہان یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح تو سیدھا ساق تک نہین تا ہین سمنے یہ کہ دھوؤ الکعبین تک پھر ترتیب کو مفسرؒ نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ترتیب سنت مؤکدہ ہے اور واو ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہین ہے پس فصل کر دینے مین اور ممسوح کے بعد پاؤن دھونا بیان کرنے مین تنبیہ و ارشاد ہے کہ پاؤنپر پانی بہانے مین اسراف نہ کرین کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہین۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسر اور سنت سے یہ بات نکالی گئی کہ دھونے مین پہلے سے نیت کرنا واجب جیسے اور عبادات مین ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات مین بدون نیت کے ثواب نہین لیکن وضو مین دو جہت ہین ایک تو وہ خود عبادت ہے اور دوم یہ کہ وہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کر لی تو وضو مین عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جائیگا اگر نیت نہ کی تو ثواب نہ ہوگا لیکن نماز کیواسطے صحیح

Marfat.com

ہو جائیگا یعنے اس سے نماز ادا ہو جائیگی بخلاف نماز کے کہ اگر اسمین خالص نیت نہوئی تو وہ کچھ بھی نہو گی کیونکہ اسمین ایک ہی جہت ہے پھر واضح ہو کہ مفسر رحمہ نے اکلیل مین کہا
کہ ارجلکم مین قراءۃ نصب تو پانون دھونیکے واسطے ہے اور جر کی قراءۃ موزون پر مسح کرنیکے واسطے ہے کیونکہ قراءتونکا متعدد ہونا بمنزلہ تعدد آیات کے ہے اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ
ٹھیک صواب یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ قراءتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہانسے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر مین کہ
آنحضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ عنہم پاؤن دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھونیمین تو انکی سزا ایک
دوزخ کی آگ سے جلین گی اس حدیث کو اتنی جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچ گئی ہے اور **حافظ المحدثین ابن حجر** نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے
کسی سے پانون دھونیمین اختلاف ثابت نہین سوائے حضرت علی وابن عباس وانس بن مالک کے کہ انسے مسح کا قول ملتا ہے اگرچہ انکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پاؤنپر
کبھی انھون نے مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ابن جریر رحمہ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونیمین منہ کرنیوالے
کو اختیار ہے انتہی کلامہ **ابن العربی** رحمہ نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہے کہ پاؤن دھونا وضو مین واجب ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سوائے
ابن جریر رحمہ کے جو فقہائے مسلمین سے تھے اور ماسوائے انکے اور لوگون مین سے فرقۂ رافضہ نے خلاف کیا ہے **قال ابن کثیر** رحمہ قولہ تعالیٰ وارجلکم الی الکعبین یعنی ارجلکم منصوب
پڑھا گیا کہ عطف ہے وجوہکم وایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وارجلکم پڑھا بنصب لفظ کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پاؤن
دھونا واجب ہے اور عبداللہ بن مسعود وعروہ وعطا وعکرمہ وحسن ومجاہد وابراہیم وضحاک وسدی ومقاتل وزہری وابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہے ور اس قراءۃ پر پاؤن
دھونیکا واجب ہونا ظاہر ہے جیساکہ سلف کا قول ہے اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہے ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہے نظر برینکہ چہرہ وہاتھ جنکا دھونا واجب
ہے انکے بعد بیچ مین مسح سر کو بیان کرکے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے مگر امام ابو حنیفہ رحمہ نے
اسمین خلاف کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہے کیونکہ آیہ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہے اور واؤ کو ترتیب پر دلالت نہین ہے پھر دوسری قراءۃ اسمین ارجلکم بالجر ہے اور
اسی سے فرقۂ شیعہ نے مسح راس پر عطف کرکے پاؤنکا مسح نکالا ہے اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی پاؤنپر مسح کے قائل تھے
حالانکہ انکے قول کا یہ مطلب نہین ہے جیساکہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریر نے موسی بن انس سے روایت کی کہ موسی نے انس سے کہا کہ اے ابو حمزہ
ہمکو اہواز مین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منھ ہاتھ دھو و سر و پر مسح کرو اور پاؤن دھو و اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خباثت کے بہ نسبت اسکے پاؤنکے نہین
ہے سو تم پیرونکے تلوے اور اوپر اور ایڑیان مع اسکی جانب کے دھویا کرو تو انس رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وامسحوا برؤسکم
وارجلکم موسی بن انس نے کہا اور انس رضی اللہ عنہ جب اپنے پاؤنکو مسح کرتے تو دونونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** یعنی اس روایت مین یہ ہے کہ حجاج نے لوگونکو پاؤن دھونے
مین مبالغہ کرنے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رد کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد فرماکر ارشاد کیا ہے کہ پاؤن دھونے
کیوقت بقدر ضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہے اور اسراف نکرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا قریب بمسح کے ہے اسیواسطے حضرت انس اپنے پاؤن تر کر دیتے تھے
اور یہین سے زمخشری وغیرہ نے جواب دیا کہ مسح سر کے بعد پاؤن دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہے جیساکہ شافعیہ نے گمان کیا بلکہ اس فائدہ کیواسطے
ہے کہ پاؤن دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی بہت ہلدہلاؤ پھر **ابن کثیر** رحمہ نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نازل ہوا
قرآن بمسح اور سنت بغسل (اسنادہ صحیح ایضاً) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن
مہران عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین کہا کہ یہ مسح ہے پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمر وعلقمہ وابو جعفر محمد باقر وحسن بصری بروایۃ
وجابر بن زید ومجاہد کی روایۃ سے اسکے مانند مروی ہے اور ایوب نے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پاؤن پر مسح کرتے شعبی نے کہا کہ جبرئیل مسح کا حکم لائے
اور کہا کہ تو یہ نہین دیکھتا کہ تیمم یہ ہے کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاوے اور جسپر مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا۔ (رواہما ابن جریر) **قال المترجم** یہ چند آثار

ہین اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر مستقیم ہی لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہین روایت ہوا اور نہ وہ سنت کے نام سے مروی ہی اور نہ انہین پوری توضیح ہی اور نہ
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین و ناقدین مین سے کسی کی تصریح ہی کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہی لیکن انمین تنقید کرنیوالے عارف
محدث کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہین جیسا کہ اصول حدیث مین مصرح ہی چنانچہ انھین آثار کو ظاہر علت کے ساتھ **شیخ ابن کثیر**رح نے کہا کہ ان آثار مین
غرابت ہی اور سخت غریب ہین اور اگر نہ لیے جاوین باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث و سنت نہین ہی تو اس طرح محمول کر کے لین کہ انمین مسح سے مراد
خفیف دھونا ہی کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پاؤن دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراۃ بالجر کو بعض نے کہا کہ پاؤنمین موزہ ہونیکی
صورت مین مسح کرنے پر محمول ہی یہ قول امام شافعیؒ کا ہی **قال المترجم** اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو قراۃ ثابت ہین پس قرآن مجید جو سات حرف پر
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہی کہ قراۃ بالنصب و بالجر بہیان مفید دو احکام ہی اور مفسرؒ نے مقدمہ مین اسکو مشرح لکھا ہی پس اسکو غلط و خلاف صواب ٹھہرانا
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہی بعید ہی اسلیے کہ قراۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہین اور قراۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
و سنت نہین تو لامحالہ قراۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہیے ہین تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراۃ بالجر اگرچہ دلالت کرتی ہی مسح پر
ولیکن دوسری قراۃ سے و احادیث مذکورہ سے یہان مسح بمعنے خفیف دھونا ہی **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہی کہ جر کی صورت مین عطف
روسکم پر ہی اور وہان مسح سے غسل خفیف مراد نہین ہی تو جواب ہی کہ اسجا مین مسح سے ایک معنی اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے و خفیف دھونے دونونکو شامل مین
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہین پس اشکال مندفع ہوگیا فافہم اور **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونے کیواسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہی جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہ رح سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
مین لوگونکے حوائج و مقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا پھر اُنکے پاس ایک چھوٹے برتن مین پانی آیا اُس سے لپ بھر کر منھ و ہاتھون
و سر و پاؤنکو مسح کیا پھر کھڑے ہو کر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے مین نے
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہی جسکو حدث نہو (صحیح بخاری مین بھی اسکے بعض معنی مروی ہین) بالجملہ بدلیل آیت و احادیث متواترہ
پاؤن دھونا ضرور واجب ہی اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ و گمراہ کرنے والا ہی اور ایسے ہی جسنے دونونکا مسح و دونونکا دھونا تجویز کیا اُسنے
بھی خطا کی ہی اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اُسنے آیت سے پاؤنپر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اُس کو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر مین شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہی کہ اُسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیرونکا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ وہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہین پس ملنا ضرور ہی تاکہ انپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا پس
جسنے غور نہین کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے مین غلط کر گیا بالجملہ اعلی و اولیٰ و اصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہی جو قراۃ
بالنصب کے معنے ہین تو وہی مذہب ہی پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم و وجود برابر ہی اور قراۃ بالجر ضرور ماؤل ہی پس **ابن کثیر**رح نے ان احادیث کو اسطرح
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی و عثمان و ابن عباس و معاویہ و عبد اللہ بن زید بن عاصم و مقداد بن معدی کرب پہلے گذرین کہ رسول اللہ
صلعم وضو مین پاؤن دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو مین پاؤن دھوئے پھر فرمایا کہ
یہی وضو ہی کہ اللہ تعالے نہین قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیث جسمین صحابہؓ سفر مین آگے بڑھکر وضو کرتے تھے
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب وہان پہونچے تو عبد اللہ بن عمرو کہتے ہین کہ ہم لوگون نے اپنے پیرونکو چپڑنا شروع کیا پس آپ نے بلند آواز سے
فرمایا کہ پھر لو وضو کرو ایڑیون کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہی (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین مین یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے

سلہ یعنی تہدید کی کہ اگر خشک رہجاوینگے تو آگ سے عذاب پاوینگے پس صریح ہی کہ دھونا فرض ہی ۱۲ منہ

Marfat.com

موجود ہے اور صحیح مسلم مین یہی حدیث عائشہ رض سے ہے کہ آنحضرت صلعم سے ہے کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار - اور عبداللہ بن الحرث
بن الجزء سے ہے کہ رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار - ایڑیون اور تلوون کے لیے آگ سے
عذاب ہے (رواہ البیہقی والحاکم) اور **ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہے - جابر بن عبداللہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ
فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار (رواہ احمد) اور نیز جابر بن عبداللہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پانوءمین بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو
اُسنے نہین دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابر رض سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے
دیکھا جنکی ایڑیونکو پانی نہین پہونچا تھا تو فرمایا - ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی کرر
بتاکید فرمایا پس مسجد مین کوئی شریف و وضیع نہ باقی رہا مگر اسکو مین نے دیکھا تو وہ ایڑیونکو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے
بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنہین سے ایک کی ایڑی مین یا ایک کے ٹخنے مین بقدر ایک درم کے
یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہین چھوا تھا تو فرمایا - ویل للاعقاب من النار - کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی
ایڑی مین ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہین پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا - (رواہ ابن جریر) **ابن کثیر** رح نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر
ہے کہ اگر پانؤن پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح سے تمام پانؤن بالاستیعاب
نہین تر ہوتا ہے اسباغ در کنار رہا بلکہ مسح مین تو اسیقدر کافی ہے جیسے موزہ پر مسح کرنے مین ہوتا ہے - **اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر** نے
فرقہ شیعہ پر یہی حجت وارد کی ہے اور عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم مین خشک چھوڑ دی
تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹ کر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالک رض سے روایت کی کہ ایک
شخص وضو کر کے اُسیوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا
کہ واپس جا کر اچھی طرح وضو کر آ وکذا (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلہم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے
سب راوی ثقہ ہین - ولیکن ابوداؤد رح نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہین ہے اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہے حالانکہ مجھسے موسی بن اسمعیل نے
باسناد خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کیے ہین اور امام احمد رح نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیۃ
حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسکے پشت قدم پر ایک
خشک ٹپا بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہین پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اسکو حکم دیا کہ وضو کا اعادہ کرلے اور ابوداؤد رح نے اس کو حدیث
بقیہ سے روایت کیا جسمین اسقدر زائد ہے کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (وہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمان رض مین جو در بارہ
صفت وضوء آنحضرت صلعم ہے موجود ہے کہ پانؤن کی انگلیون مین خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے
خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیون مین خلال کر اور ناک مین پانی چڑھانے مین اچھی طرح مبالغہ کر مگر آنکہ تو روزہ دار ہو (رواہ
اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبداللہ بن یزید ابو عبدالرحمن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبداللہ الدمشقی کہا شداد نے
کہ مجھسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے
آپ وضوء سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ نہین کوئی تم مین سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر اسکے

گناہ اُسکے منھ اور نتھنون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر وہ اپنا چہرہ دھووے جیسا کہ اللہ تعالٰے نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اسکے چہرے کے گناہ اُسکے جبڑونکے کنارون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھوئے دونون ہاتھ کہنیون تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اُسکے دونو ہاتھون کے گناہ اسکی انگلیون کے پورون کے سرون سے گر جاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر آنکہ اسکے سر کے گناہ اُسکے بالونکے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھووے دونون قدم ٹخنون تک جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا مگر آنکہ اُسکے قدمونکے گناہ اُسکی انگلیونکے کنارونسے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اُسکے لائق ہی پھر دو رکعتین پڑھے مگر آنکہ وہ اپنے گناہون سے ایسا نکل جائیگا جیسے اُس دن تھا کہ جس دن اُسکی مان اُسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہی کہ مین نے اُسکو رسول اللہ صلعم سے سنا ہی بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہ رضہ نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہو گیا اور ہڈیان رقیق ہو گئین اور موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہین کہ مین اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھون پھر اگر مین نے ایک دو تین بار نہی سنا ہوتا مین تو اُسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہی (رواہ احمد و ہذا اسناد صحیح وہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم** اور اسی معنی کے قریب حضرت ابوہریرہ رضہ سے صحیحین مین ثابت ہی اور صحیح مسلم کی اس روایت مین ہی کہ پھر اپنے دونون پانون دھووے جیسے اُسکو اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہی پس دلیل ظاہر ہی کہ قرآن مجید مین پانون دھونیکا حکم ہی اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث الاعور ۱۲ کے طریق سے علی بن ابی طالب رضہ سے روایت کی کہ علی رضہ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدمونکو ٹخنون تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہین سے اس حدیث کی مراد ظاہر ہوتی ہی جو عبد خیر رحمہ کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونون قدمونپر پانی چھڑکا حالانکہ دونون پانون مین جوتیان تھین پس اُنکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیونکے اندر اُنکو خفیف دھویا پس اسمین تو کوئی تامل نہین کہ جوتی کے اندر پانون کو دھووے خصوص جبکہ عرب کی جوتیان ہون لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والون کا رد ہی جنکو اپنے وسوسہ مین تعمق ہوتا ہی اور یہی حال اُس حدیث کا ہی جو ابن جریر رحمہ نے حضرت حذیفہ رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھوڑے پر گئے اور کھڑے پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونون نعلین پر مسح کیا (ہذا حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمین بجاے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزون پر مسح کیا ہی **شیخ ابن کثیر** رحمہ نے لکھا کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعل ہیں یعنی موزون پر نعلین بھی پس مراد ایک ہی ہی اور ایسی ہی حدیث امام احمد از حضرت اوس بن اوس کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوے (وقد رواہ ابوداؤد ایضًا) اور معنی یہ کہ موزون پر مسح کیا یا موزے نعل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورۂ مائدہ سے موزون پر مسح منسوخ ہو گیا تو یہ وہم ہی چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت ہی کہ جریر رضہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا تو اُنسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت مین ہی کہ اعمش رحمہ نے کہا کہ ابراہیم رحمہ نے فرمایا کہ سلف صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آتی تھی کیونکہ جریر رضہ بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوے تھے اور یہی معنی امام احمد کی روایت جریر مین خود جریر رضہ سے مصرح ہین اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزون پر مسح کرنا ثابت ہوا ہی بقول و بفعل پس روافض نے جو اسمین خلاف کیا وہ جہل و گمراہی سے ہی اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے متعہ حرام کیا مگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہین اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ مین جیسے یہ مخالف ہین ایسے ہی

اس آیت کریمہ سے جو پاؤن دھونا فرض ہونے پر دلیل ہے مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل مخالفت کرتے ہین حالانکہ اپنے جہلی طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہے اور اہل حق واہل سنت نے جو اللہ تعالےٰ ورسول اللہ صلعم کے حکم وطریق کے پابند ہین اُسکو دلیل قطعی ثابت کر دیا والحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح کے قائل ہو کر کعبین کے معنی اپنی طرف سے تراشے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہے حالانکہ جمہور امت کے نزدیک ساق وقدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اردو مین ٹخنے کہلاتے ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالےٰ نے ہر قدم مین ذکر فرمایا ہے یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہے اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہے پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اس کو تین مرتبہ فرما کر کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دلون مین پھوٹ ڈال دیگا کہا نعمانؓ نے کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہے (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ وابوداؤد وعلقہ البخاری جزما) یہ صریح ہے کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن الحرث التیمی الجابر یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنمین سے بعض کی کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہوگئی تھی اور یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا کہ بعضے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین اُنکو فضیحت کر دیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہے اور متبع راہ سنت ومطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہوگیا کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہے اور بعد اس تفصیل وتوضیح وتحقیق کے گمراہ نہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی وضلالت مقدر ہو چکی ہے اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل وتیمم کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے بیان فرمایا۔ **وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا**۔ فاغتسلوا۔ اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب نکھر لو **ف** یعنے غسل کر لو۔ اور چونکہ اطّہر بتشدید مبالغہ ہے اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطاً واجب ہے پھر تیمم سے آسانی دیدی بقولہ تعالےٰ۔ **وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى**۔ اور اگر تم بیمار ہو **ف** یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہنچاتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہے۔ **اَوْ عَلٰى سَفَرٍ**۔ یا تم مسافر ہو یعنے راہ در راہ منزل بیابان طے کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہے۔ **اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ**۔ یا کوئی تم مین سے پاخانہ سے آیا **ف** یعنے اُسکو حدث ہوا پس پاخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہے اور مراد یہ کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پاخانہ جانے سے یا پیشاب سے یا ریح صادر ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ**۔ یا تمنے ملامسہ کیا عورتون کو۔ جماع کیا یا فقط چھوا بہرحال اگر مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً**۔ پھر تمنے پانی نہ پایا **ف** اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہین ہے کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لاسکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہے تو ایسی صورتون مین یہ حکم ہے کہ **فَتَيَمَّمُوْا** پس قصد کرو۔ **صَعِيْدًا طَيِّبًا**۔ روے زمین پاک کا۔ **فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ**

مِّنْهُ - پس اُس پاک زمین سے اپنے چہرون وہاتھون پر مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہے - اور مفسرؒ نے ظاہر کردیا کہ مسح بدو
ضربہ ہے یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مارکر چہرے پر پھیرو اور دوسری دفعہ مارکر ہاتھون پر کہنیون سمیت مسح کرو جیسا کہ معروف
اور سنت سے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہے یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون کو مسح کرنا چاہیے
ہے اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہے اور یہی احوط ہے اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھون پہونچون
تک مسح کرنا تیمم ہے اور ابن حجرؒ نے اسکو بھی قوی کہا ہے اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ شعبیؒ سے جو وضوء مین پیرون کے مسح کا قول غریب مذکور
ہوا بایں تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہیں کیونکہ بنا بر قول محدثین رحمہم اللہ تعالے
و ابن عباسؓ و عمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہؓ کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہے حالانکہ وضوء مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا پھر
واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا قوی واصح ہے چنانچہ ابن حجرؒ نے اسپر ایک حدیث حسن پیش کی اور طحاویؒ نے حدیث بیر جمل
مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اُسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہے یعنی محمد بن ثابت
العبدی متفرد راوی ہے ولیکن اُسکی متابعت موجود ہے تو روایت حسن الاسناد سے کم نہوگی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - مَا يُرِيدُ اللّٰهُ
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ - اللہ تعالے نہیں چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضوء وغسل کی فرضیت کے ساتھ
تیمم بھی شروع فرمادیا حالانکہ وضوء وغسل وتیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا وَلٰكِنْ
يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ - ولیکن اللہ تعالے چاہتا ہے کہ تمکو پاک کردے ف حدث وگناہون سے - وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكُمْ - اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے بایں طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان
کردے - لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ - شاید تم شکر کرو اُسکی نعمتون کا - وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - اور تم لوگ
یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو - وَمِيْثَاقَهُ - عہدہ - اور اللہ تعالے کے عہد کو - الَّذِيْ
وَاثَقَكُمْ بِهٖ - عاہدتم علیہ - جسکو تمنے باندھا تھا - اِذْ قُلْتُمْ - جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ - سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا - ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اُس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہو گی جو
ہمارے جی کو پسند ہے یا ایسی نہوگی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالے نے اسکو
اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اُسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اُسکو بحکم اللہ تعالے لیا تھا اور اسمین یہود کو یاد دہانی
ہے کہ اُنھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اُسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑ بیٹھے کہ محمد صلعم کے
اوصاف چھپاتے اور اُنپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور ڈرو اللہ تعالے سے ف
یعنے اللہ تعالے کے عہد توڑنے سے ڈرو - اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ - اللہ تعالے خوب جانتا ہے جو دلو مین
پوشیدہ ہے ف پس جو پوشیدہ نہین ہے وہ بدرجہ اولی جانتا ہے ف اشارات عرائس البیان مین ہے کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا
اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہے جوارح کیواسطے علاوہ یہ کہ
ظاہر ہوئی پس اُسکے لطائف کا عکس چہرہ پر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہے کہ غبار شہوات سے گرد آلودہ و مدرغ سے میلا ہے
اور جوہر آب کی خاصیت یہ ہے کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالی نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدس وعظمت سے تجلی فرمائی تھی

پس جب وہ چہرے پر پہونچیگا تو سوائے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر میل آ گیا ہی پانی کے نور و برکت سے وہ اس کثافت سے پاکیزہ ہو جائیگا اور یہی حال دیگر اعضا کا بھی ہی پس جبکہ بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لایق ہی کہ اس چہرہ سے اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائین اُسکے جسم سے حتی کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال المترجم** روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابوہریرہ وغیرہ مطول مذکور ہے اگرچہ اسمین تصریح کل جسم کی نہین ہی ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعًا ہی کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالے کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہو جاتا ہی اور جسنے اللہ تعالے کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضا پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ قال الشیخ اور آیت مین اشارہ ہی کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا غم محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہی پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہوا تب نماز اُس کی مواصلت ہی اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرارت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہی اور رکوع اسکا خشیۃ ہی اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور نجات اُسکی انبساط ہی اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہو کر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوئے تو دریائے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابو عثمان**ؒ نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سوائے اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہی اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہوسکتا ہی حکم بجا لاتے ہین اور **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہی کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک ہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑکر فقط عزیمتون ہی پر جم جانا یہ حرج سخت ہی مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ماسوا سے بے رغبت اور فقط اللہ عزوجل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہی کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہی پس محبین سے حرج اُٹھا دیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کر دیے بایں طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عزوجل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکے اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہی کہ اللہ تعالے نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم۔ پس اُنکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہو جاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہی اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ مین اُنکو مستغرق کرتا ہی بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ اللہ تعالے تمکو تمہارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہی تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہی کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو حسن عبادت مین اپنا بستر جما دے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف پر برابر جما رہے اور جب احکام عبودیت پورے نہو سکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہی پھر اس سے گر کر حرام و شبہہ مین آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمہارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہی اور اپنی رحمت سے تمہارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہی۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا یہان یہ ہی کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ اس سے اپنے انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

تھا وہ کسی طرح ہمسے ادا نہوا اور شرم سے سر در گریبان رہین سہ باز آی کز شرم گنہ سرتاقدم بگداختم + کو ہی کہ در سر داشتم از گریہ ہامون گردش + اور یہی وہ شکر ہے جو قولہ لعلکم تشکرون سے بندون کو ارشاد ہوا ہے حضرت استاد رح نے فرمایا کہ تمام نعمت ایک قوم کے واسطے تو اُنکے نفوس کی نجات ہے اور دوسری قوم کے واسطے اُنکے نفوس سے اُنکی نجات ہے اور دونون مین بڑا تفاوت ہے قولہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الآیۃ نعمت الٰہی یہان ازلی ہدایت ہے جو اہل معرفت کے واسطے اُنکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ و دیدار کا شوق اُنکے دلوں مین بھر دیا اور میثاق جس سے بندون کو مضبوط عہد مین لیا ہے یہ ہے کہ کبھی اُسکے سوا غیر سے مشغول نہون اگرچہ جنت اُس کی نعمتین ہون **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتین بہت کثرت سے ہین جنکا شمار نہین ہوسکتا ہان یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھ کر نعمت معرفت ہے اور مواثیق بہت ہین اور سب سے بڑا میثاق و عہد یہ ہے کہ ایمان لاوین **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہے اور واجب ہے کہ آب زر سے لکھکر تفسیر مین داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر نعمتین فرمائین تاکہ نعمتون سے منعم پر شاہد ہون **قال المترجم** یہ قول بھی اچھا استنباط ہے چنانچہ اوتعالیٰ نے فرمایا سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہوسکتا ہے اگر ایک دم غور کرین اور قلب مین توفیق الٰہی کی درخواست کرین اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہے تو سب حق و سب یقین ایسے عقل و برہان و دلائل اذعان سے اُسکے سامنے آئینہ ہوتا ہے کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہین اُسکے سامنے بالکل اوہام کے بندے معلوم ہوتے ہین اللھم اہدنا الصراط المستقیم

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ

ایمان والو کھڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ○

عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقوی سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خطاب عام ہے کسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہے۔ **کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ** ۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے واسطے خوب قائم ہوجاؤ یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے مین اللہ تعالیٰ کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ بغرض تاکید ہے اور للہ تعالیٰ ہونیکے یہ معنے ہین کہ اسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے قیام کرو لوگون کے دکھلانے سنانیکو نہو۔ **شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ** بالعدل۔ شاہد ہو عدل کے ساتھ نہ یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین مین روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری مان نے کہا کہ مین اسقدر پر اکتفا نہین کرتی ہون جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرا دے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت صلعم کے حضور مین آیا تاکہ آپکو اس عطیہ پر گواہ کرے آپنے فرمایا کہ تونے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہے میرے باپ نے عرض کیا کہ نہین تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے اور عدل کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ مین جور پر گواہ نہین ہوتا ہون پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کردیا۔ **وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ** ۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بعض کسی قوم کا **عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا** ۔ اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو کیونکہ اُس نے کسر لگالو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرو بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق مین نازل ہوئی جنہون نے حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانون نے فتح کرلیا تھا پس تنبیہ کردی کہ جو حکم حق ہے اس سے درگزر نہ کرو اور بعض نے کہا کہ قریش کے حق مین نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق مین ایذائین دی تھین تو حکم دیا کہ اُنسے خلاف عدل کوئی برتاؤ مت کرو

Marfat.com

اور حق یہ ہی کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہی خلاصہ یہ کہ عدل ایک حق الٰہی ہی خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل
حق کو چھوڑنا نہ چاہیے اگرچہ اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو پس تم اُنکے مثل نہ ہو جیو - اِعْدِلُوْا - عدل کرو دشمن اور دوست دونوں کے
حق مین ف یہ تصریح زیادہ تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اُوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا - هُوَ - اے العدل - اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى
عدل کرنا تقوی سے بہت نزدیک ہی ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہی کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہی یہان افعل التفضیل کا استعمال
ایسے محل مین ہی کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہی اور غیر عدل قریب تقوی ہی حالانکہ غیر عدل خلاف تقوی
ہی اور یہ استعمال بہت آیا ہی جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرًا و احسن مقیلا - کیونکہ روز قیامت اہل جنت کے سوائے کسی کو مستقر
احسن و حسن کچھ نہین ہی - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور ڈرو اللہ تعالے سے ف اُسکے حکم کے برخلاف ست کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - اللہ تعالے تمھارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمھاری نیکیون پر ثواب
دیگا - اس مین تاکید کے ساتھ وعدہ ثواب بھی ہی کہ تقوی کرنا اللہ تعالے پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرما دیگا اور اسمین
خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ
وعدہ دیا اللہ نے ایمان والون کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ انکو بخشنا ہی اور بڑا ثواب ہی اور جو لوگ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آیتین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ
احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تمپر ہاتھ چلا دین پھر روک دیے تم سے اُنکے ہاتھ
ع عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○
اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والون کو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - وعدہ دیا اللہ تعالے نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے
اچھا وعدہ - لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ - اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی ف یہ بہت اچھا وعدہ ہے اور وہ جنت ہے
اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار رہین تو اُنکا حال سنو بقولہ تعالے - وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ - اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین
خوار عذاب ہونگے - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ - اے ایمان والو
اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین - مترجم کہتا ہی کہ شاید اس سے
مراد صلح کے موقع کا حال ہی کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف
مائل ہوے ولیکن قریب اسی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالے نے اُنکو اسقدر مغلوب کر دیا کہ صحابہ
مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کر کے بٹھلایا پھر حضرت صلعم نے رحم کر کے اُن سب کو

Marfat.com

چھوڑ دیا۔ اور بعض نے کہا کہ صلوۃ الخوف کا سبب نزول واقعہ ہی جو قولہ تعالے۔ واذ کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الآیات کی تفسیر مین گذر چکا
اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری رض نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کر ڈالا تھا اور حضرت صلعم مع خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے یہود بنو قریظہ سے
دیت مین شرکت کو لینے گئے جنھون نے دیت مین شرکت و نہ لڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور ان خبیثون نے اوپر سے پتھر آپ پر گرانیکا قصد کیا
اور جبرئیل نے آپ کو خبردار کر دیا کہ آپ مدینہ کو یہان سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی مین ہی پس یہ آیت اس قصہ کیطرف اشارہ ہے
اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہی جو جابر رض سے روایت ہی اور نبی صلعم ایک منزل پر اُترے اور لوگ متفرق ہوکر درختون کے سایہ مین
ہو گئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے گھسیٹکر آنحضرت
صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچاویگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجھے محفوظ رکھیگا۔ اعرابی نے دو یا تین بار یہی کہا
اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خود بخود تلوار میان مین کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے اصحاب کو بلایا اور انکو اعرابی
کی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپکے پہلو مین بیٹھا تھا آپنے اُسکو کچھ عذاب نہین کیا (رواہ عبد الرزاق و ابن جریر و ابن المنذر
و البیہقی) اور معمر رح نے کہا کہ قتادہ رح اسکے مانند ذکر کرتے اور یہ بھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بچاویگا تو تلوار اُس کے
ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجکو مجھسے کون بچاویگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ کرم کرنیوالے ہو جائیے پھر اُسنے گواہی
دی کہ لا الہ الا اللہ **قال المترجم** ایسا ہی **ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق مین یہی روایت مذکور ہو چکی اور اُسمین یون ہی کہ جب اعرابی
نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ لا الہ الا اللہ۔ اُسنے کہا کہ نہین تو و لیکن مین یہ عہد
کرتا ہون کہ کبھی آپ سے نہ لڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اُسنے قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس آدمیون مین سب سے بہتر
آدمی کے پاس سے آتا ہون **قال المترجم** یہ روایت صحیح ہی اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہو گیا ہو اور معالم وغیرہ مین ہی کہ جبرئیل نے
اُسکو مارا کہ اوندھا جھکا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت مین بھی اُسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہی اور اس حدیث کو حاکم نے
بھی روایت کرکے صحیح کہا اور اسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ اعرابی کا قصہ ایک نہین ہی بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا
واقع ہوا ہی پھر بیان تفسیر کی وجہ یہ ہی کہ جو معمر کی روایت قتادہ رح مین ہی کہ عرب مین سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا
کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصہ اعرابی مذکور کا خود صحیحین مین موجود ہی پھر ان وجوہ تاویل مین سے ہر ایک مین قصد قوم ظاہر ہی
لیکن اقرب وارجح وہی معلوم ہوتا ہی جو **مفسر سیوطی** رح نے اختیار فرمایا ہی کہ قولہ اذ ہم قوم۔ مین قوم سے مراد قریش ہین پھر قوم کا قصد بیان
فرمایا بقولہ۔ **اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ**۔ وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھا دین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کرین اور
فتک بمعنی غفلت مین قتل کرنا۔ **فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ**۔ پس اللہ تعالے نے تم سے اُنکے ہاتھ روک دیے ف
اور تمکو اُنکے مکر سے بچا لیا۔ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ**۔ تقوی کرو اللہ تعالے سے وہی بچانے والا ہی اُسی پر بھروسا کرو۔ **وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ**۔ اور اللہ تعالے ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہی ف مومنون کو یقین ہی کہ اُسکے قبضۂ قدرت مین سب
چیز ہی جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی خود کسیکے فعل مین کوئی تاثیر نہین پس جو کچھ اللہ تعالے فرماوے اُسمین اسکی اطاعت یقین و خوشی کیساتھ
ضرور ہی اور منجملہ ان امور کے جہاد ہی جسکے واسطے اللہ تعالے نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعًا اللہ تعالے کے بھروسے پر
پورا کرنا فرض ہی اور یہ سب امتحان ہی پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہین ہی مگر ظاہر مین آزمائش ہی پھر بنی اسرائیل و اگلے عہد شکن

بندون کو جنھون نے اپنے وہم سے اللہ تعالیٰ پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوے اور بھروسا کیا تو آبرودار ہوے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے
کرتا ہے وہی یہان ذکر فرمایا اور تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا اُنھون نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کر کے عہد توڑا تو خوار ہوے
اور جنھون نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ

اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اُٹھائے ہمنے اُنمین بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

مین تمھارے ساتھ ہون اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر اور اُنکی مدد کروگے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرحکا قرض تو مین اُتارونگا تمسے بُرائیان تمھاری اور داخل کرونگا تمکو باغون مین

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝

کہ بہتی نیچے اُن کے نہرین پھر جو منکر ہوا تم مین اُسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

سو اُنکے عہد توڑنے پر ہمنے اُنکو لعنت کی اور کر دیے اُنکے دل سیاہ بدلتے ہین کلام کو

مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے اُنکی ایک دغا کی

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ

مگر تھوڑے لوگ اُنمین سو معاف کر اور در گذر اُنسے اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور وہ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا

جو کہتے ہین آپ کو نصاری اُنسے بھی لیا تھا ہمنے عہد اُنکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی پھر لگا دی ہمنے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اُنکے آپسمین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دیگا اُنکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا ف یعنے یہود سے
عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہے جو مابعد مین بقولہ لئن اقمتم الصلوۃ الخ مذکور ہے کذا فی الکمالین اور ظاہر یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین
وجہاد وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر اُنھون نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ملعون ہوے مین
یہان سے اگلی امتون یہود ونصاری سے عہد لینے اور اُنکے توڑنے اور بعذاب ملعون ہونیکا بیان ہے تاکہ عبرت ہو اور حدیث مین ہے کہ سعید
وہ ہے جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالیٰ ۔ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۔ اور ہمنے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب
مقرر کیے ف یعنے ہر قبیلہ بنی اسرائیل مین سے جو بارہ بیٹون حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

Marfat.com

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب بمعنے کفیل وشاہد ہے اور یہاں دیگر اقوال بھی ہیں اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم میں بزرگ وانکا کارپرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کرلی تھی کہ وہ لوگ ایمان اور تقوی پر رہینگے ۔ وَقَالَ اللّٰهُ ۔ اور اُن لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے بتاکید فرمایا کہ ۔ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ف یعنے تمہارا احمد ومعاون ہوں ۔ لَئِنْ ۔ لام قسم قسم ہے مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم ۔ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ ۔ قائم رکھو گے نماز کو ف اور مروی ہوا کہ پچاس وقت کی نماز انپر مفروض تھی وحدیث معراج اسکی مؤید ہے ۔ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ ۔ اور ادا کرو گے فرض زکوۃ کو ۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ ۔ اور ایمان لاؤ گے میرے رسولوں پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہو گے چونکہ نجات کے لیے نماز وزکوۃ کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولوں کے جھٹلانے پر اڑے ہوئے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز وزکوۃ جبھی کہ میرے رسولوں پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل نہو چنانچہ فرمایا ۔ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ ۔ نصرتموہم اور انکی مدد کرو گے ف یعنے رسولوں کی مدد کرو گے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے وعن ابن عباس انکی اعانت کرو گے ا وتعزیر بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم وتوقیر پس بنا بر اول معنے آنکہ رسولوں سے دشمنوں وکافروں کو رد کرو گے یا ہر بُری بات اُنسے دور کرو گے اور بنا بر دوم انکی توقیر رکھو گے ۔ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو گے ف اس طرح کہ اسکی راہ جہاد میں خرچ کرو گے کہا گیا کہ ادا ر زکوۃ سے فرض مراد ہے اور اس سے مستحب ومندوب عام ہے پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہے اور فرائض کے جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہے اور شاید کہ یہ جان ومال کو شامل ہو مانند قولہ تعالیٰ ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالہم وانفسہم بان لہم الجنۃ الآیۃ ۔ حاصل یہ کہ اگر یہ سب امور ادا کرو گے تو ۔ لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ۔ تو میں تمہارے گناہ کفارہ کردونگا ف تمکو بخشدونگا پس جہنم سے بیخوف ہو جاؤ گے ۔ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ اور تم کو ایسے باغات میں داخل کرونگا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں ف تو اس بے مثل وبے مثال نعمت میں سرفراز ہو جاؤ گے اور یہ انتہا ے مراد ہے بلکہ مزید یہ کہ دنیا میں بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام ومصر کردیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم میں اکثر لوگ عہد پر رہے ۔ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ ۔ پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم میں سے کافر ہوا ۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ تو وہ راہ حق سے بھٹکا ف اور سواء در اصل بمعنے وسط ہے اور ثابت ہو لیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہے اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شرع ورسولوں علیہم السلام سے واضح کردی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہو رہا اور اسکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہے پس جو یہاں صراط مستقیم پر ہے وہ اس پُل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیسا کہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہے اور شیخ ابن کثیر نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبوں کا قائم کیا جانا اسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو عمالقہ شام کے جہاد کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل میں ان نقیبوں کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلۃ العقبہ میں جب انصار سے بیعت وعہد لیا تو انمیں بارہ نقیب تھے اُسید بن حضیر سعد بن خیثمہ رفاعۃ بن عبد المنذر وقیل ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہم یہ تین نقیب تو قبیلۂ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ سعد بن الربیع عبد اللہ بن رواحہ رافع بن مالک براء بن معرور عبادہ بن الصامت سعد بن عبادہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام منذر بن عمرو بن خنیش یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود آنکہ یہی لوگ اپنی قوم کے کارپرداز عارف اور انکی طرف سے سمع وطاعت پر حضرت صلعم سے بیعت ومعاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ سے صحیحین میں روایت ہے

Marfat.com

کہ برابر لوگون کا کام چلتا رہیگا جب تک انمین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے انمین بشارت ہر کہ آپ کی امت مین بارہ
ہر خلیفہ عادل وحق قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انمین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوئے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین
سے ہین اور یہ نہین ہر کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہر انھین مین سے ہونگے اور **مترجم** کہتا ہر کہ انکے
پیدا ہونیکے نشانات جو روایات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا
اور نیز مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بن جادینگے سو
مبارک اسکو جسکو انپر جان ومال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین اسپر اسد تعالے ہمکو تمکو ثابت
وقائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہر کہ وہ سرداب سامرا سے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہر تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر
ہونگے تو اس اعتقاد والے غالبًا اُنسے منحرف ہو کر نہ مانینگے اللہم حفظنا اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے بعد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی
جو مسلمان ہوئے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ یہی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ وہم کے بندے اسکو مان گئے اعوذ باللہ
من الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالے **فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ**
لَعَنّٰهُمْ پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کر دیا ف یعنے دور کر دیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے
وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً - اور انکے دل سخت کر دیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہو سکتے اور
یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہر وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیث مین مضمون
ہر کہ دل سب اللہ تعالے کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہر پھیرتا ہر اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ
حضرت باریتعالے عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ اوتعالے عزوجل نے آپکو تمام عالم اول وآخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔
اہل ایمان کو لازم ہر کہ پانچون وقت نماز مین۔ اہدنا الصراط المستقیم۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہر عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بنی اسرائیل
باستثناے اُنکے جنکو خود حق تعالے نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بدحرکت بدافعال ہو گئے کہ منھ سے ایمان
کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا۔ **يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ** ۔کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف
یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلماتکو
جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے
جہان اللہ تعالے نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسر کے نزدیک صحیح ہر کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریف تبدیل کی
ہر اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علیحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہر اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالے
عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ۔ اور قولہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیہ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباسؓ کے کہ تحریف
فقط تاویل مین تھی اس باتکو صحیح نہین سمجھا کہ انھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہر کہ اُنھون نے توریت مین سے
ابتدا مین کچھ نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک
لفظی اور دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسٰی علیہ السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا
علیہم السلام کے ساتھ لاحق کر دیا اور معنوی تحریف ہر فرقہ نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علما نے کہا کہ تمام تحریف

Marfat.com

اُنکی یہ تھی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالے کی نہین بیان کرتے اور ساتھ ہی الگ کتابین لکھتے اُنکو توریت بتلاتے۔ وَنَسُوا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۔ ای ترکوا نصیبًا مما اُمروا بہ فی التوراۃ من اتباع محمد صلعم۔ یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ اُس چیز کا جس کا
توریت مین حکم کیے گئے تھے ف اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم معبوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے پیروی کیجیو۔ وَلَا
تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ ۔ آنحضرت صلعم کو خطاب ہے کہ برابر تو اُنکی خیانتون پر اور چوریون پر مطلع ہوتا رہے گا
ف کہ عہد شکنی وغیرہ کرینگے۔ اِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۔ سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی خائن ہین سوائے
انہین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہو گئے کہ وہ ایسے نہین تھے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ۔ پس اُنسے عفو و درگذر کر اللہ تعالے نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے ف مفسرین نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہے یعنے قولہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہ کا قول ہے اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا
کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہے اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہے جنکے ساتھ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہے واللہ اعلم۔ ق
وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّا نَصٰرٰى ۔ یعنے ان لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام
کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا بالجملہ یہ متعلق ہے بقولہ۔ أَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
یعنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان مدعیون سے عہد ویساہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی
پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال۔ فَنَسُوْا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهِ ۔ پس فراموش کر دیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی
سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین
پڑ گئے فَأَغْرَيْنَا ۔ اوقعنا ۔ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت
و بغض ڈالدیا قیامت تک ف بایطور کہ آپسمین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر
جو پسند کرتا ہے اُسیکو دین سمجھتا ہے پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہے کہ کثرت سے فرقے ہین اور بعضے بعض کو
کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے انمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کام پر متفق
ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن اُنکی ہمت دنیا پر مقصور ہے تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے آپکو نصرانی
کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہے اُنمین ضرور بغض و عداوت
قائم رہیگی اور اغراء یعنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہے کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے۔ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۔ اور قریب اُنکو اللہ تعالے بتلا دیگا جو وے کرتے رہے ف پس ان اعمال پر
انکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالے کو منظور ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولقد اخذ اللہ میثاق
تقیبًا ۔ حضرت حق سبحانہ تعالے نے جب امر عظیم کو اپنے بندون مین چاہا تو پہلے اُسکو اولیا پر رکھا تاکہ اللہ تعالے کی مراد کے موافق قیام کرین
اسوجہ سے کہ خلق ضعیف ہے اور اُنکی نیابت مین قصور ہے پھر جب اولیاء الہی نے اسمین بقدر حیثیت اسکی عبودیت کو بصفت رضا و تسلیم ادا
کیا تو اُسکے بعد اللہ تعالے شانہ نے عوام پر اسکو آسان کر دیا کیونکہ عوام کی پیدایش بصفت ضعف ہے اور اولیا کی پیدایش بصفت قوت کے

Marfat.com

اور ہر امت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے پیدا کیے جو معارف و کواشف کا بار اُٹھائے ہوئے تھے اور وہی بلا و امتحان کے میدان میں ور آئے اور منظور نظر ازل تھے اور یہ خود اقسام ہیں کہ نقیب و ابدال و نجیب و اولیا و اصفیا و مقربین و عارفین و موحدین و صدیقین و شہدا و صالحین و اخیار و ابرار وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کا رئیس بنام غوث ہے اور پیشوا اُنکے مختار ہیں اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہیں اور نقیب اُن کے دس عدد اور نجیب اُنہیں چالیس عدد اور خلفا اُنہیں ستر عدد اور اُمنا اُنہیں تین سو عدد ہوتے ہیں اور اُنہیں سے ہر ایک کی صورت انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی صورت پر اور رسولوں علیہم السلام میں سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہے اور قلب اُن کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر اُنکو کوئی پہچان نہیں سکتا مگر وہی جو اُنکے مثل ہو اور وے خود درحقیقت سوائے حق عز و جل کے کچھ نہیں پہچانتے ہیں چنانچہ بقول معروف اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی۔ میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں اُنکو میرے سوائے کوئی نہیں پہچانتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہیں اور چالیس بندے حضرت موسیٰ کے قلب پر ہیں اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہیں اور پانچ بندے حضرت جبرئیلؑ کے قلب پر ہوتے ہیں اور تین بندے حضرت میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہیں اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہے پھر جب اُنہیں سے یہ ایک جو تقلب اسرافیلؑ ہے مرا تو اللہ تعالیٰ بجائے اُسکے تین میں سے ایک کو کر دیتا ہے اور جب تین میں سے کوئی مرا تو اُسکی جگہ پانچ والوں میں سے ایک کو کر دیتا ہے اور جب پانچ والوں میں سے مرا تو سات والوں میں سے ایک اُسکی جگہ کر دیتا ہے اور جب سات میں سے مرا تو چالیس والوں میں سے ایک اسکا قائم مقام کر دیتا ہے اور جب چالیس میں سے مرا تو تین سو میں سے ایک اُسکے قائم مقام فرماتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرا تو عام میں سے کوئی سرفراز ہوکر اُسکا قائم مقام ہوتا ہے اور یہ لوگ امت کے بڑھنے کی دعا مانگتے ہیں سو انہیں زیادتی و کثرت ہوتی ہے اور جبر و ظلم کرنیوالوں پر بددعا کرتے ہیں کہ اُنکی کمر ٹوٹ جاتی ہے اور مینہ کا پانی مانگتے ہیں تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہیں تو مخلوق کے واسطے کھیتی اُگتی ہے اور دعا کرتے ہیں تو مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہے شیخ ابوبکر الوراق نے کہا کہ برابر اگلی امتوں سے اخیار و ابدال و نجیب و اوتاد ہوتے چلے آئے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں کہ ضرورتوں اور حاجات و مصیبتوں میں اُن کی طرف رجوع لائی جاتی ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اس امت میں چالیس بندے خلق ابراہیم پر ہونگے اور سات بندے خلق موسیٰ پر ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیم پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا رہیگا بس یہی لوگ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تمام خلق کے سردار ہیں **قال المترجم** جو حدیث اوپر حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی وہ محدثین اہل تنقید کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدوں ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا سخت گناہ ہے چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو عمداً مجھپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بناوے یعنے وہ جہنمی ہے اور ظاہرا شیخ رحمہ اللہ کو یہ بات ظاہر نہوئی ہوگی کہ حدیث بدرجۂ ثبوت نہیں پہونچی ہے واللہ اعلم پھر **مترجم** کہتا ہے کہ بدون تعداد کے بیان کے معجم طبرانی بلکہ صحاح کی روایات میں وجود بندگان خاص آلہی کا ذکر ہے اور نیز پانچ سو اولیاء خاص کا وجود ہر زمانہ میں حدیث مرفوع میں مروی ہے اور اس حدیث میں اگرچہ اہل تنقید نے کلام کیا ہے چنانچہ شیخ **ابن الجوزی و صاغانی** نے افراط کیا و لیکن حدیث درجۂ حسن سے نازل نہیں ہے اور شوکانی نے اسکے حسن ہونیکا اقرار کیا ہے بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علماء ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث و ابدال وغیرہ میں میرے نزدیک کچھ نہیں ہے اسواسطے کہ مرجع اسکا بحث لفظی کی طرف ہوا جاتا ہے کیونکہ اسماء کوئی ثواب بیان کرنے کے معنے میں

Marfat.com

نہین تاکہ اُسکے ثبوت پر دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کہنے والا نعوذ باللہ مدعی ایسے امر کا ہوا جاتا ہی جو شان نبوت ہے اسلیے کہ ثواب و عذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہی اور امت والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان چیز مین ثواب یا عذاب ہی مگر اُسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ نہوا اور ظاہر ہی کہ ائمہ کبار از اولیا ابرار جنکی صلاحیت پر اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انمین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنوی رکھ لیے گئے ہین تو انکی ذات نیک گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب اور مراد میری اولیاے کبار سے وہ بزرگ ہین جو عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار عارف باللہ تعالٰے صابر و شاکر محتسب جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت امام علامہ نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین ایسے کلمات لکھے ہین اور اُنکی پیروی پر آمادگی دلائی ہی اور ماسواے اُنکے گیارہ اقسام باحیہ و شمراخیہ وغیرہ کے احوال کو مفصل لکھ کر اہل ایمان کو اُنکے مکر و فریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز اُنکے اقوال و افعال پر کاربند نہون اور ایک علامہ نسفی کیا سبھی اُس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ؎ اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہرگز کسی کے معتقد نہون جب تک اسکو شرع پر نہ پاوین اور اللہ تعالٰے سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپ کس کوشش سے شرع پاک پر لوگونکو راست کیا اور یہ وہی شرع ہی جسپر شیطان یا کوئی شیطانی پیر و نہین چل سکتا ہی پس جو شرع پر نیک ولی نظر آوے وہ گویا یقینی ولی ہی اور جو شرع پر نہو وہ اگر مجذوب ہو گیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہنچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھدیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے یا اور کسی حال پر ہی بہرحال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر مرد ایماندار سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم و پاک صحابہ و اچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللہ تعالٰے فرمان و حکم و چال چلن سے برخلاف ہوکر اُس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے سچ و خوب فرمایا ؎ خلاف پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود جنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللہ منہ اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللہ تعالٰے کے اُن باتون میں بھی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے ہین وہ لوگ عدل و انصاف و حق کی پیروی سے درگذر نکرین واسلام شیخ ابو عثمان مغربی ؒ نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور اُمنا سات ہین اور خلفاے ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پر مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب اولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین اور اولیا مین سے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللہ تعالٰے کسی کو قائم مقام فرماتا ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالٰے چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالٰے سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اُسکے قائم مقام ہوتا ہی اور یہی حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب وقت کے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین اور حدیث ترمذی مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دونو وزیر آسمانی جبرئیل و میکائیل

ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر وعمر ہین وقد مرشرحًا قولہ فبما نقضھم میثاقھم لعنّاھم ۔ جب اللہ تعالے غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا ہی تو اُنکے نفوس کو ایسے امور کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ جنپر قہر کے احکام طاری ہوتے ہین اور اُنسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ دور ہوجاتے ہین پھر اُسکے بعد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح عہد کو توڑنا اور میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا اور وہ یہ ہی کہ اوتعالے نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہوجانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر قیاس کرنے سے ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہووے وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہوگیا اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا وہی مال اوسکو دینے پر عہد کیا تو اُسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض و واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کرلیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح جید ہی واللہ اعلم اور معلوم کہ عہد سے سوال ہوگا جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالے بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالے سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سوائے کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالے نے یہود و نصاری کی عہد شکنی کو بیان کرکے پھر انکو ارشاد و ہدایت ایسے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ اُنکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ

اے کتاب والون آیا ہی تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہی تم پر بہت چیزین جو تم چھپاتے تھے

الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ يَّهۡدِىۡ

کتاب کی اور درگذر کرتا ہی بہت چیزون سے تم پاس آئی ہی اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہوا اُسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور اُنکو نکالتا ہی اندھیرون سے روشنی مین

بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ○

اپنے حکم سے اور انکو چلاتا ہی سیدھی راہ

یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ ۔ خطاب عام ہی یہود و نصاری دونونکو شامل ہی یہی مفسر نے موافق دوسرون کے اختیار کیا ہی اور الکتاب بلحاظ لام جنس شامل ہی توریت و انجیل دونون کو حاصل آنکہ اے یہود و نصاری **قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا** آیا تمھارے پاس ہمارا رسول یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ **يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ** ظاہر کرتا ہی تمپر بہت باتونکو جو تم کتاب مین سے یعنے توریت و انجیل مین سے چھپاتے تھے **ف** مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی مین حکم تھا کہ محصن مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کرڈالو جیسے ہماری شریعت مین حکم ہی مگر یہودی اسکو چھپاتے اور کہتے کہ منھ کالا کرکے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرانے کے بعد کوڑے مارو پس آیۃ الرجم کو چھپا ڈالا اور مانند ان آیات کے جو اس رسول کی صفت مین تھین لیکن اس رسول صلعم نے ظاہر کردیا پس یہود کو بتلایا کہ تمھاری توریت مین محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و اُنکی امت کے فضائل

ووضع واخلاق وبعض مسائل اور یہود کو انپر ایمان لانے کا حکم مذکور ہی اور نصاری پر ظاہر کیا کہ عیسی علیہ السلام نے اپنے بعد احمد مصطفے صلعم
کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیوں کو عام آگاہ فرمایا ہی اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود و نصاری پر ظاہر تھے ولیکن معنے یہ ہین کہ تمھاری کتاب
مین ہونے کو کھلے کھلے بیان فرماتا ہی - وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ - اور ترک کرتا ہی کثیر کو اسمین سے ف پس بہت کو بیان نہین کرتا جب کہ
اسمین کوئی مصلحت متعلق نہین الا برائے اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا حال بطریق صفت ہی یعنے ایسا رسول آیا ہی کہ تم مین سے بہتونکو
عفو کرتا ہی مواخذہ نہین فرماتا لیکن اول ارجح ہی حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو اسمین سے بہت باتین ایسی ہین جنکے بیان سے کوئی فائدہ
متعلق نہین تو انکو چھوڑ کر باقی جن سے مصلحت وتعلق کا حکم ہی انکو بیان فرماتا ہی اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا
اسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالے نے فرماتا ہی کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب پس رجم اس چیز مین سے
تھا جسکو انھون نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد - قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ - نور سے مراد آنحضرت اور یہ تفسیر نسبت
اسلام وحق کے زیادہ مربوط وارجح ہی یعنے آگیا تمھارے پاس اللہ تعالے کیطرف سے نور یعنے محمد خاتم النبیین - وَكِتَابٌ مُبِينٌ
اور قرآن ظاہر ف مبین بمعنے ظاہر ہی یا بمعنے حق کو باطل سے جدا کرنیوالا - تو اسمین اشارہ ہی کہ اہل کتاب نے جن باطل امور کو پھیلایا تھا
انکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہی اور حق کو لاتا ہی پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ - يَهْدِي بِهِ اللَّهُ - یعنے یہ کتاب ایسی ہی کہ اللہ تعالے
اسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہی - مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ - ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالے کے رضیات کی بایںطور کہ ایمان لاوے
سُبُلَ السَّلَامِ - ای طرق السلامۃ - راہون سلامتی کی - حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہی کہ جو بندہ اللہ تعالے پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالے
سلامتی کی راہونکی ہدایت فرماتا ہی اور یہ راہین بھی شرائع اسلام ہین جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ ہین یہانسے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالے کی
مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالے کی خلاف مرضی چلنا ہی جسکا انجام جہنم ہی کیونکہ
مخالف تو باطل راہ پر ہی اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہی - وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ - اور قرآن ایسے شخصونکو تاریکیون سے نور کیطرف لاتا ہی بارادۂ الٰہی ف یعنے اللہ تعالے کے ارادہ وتاثیر و
توفیق سے اللہ تعالے پر ایمان لانے والونکو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہی پس جسکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا وہ
اندھیرے سے نکلتا ہی نہین کہ اسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہین لاتا اور نیز مسلمانونکو مژدہ ہی کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھین اور اسکے
حکمون پر عمل کرین انکے دل روشن ہوجائینگے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین وہ نور و حجت ہی اور نیز ثابت ہی کہ پڑھنے و عمل کرنیوالا قرآن کا
خوشبودار پھول کا درخت ہی اور ثابت ہوا کہ قرآن والاعارف بالمال اور اسکا دل منور اور ایمان ویقین روشن ہوتا ہی اور خود اللہ تعالے نے فرمایا - وَيَهْدِيهِمْ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - اور یہ کتاب اللہ تعالے کی مرضیات کی متبعین بندونکو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہی اور صراط مستقیم
جیسا کہ مفسرؒ نے کہا کہ وہ دین اسلام ہی پھر معلوم ہی کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ہی جب وہ ہر وقت نماز مین صراط مستقیم کی ہدایت مانگے اور قرآن پڑھے
اور اسپر عمل کرے تو کسقدر اسکے دل کو انوار حاصل ہونگے اور اسکا یقین جو پہنچا ہوا بندھوا ہو رہا ہی کسقدر تاریکی دور ہونے سے منور ہوگا جیسے کہ بندۂ مومن
بسبب گناہونکے جو اسکے دلی یقین کے گرد ہجوم کرتے ہین آخرکار ایسا ہو جاتا ہی کہ اسکے دل کو گویا یقین ہی نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ ایمان
گھٹتا بڑھتا رہتا ہی ف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین - اسمین اشارہ ہی کہ اہل ایمان کو اللہ تعالے کی طرف سے
نور معرفت بدون کسی حیلہ وسبب کے حاصل ہوتا ہی پھر نور وکتاب ف ذات ازل کے صفات مین سے دو صفت ہین کہ اللہ تعالی کیطرف راہ

چلنے والونکی جذب کرلینے کو ظاہر ہوئی ہین اوربعض نے فرمایا کہ تم لوگ نور توحید ونور کتاب کو اُسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو **قال المترجم**
شاید یہ تفسیر بنظر قولہ باذنہ ہے اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ۔ سے نکالا ہے کہ جاء لازمی ہے یعنے آنا اُسکا محض بفضل حق سبحانہ ہے پس ازل مین
جنکو مختار کرلیا تھا درحقیقت اس نور وکتاب کا آنا اُنھین کے واسطے ہے ورنہ دوسرون پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہے قولہ تعالے یہدی
بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور وکتاب مین سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونون مقام مین الجمع یعنے معدن
الصفات مین واحد ہین۔ اور اس کلام پاک مین اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہون کی طرف ہدایت
فرماتا ہے اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہین بتاتا ہے **قال المترجم** توجیہ اس اشارہ کی یہ ہے کہ کتاب ونور جب صفات
ازلی ہین تو اسی سے ہدایت فرمانے کے معنے یہ ہوے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت پس
وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھ ان لوگون کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ۔ سے سرفراز فرمایا ہے یعنے ایمان لانیوالون کو اذعان
بتوحید ذات ہے پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ لطیف دقیق جید اگر مرد سلیم القلب اسکو غور سے دل مین اُتارے
تو بہت سے شیطانی وساوس دور ہون اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت درباب مسائل جبر واختیار وتقدیر وتوحید ذات
اور یہ کہ ہدایت اُسیکی طرف سے ہے اور جملہ حکمت ہے سب اُسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہون اور جو شخص ان مقامات مین وساوس شیطانی آنے سے تنگ
ہو اُسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہے اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ رضوان الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالے نے انبیا واولیا کے واسطے
ازل مین پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام مین پہونچگیا اور نشان یہ ہے کہ اسکی حسن تجلی مین اسکی مراد کے موافق عنایت آداب سے
زندگی بسر کر جاوے مگر متابعت نہین ملتی لیکن اُسی شخص کو جسکے حق مین سابقہ ازل مین اُسکی رضامندی ہو چکی ہو بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالی
ہدایت فرماتا ہے نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہون مین سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کردیا
تھا تاکہ یہ رضوان اُسکو محل رضا وتسلیم مین لاتا ہے پھر اللہ تعالے نے یہود ونصاریٰ کے اندھے پن اور وسوسات اور شیطانی خیالات و
اُسکے دعوے اور اُنکا بیہودہ ہونا بیان کرکے رد کردیا بقولہ تعالے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا
بیشک کافر ہوے جنھون نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا تو کہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے
إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ
اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اُسکی ماں کو اور جتنے لوگ ہین زمین مین سارے اور اللہ کو ہے سلطنت
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَقَالَتِ الْيَهُودُ
آسمان اور زمین کی اور جو دونون کے بیچ ہے بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہین یہود
وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ
ونصاریٰ ہم بیٹے ہین اللہ کے اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمکو تمھارے گناہون پر کوئی نہین تم بھی ایک انسان ہو
مِمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اُسکی پیدائش مین بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○

اور جو دونون کے بیچ ہر اور اسی کی طرف رجوع ہر

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ اور قطعاً کفر کیا ان لوگون نے جنھون نے کہا کہ اللہ
وہی مسیح ابن مریم ہر ف حیث جعلوہ آلہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاری ۔ واضح ہو کہ نصاری بہت فرقے ہو گئے تھے اور اب بھی موجود ہین
اور بہت سے مٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہائے نصاری مین اول تین فرقے تھے چنانچہ اوپر بیان
گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون کے تین فریق ہوئے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اٹھا لیا
اور یہ لوگ معدودے چند تھے اور دوسرے فریق نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا اسکو اپنے پاس بلا لیا اور تیسرے فریق نے کہا کہ نہین ہم مین
خدا تھا اسکو معلوم نہ تھا سو جب چاہے آسمان کی طرف چلا گیا اور ان دونون کافر فریق نے ملکر فریق اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ
ابن کثیر اور ابن عباسؓ سے روایت ہر کہ نصاری نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہر اور اکثر مفسرین نے
کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہر کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو آلہ معبود ٹھہرایا اور قطعاً معلوم ہر کہ آلہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہر پس
گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر چنانچہ یہی تاویل کلام مفسرؒ سے ظاہر ہر ولیکن یہ جو مفسرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہر نصاری
مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہر کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر جیسا کہ ابتدائی تین فریق مین سے فریق سوم کا قول مذکور ہوا
اور یہی ظاہر آیت ہر اور سب نصاری کا یہ قول نہین بلکہ اُنہین سے کچھ لوگ ایسے ہین فافہم اور لقد کفر سے بتاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلا دیا پھر
اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہر اور واضح ہو کہ مسیح کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ کسی سننے والے کو
ان کافرونکا اندھاپن سمجھ لے کہ جو مریم کا بیٹا ہو وہ خالق ومعبود بلکہ اپنی ماں کا کیونکر خالق ہو سکتا ہر اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی ماں کو
جنھون نے غم ورنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت وتکلیف سے بسر کیا کیون غم ورنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اسکو
اللہ عز وجل نے رد فرمایا بقولہ ۔ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۔ یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کر سکتا ہر حکم
الٰہی سے ۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم کو اور
اُسکی ماں کو بلکہ ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اور جو کوئی زمین مین ہر سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے
یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہر جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام آلہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہر ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے بیچ کا
وہ جو چاہتا ہر پیدا کرتا ہر ۔ ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک وخلق ہر وہ جو چاہتا ہر کرتا ہر جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر مسیح علیہ السلام
کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر ۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ اور اللہ
تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہر جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسکی مخلوق وبندے ہین اور ہر مسلمان
وہندو ونصرانی ویہودی پر فرض عین ہر کہ اُسکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور عذاب سے ڈرین جیسا
کرینگے ویسا پاوینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود ونصاری اتراتے ہین ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۔ یعنے انہین سے ہر ایک
فریق نے الگ الگ کہا کہ ۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔ ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین ف سراج وغیرہ مین ہر

کہ مفسرین نے خیال کیا کہ یہود و نصاری اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف مضاف ہی اور معنے آنکہ نحن ابناء رسل اللہ۔ یعنے ہم لوگ اللہ تعالے کے رسولون کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاری سے مراد بنی اسرائیل کے یہود و نصاری ہونگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیاء علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہ تھی کہ ہمارے باپ دادونکا فخر ہمکو حاصل ہی مترجم کہتا ہی کہ انکی وہی مثل تھی کہ نسل چڑیلون کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سب ہی آدمی ہین دوم آنکہ لفظ ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہی ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اُسکو بھی کہتے ہین قال المترجم اور معترضہ نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالے کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت و رحمت فرمانے مین ہمارے باپ کے مانند ہی سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالی کا بیٹا ہی اور نصاری نے مسیح علیہ السلام کو یہی زعم کیا اور چونکہ یہ دونون انھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین حالانکہ یہ قول اُنپر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب الٰہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہ نحن ابناء اللہ و احباؤہ ای ہم لوگ اُسکے انبیاء سے نسبت رکھتے ہین جو اُسکے بیٹے ہین جنپر اُسکی عنایت مبذول ہی اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہی اور اپنی کتاب سے نقل لائے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوب سے کہا کہ انت ابنی بکری۔ پس اسکو اُسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنے پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کر دی چنانچہ بہت سے اُنکے عقلا جو اسلام پر ہوے اُنھون نے انکو رد کر دیا اور کہا کہ اسکا اطلاق انکے عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاری نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسی علیہ السلام نے اُنسے کہا کہ انی ذاہب الی ابی و ابیکم۔ یعنے ربی و ربکم۔ یعنی عیسےؑ نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمھارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمھارے پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہی کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعوی بیٹا ہونیکا نہین کیا جو عیسےؑ کے واسطے دعوی کیا ہی پس اُنکی مراد یہی کہ ہملوگ اللہ تعالے کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہود نے توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری یعنے اے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر کہا ابناء ابکاری کر ڈالا یعنے کنواریونکی اولاد۔ پھر کہنے لگے کہ نحن ابناء اللہ و احباؤہ۔ بہرحال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہی کہ یہود و نصاری اپنے واسطے بہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالے کے نزدیک فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعوی کیا کہ ہم اُسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالے جل جلالہ نے اسکو رد کر دیا کہ قُلْ اُنسے یا محمد۔ کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے میرے رسول محمد صلعم۔ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ۔ پھر کیون تمکو تمھارے گناہون پر عذاب کرتا ہی ف اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب کرتا ہی حالانکہ اُسنے تمکو عذاب کیا کہ مسخ کرکے بندر و سور کر دیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مر گئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہی کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہی اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا محال ہی حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہی اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ دنیا مین تو بندر و سور کیے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات۔ یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی آگ لگیگی پس تم جھوٹے ہوے تمھارا دعوی خلاف ہی اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان خلف کہلاتی ہے قال ابن کثیر رح

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا تو فقیہ عالم نے کچھ
جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہی آیت پڑھدی **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہے اور اسکا شاہد مسند امام احمد
مین موجود ہے چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس رض کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے کہ ناگاہ راہ مین ایک لڑکا
کھیلتا تھا سو جب اُسکی ماں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو دوڑی کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا میرا لڑکا اور دوڑکر اسکو
لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس عورت سے نہین ہوسکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی بھی
واللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ واللہ
ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالے اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اُسکو دنیا مین مبتلاے مصیبت کرتا ہے (ہذا حدیث مرسل) اور مدارک مین کہا
کہ قولہ فلم یعذبکم ۔ ای فلم عذب من قبلکم منکم ہو تو ہم نسخہم قردۃ وخنازیر ۔ یعنے کیون تمھارے اگلون کو اس سبب عذاب کیا تھا کہ اُن سے گناہ صادر
ہوے پس اُنکو مسخ کرکے بندر و سور کردیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمھارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو اُنکو بندر و سور کردیا تھا
پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو ۔ **بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ** ۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ اُن بشر کے جنکو پیدا کیا ہے ف
سو بھلائی کی بات جیسے اُنکے لیے ویسی ہی تمھارے لیے اور برائی و عذاب جسطرح اُنپر ہوتا ہے ویسی ہی تمپر ہوتا ہے تم سب کا یکسان حال
ہے ۔ **يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ** ۔ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہے بخشتا ہے ۔ **وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ** ۔ اور عذاب کرتا ہے جسکو عذاب دینا
چاہتا ہے ف اور تعالے مالک مختار ہے اُسپر کچھ اعتراض نہین ہے جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہے کسی کا
اجارہ نہین ۔ **وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا** ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہے ملک آسمانون و زمین کا
و اُنکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اُسکا مملوک مخلوق ہے اُسکا کرم ہے کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے ۔ **وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ**
اور اُسکی طرف لوٹ کر جانا ہے ف عرائس البیان مین ہے کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ ۔ کافران یہود و
نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجہ قدم سے مست ہوکر مجلس اُنس مین حالت
انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور انس کی بیہوشی و حلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے
نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالے نے اُنکی ناک و گردن توڑ دی چنانچہ اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے حجت بھیجکر اُنکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۔ اسمین حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمادیا کہ جو
بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کرگیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالے بل انتم بشر ممن خلق ۔ یعنے او جھوٹ دعوی کرنیوالو
ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور مقام
محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہے جو ماسواے حق عزوجل سے پاک ہوگیا ہے قولہ تعالے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہے کہ اس
مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس ولی کو چاہتا ہے پہونچاتا ہے اور اُسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہے اور اس مقام مقدس
کی خوشبو بھی دشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہے اور عذاب کرنا عدل ہے

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ

اے کتاب والو آیا ہے تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمھارے اوپر موقوف ہو جانے پیغمبرون کے

لہ حدیث امام احمد سے صحیح ہے مگر الالباب ۲۱۲

ع ٣

تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

کبھی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ۔ یعنے ای یہود و نصاری ۔ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا ۔ تمہارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آگیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاری کیواسطے ثابت فرمایا برخلاف نبوت موسیٰ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا ۔ يُبَيِّنُ لَكُمْ ۔ جو تمہارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے ۔ عَلٰى فَتْرَةٍ ۔ انقطاع ۔ مِّنَ الرُّسُلِ ۔ یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولوں کی آمد کا انقطاع درمیان میں ہو گیا تھا ۔ اذ لم یکن بینہ و بین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمائۃ و تسع و ستون سنۃ ۔ کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسی علیہ السلام کے درمیان میں کوئی رسول نہیں ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انہتر سال تھی اور فترۃ دراصل بمعنے سکون ہے یعنی کہ جانا اور ٹھہر جانا اور ابوعلی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسرین نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولوں کا انقطاع ہو گیا تھا اور یہاں سے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ میں بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوے تین بنی اسرائیل سے اور ایک خالد بن سنان العبسی جزیرہ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی و بینہ نبی یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُسکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ فترت و انقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہؒ سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطیؒ نے ابن عباس رضؓ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو برس کا فرق تھا مگر ان دونوں کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان میں ہزار نبی تو فقط بنی اسرائیل میں سے بھیجے گئے ماسواے اُنکے جو اور نسل میں سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان پانچسو انہتر برس کا زمانہ تھا قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۶ع ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۵ھ ہے پس جسنے پانچ سو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال میں تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونوں کے مبعوث ہونے کیوقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہو گئیں اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری ارجح ہے اور اسمیں کوئی بڑا فائدہ متعلق نہیں لہذا تطویل کلام بیفائدہ ہے مقصود یہ کہ اوتعالے عز و جل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل و طموس سبل و تغیر ادیان و کثرۃ عبادۃ اوثان و نیران و صلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعظم تھی کہ فساد و طغیان جمیع بلاد میں اور جہل و فساد عام عباد میں پھیل گیا تھا سواے چند بندوں کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور وہ بھی نادر کالمعدوم کے حکم میں تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعیؓ میں ہے کہ نبی صلعم

[illegible]

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جس سے تم جاہل ہوگئے ہو منجملہ اُسکے جو آج مجھے تعلیم فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہی اور مین نے سب اپنے بندونکو حنفا ریعنے مسلمان مائل بحق پیدا کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور اُنکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بتلایا اور اُنکو حکم کیا کہ میرے ساتھ شرک کرین اس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب کو ممقوت رکھا سوائے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے مبتلا کرون اور تیرے سبب مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اُسکو سوتے اور جاگتے پڑھے پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ ای میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کر ڈالینگے فرمایا کہ تو اُنکو نکال باہر کر جیسے اُنھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر اور ہم اُسکے پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہو جہاد کر اور جنتی بندے تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابت دار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر اُسکی خیانت کرتا ہی یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہی چہارم وہ مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر اُسکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہی اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا (رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمہارے پاس بعد زمانہ فترت کے جب دین سب مٹ گئے تھے اپنا رسول برحق بھیجدیا۔ اَنۡ۔ لا۔ تَقُوۡلُوۡا۔ تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ۔ مَا جَآءَنَا مِنۡ بَشِیۡرٍ وَّلَا نَذِیۡرٍ۔ ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا۔ ف اور واضح ہو کہ فترت کے بعد بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ ای پروردگار تیری عبادت واجبی ہی ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے کہ خلط و خبط ہوگیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا۔ ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر۔ اور بقاعی نے کہا کہ قولہ یبین لکم۔ مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے کبھی منقطع نہوگا اُسوجہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کو معجزہ باقی کر دیا اور بقولہ وانا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہی پس برابر اس امت مین اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلاویگا اور برابر یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سوائے فتنہ دجال و یاجوج و ماجوج کے کہ عالمونکو اُسکے دفعیکی طاقت نہوگی۔ (انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہی کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہین سے بعض اکابر نے استنباط کیا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس امت کے عالم لوگ مانند بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے بنی اسرائیل مین نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مرحومہ مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی اور یہ استنباط صحیح ہی لیکن عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہوگیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہی جو مترجم نے بیان کی واللہ تعالےٰ اعلم بالجملہ اللہ تعالےٰ نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کردی پھر فرمایا۔ فَقَدۡ جَآءَکُمۡ بَشِیۡرٌ وَّنَذِیۡرٌ۔ اب تمہارے پاس

بشیر ونذیر آچکا ہے یعنے اب تو تمھارے لیے کوئی عذر نہیں رہا یعنے لگتا ہوا عذر اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ۔ اور منجملہ ہر شے کے ہے کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول پاک صلعم کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شی کے یہ ہے کہ چاہے رسولوں کو تترًا یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور چاہے علیٰ فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر۔ میں قول شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کیا کہ اسکے معنے یہ کہ او تعالےٰ بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندۂ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ أَنْبِيَآءَ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم میں نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ

اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا کسیکو جہان میں اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○

پاک میں جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان میں

قَالُوْا يٰمُوْسٰى إِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَإِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ج فَإِنْ

بولے اے موسے وہاں ایک لوگ ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نجاوینگے جبتک وہ نکل جاویں وہاں سے پھر جو

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَإِنَّا دٰخِلُوْنَ ○ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

اگر وہ نکلیں وہاں سے تو ہم داخل ہونگے کہا دو مردوں نے ڈر والوں میں سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ج فَإِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَإِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا إِنْ كُنْتُمْ

اُن پر حملہ کر کر دروازے میں پھر جب تم اُسمیں پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰى إِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ

یقین رکھتے ہو بولے اے موسے ہم ہرگز نجاوینگے ساری عمر جب تک وہ رہینگے اُسمیں سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِيْ وَأَخِيْ

رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھے ہیں بولا اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ

سو تو فرق کر ہم میں اور بے حکم قوم میں کہا تو وہ اُنپے بند ہوئے چالیس

سَنَةً ج يَتِيْهُوْنَ فِي الْأَرْضِ ط فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○

برس سر مارتے پھرینگے ملک میں سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگوں پر

وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ متعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے پس یہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہے۔ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ أَنْبِيَآءَ

Marfat.com

اے قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی نعمتون کو جبکہ تم مین انبیا بنا دیے ف یہ یاد دہانی تو طیۂ جہاد ہے اور فیکم یعنے منکم ہے یعنے
تمہین مین سے یہ انبیا بنائے کیونکہ یہ تمام نعمت ہے ورنہ کسی قوم مین اور قوم کا نبی ہونا بھی اُنپر احسان ہے پھر اگر انھین مین سے ہو
تو نعمت زیادہ ہوگی جیسے عرب کو عجم پر بوجود باجمعہ حضرت صلعم فضیلت ہے اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء۔ آنکہ حضرت ابراہیم کے
وقت سے حضرت موسےٰ تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد مین بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰ تک برابر یہ دستور رہا کہ جب کوئی نبی فوت
ہوا تو دوسرا نبی قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل مین سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے یہانتک کہ مجموعی تعداد
صدہا ہو جاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پر انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک زمانہ الگ کر کے آنحضرت صلعم کو تمام
انبیا ورسولون کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلون سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ
وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا ۔ اور تمکو ملوک بنایا ف اور مفسرین نے ملوک کی تفسیر خدم وحشم والے بیان کی اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ پہلے
پہل انھین اگر تمکو خادم ملے ورنہ انسے پہلے خادم والے نہین ہوتے تھے اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ
بنی اسرائیل مین جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباسؓ سے بھی مانند اسکے مروی ہے
اور بجاے جورو کے مکان مذکور ہے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ اوتعالےٰ نے تمپر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا یعنے
تمکو تمھاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد ازانکہ تم فرعون کی غلامی مین ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینۂ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہان
بھی تقدیر کلام یون ہے کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم مین ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینۂ مذکور کے اور بغرض اس اشعار کے
انہین بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہے کہ ہم وہ خاندان ہین کہ ہماری بادشاہت ہے اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہین اور یہی ظاہر ہے
بمقابلہ نبوت کے خافہم اور بعض نے یہان سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جواب دیا
کہ انہین ملوک بہت ہوے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہے مترجم کہتا ہے کہ سوال ہی مہمل ہے اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہے جس قوم مین
اللہ تعالےٰ نے دیدیا سب پر احسان ہے لہذا غیرون پر بھی یہ احسان موجود ہے ہان کمال نعمت یہ کہ بادشاہ ایماندار عادل ہو اور یہ بھی بنی
اسرائیل مین واقع ہوا فتامل۔ **وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ** ۔ اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہین دیا کسی کو عالمین مین سے
ف مفسرین نے اس مبہم کی تفسیر مین کہا کہ یہ من وسلوی تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتین پس عالمین سے مراد اگلے
پچھلے سب عالم ہین اور مفسرین نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا مگر شیخ ابن کثیر وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا اور
اسمین شک نہین کہ اسمین ایک علت ظاہر یہ موجود ہے کہ اوتعالےٰ نے اسکو بزبان موسی علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی وقت
و زمانہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرما دین علاوہ برین بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزین نہین دی
گئین جس سے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین مین سے کسیکو نہین دی گئین ولیکن اس سے افضل دی گئین تو سوق کلام جبکہ امتنان کیواسطے
ہے وہ جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو مین وزیر سے یہ کہنا زیبا نہین کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین ملا پس
مرجح وہ ہے جو مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ۔ یعنے عالمین سے وہ سب مراد ہین
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ وسامنے موجود تھے رواہ الحاکم وصححہ پھر اس احسان وامتنان الٰہی کو یاد دلا کر حرف مقصود بیان فرمایا
يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۔ اے قوم تم اس زمین مقدسہ مین داخل ہو جو

Marfat.com

اللہ تعالے نے تمھارے لیے لکھدی ہے یعنے اس پاک زمین مین داخل ہو جسمین داخل ہونے کا حکم دیا ہے اور وہ زمین شام تھی پس قولہ کتب اللہ
لکم کے یہ معنی بیان کیے کہ تمکو اللہ تعالے نے اسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہے اور قتادہؒ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کردیا مانند
نماز وغیرہ کے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمھارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمھاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح
ازل مین مقدر کیا کہ تمھاری ہوگی جو تم مین سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہے پھر زمین مقدس کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین
اور جامع قول قتادہؒ ہے کہ وہ تمام ملک شام ہے اور احادیث صحیحہ مین ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہین اور توریت مین یہ بھی ہے
کہ بادشاہت امت محمدی وہین ہوگی اور صحیح ہوا ہے کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ مین رہیگا واللہ اعلم پس موسےؑ نے بنی اسرائیل کو اس
زمین موروثی مین داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ ۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پچھونڈی ف
والحاصل لاتنہزموا خوف العدو۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ مین ملک شام مین عمالقہ بقیہ
قوم عاد بڑے زبردست زور آور لوگ قابض و ساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو انکے مقابلہ مین پائداری
کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہوکر مت بھاگنا۔ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۔ یعنے اگر بھاگوگے
تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش مین خوار ہوجاؤگے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل
کو جہاد پر آمادہ کرکے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوے اور حدود شام مین قریب شہر اریحا کے اترے تو اس لشکر مین سے بارہ آدمی وہی
جنکو اللہ تعالے نے نقیب فرمایا ہے روانہ کیے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور پہنچے تو انکو ایک مرد عمالقہ مین سے جوان تنومند
قوی ہیکل بڑا لمبا چوڑا ہولناک ملا اور اسنے ان سب کو اپنی چادر مین باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر مین لاکر اپنی قوم والون کو جمع کیا
انھون نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقبانے جواب دیا کہ ہم موسیٰؑ کے جاسوس ہین تو عمالقہ جبارین نے انکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے
کافی تھا پھر انکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جاکر اپنی قوم کو خبر کرو کہ انکے انگور کی یہ مقدار ہے کذا رواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ عن ابن
عباس، پھر ان نقبانے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰؑ کو آگاہ کرین ورنہ قوم بددل ہوگی لیکن آخر مین سواے دو کے دس نے عہد
توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰؑ کو انکاری جواب دیا چنانچہ اللہ تعالے نے ذکر فرمایا۔ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا
قَوْمًا جَبَّارِينَ ۔ قوم نے کہا اے موسیٰؑ اس زمین مین قوم جبارین ہین ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوے قوم عاد کے دراز قد
بڑی قوت ور تھے اور یحیی بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہین جانتا کہ کس قدر ناپا مگر زمین مین
پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قدونکی لمبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھین جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل
ڈر گئے اور کہا۔ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا ۔ اور ہم ہرگز نہین داخل ہونگے اس زمین مین یہانتک کہ یہ لوگ
اسمین سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین۔ فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا
دَاخِلُونَ ۔ پھر اگر وہ لوگ اسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین مین داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے
تو ان لوگون کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہمسے اس حکم کی تعمیل نہین ہوسکتی ہے جب بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا تو قَالَ
ہم۔ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ ۔ ان لوگون سے کہا دو مردون نے منجملہ ان لوگون کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف
کرنے مین ف اور یہ دونون مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقیبا کے جنکو حضرت موسیٰؑ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو

۱ ڈرنے والون سے کہا ۱۲

Marfat.com

بھیجا تھا اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ ۔ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمَا ۔ ان دونوں پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا تھا ف یعنی طور کہ اُن کو گناہ
سے معصوم کر دیا تھا چنانچہ بعد حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوے پس انھین دونوں نے تو جو کچھ جبارین کے حال سے آگاہی پائی تھی اُس کو
چھپایا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ اُنھون نے عمالقہ کے زبردست و نہایت قوی ہونے کو مع اُس کے جو گذرا
تھا فاش کر دیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھا گئی بالجملہ اُن دونوں بندوں نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالےٰ کیطرف سے انعام کیے ہوے
تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ ۔ اُدۡخُلُوۡا عَلَیۡھِمُ الۡبَابَ ۔ ای بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے داخل ہو ف یعنے اس شہر کے
دروازے سے اُنپر گھس چلو اور اُنکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے جسم ہین فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡہُ فَاِنَّکُمۡ
غٰلِبُوۡنَ ۔ سو جب تم اُنپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہوگے ف یہ بات کہ تمھین غالب ہوگے ان دونوں نے بوجہ اسکے کہی کہ اُنکو
اللہ تعالےٰ کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کر دینے پر یقین تھا پس اُنھون نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہین کہی تھی بلکہ عین ایمان و اعتقاد
کی بات تھی ۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۔ اور ان دونوں نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالےٰ ہی پر
تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہو ف یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے پس جب
تم ایماندار ہو تو اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسا کر کے چلو گھسو اور لڑو ۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ کو جواب دیا ۔ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَھَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِیۡھَا ۔ یعنے بنی اسرائیل کہنے لگے
کہ ای موسیٰ ہم ہرگز نہین داخل ہونگے کبھی جب تک جبابرہ لوگ اسمین موجود ہین ۔ فَاذۡھَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ
سو تو جا اور تیرا رب ورجا کر دونوں لڑو ان عمالقہ سے ۔ اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوۡنَ ۔ ہم یہین بیٹھے ہین ف بنی اسرائیل نے سخت
بے تمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو انکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و تواس کو اُنہین بہت وقعت ہوتی تھی اسی سے ظہور کیا
پس عمالقہ کے ظاہری ہیبت ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام
سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہی کہ اُنکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہوکر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باریتعالی
مین سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا الکہ کہا گیا کہ بنو اسرائیل نے دونوںکے
بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم ۔ اور کمال دبے انتہا حمد و ثنا ہی اُس پاک پروردگار کو کہ اُسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو پاک جبلت سے پیدا
کیا اور ایسی ناپاک باتون سے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب ایکہزار کے تمام خود و سامان و زرہ و تلوار
و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بے سامان تھے
مشورہ لیا تو اول ابوبکرؓ نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ ای لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے
کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبوں مین سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگونکی طرف اشارہ رکھتے ہین
تو قسم ہی اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کرین اور آپ اسمین گھسین تو ہم سب گھس
پڑینگے ہم مین سے کوئی ایک بھی نہین پیچھے رہیگا اور یہ بات ہمکو بُری نہین لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑین ہمکو آپ لڑائی مین صابر
و صادق پاوینگے امید ہی کہ اللہ تعالےٰ آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ ہمکو اللہ تعالےٰ کی برکت
کے ساتھ لے چلین آنحضرت صلعم سعدؓ کے اس کلام سے بہت خوش ہوے اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے

Marfat.com

بدر کے جانے مین مشورہ لیا تو عمرؓ نے مشورہ دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر وہ انصار تمہین
کون رسول اللہ صلعم کو چاہتا ہی تو وہ بولے کہ ہم سے مطمئن ہو کہ ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ
سے کہا تھا کہ - اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون - بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون - بلکہ ہم بھی
تمہارے ساتھ ہو کر دشمنون سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہی کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت
آنحضرت صلعم کو یہی جواب دیا تھا کما رواہ احمد وقد رواہ عن عبد اللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی و التفسیر پس اللہ تعالیٰ
کے واسطے حمد و ثنا مرضیہ ہی کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور اپنے
حواس کے پابند ہوے جبکہ عمالقہ کے ڈیل وڈول کو مہیب دیکھا اور واضح رہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بہت
تفسیر والون نے بدون تنقید و تحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی
بیٹی تھی اور تین ہزار و چار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰ نے اسکو عصا سے قتل کیا شیخ
ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہی اور سراسر خلاف اُس حدیث کے ہی جو صحیحین مین ثابت ہی چنانچہ آمین
ہی کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد و جسم مین کمی آتی گئی ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور
کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اُسکے گھٹنون تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ و افترا ہی اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا
نقل فرمائی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا - اور فرمایا - وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین - یعنے ادا مانے
نے نوح کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کر دیا اور فرمایا - لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم - یعنے جسپر اللہ تعالیٰ
کا رحم ہی اسکے سواے آج کوئی بچنے والا نہین ہی پھر جب نوح کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر ولد الزنا کیسے بچ سکتا ہی یہی
بیہودہ باتین ہین کہ شرع و عقل کوئی اُسکو جائز نہین رکھتی ہی فافہم بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کر لی ہین
کہان تک اُنکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لایعنی باتون سے بچاوے اور اُنکو کلام
خدا و رسول کے معانی کا شوق دلاوے جو اُنکے کام آوے اب تفسیر کیطرف رجوع ہی جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب یا اور
ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰؑ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا - قَالَ - موسیٰ مینتذ - یعنے موسیٰؑ نے اسدم کہا
کہ - رَبِّ اِنِّي لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ - الا - اَخِيْ - ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ - اے پروردگار میرے مین نہین مالک
ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونون کے سواے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کر لون -
فَافْرُقْ - ای فافصل - بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ - پس تو فیصلہ کر دے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین -
ف پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی - قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً - یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین
داخل ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا در حالیکہ - يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ - متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان پڑے ہین ف
اور وہ نو فرسخ تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہی حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور پھنسے رہنا انپر عذاب
تھا - فَلَا تَاْسَ - ای فلا تحزن - عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ - پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو جیوف روی انہم کانوا
یسیرون اللیل جادین فاذا اصبحوا اذا ہم فی الموضع الذی ابتدأوا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الا من بلغ العشرین

قیل وکانوا ستمائۃ الف - روایت ہی کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کرکے چلتے پھر جب صبح ہوئی تو اپنے آپ کو وہین دیکھتے جہان سے چلنا شروع کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا اُنکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے ذکرہ رواہ ابن ابی حاتم من ابن عباس۔ پس ان سب کا یہی حال تھا اور درمیان مین من وسلوی اُترنا اور ابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پرانے و میلے نہونا اور پتھر سے بارہ چشمے بضرب عصائے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو اُنکے حواس ونظر کی بنیاد کو کاٹنے والے تھے جیسے ہمارے زمانہ کے فرقہ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور یقین نہین سمجھتے کہ اوتعالےٰ قادر مختار ہر ہر چیز ہر دم اسیکے حکم وتاثیر سے اپنا کام دیتی ہی جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس اوتعالےٰ کی قدرت تمام مخلوقات ذلیل پر بلطف وقہر ہر طرح جاری ہی اور یہ بات کھلی ظاہر ہی بہر حال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہوگئے سوائے اُسقدر لوگونکے جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہی کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا کہ فقط یوشع وکالب بچے تھے اور باقی سب جنھون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلہا ابدا۔ انہین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ قال فانہا محرمۃ علیہم پر وقف تام ہی یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا۔ پھر اگر کہا جاوے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم - حالانکہ یہان محرمۃ علیہم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی کہ مر گئے اور بد اخل ہوے - تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اہل طاعت بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت اُنھین لوگونکی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ اُنکی ذریات اس چالیس برس کی مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی - اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ - پر وقف ہی اور قولہ یتیہون فی الارض حال ہی بعض مفسرین نے لکھا - ومات ہارون وموسی علیہما السلام فی التیہ وکان رحمۃ لہما وعذابا لاولئک وسأل موسی ربہ عند موتہ ان یدنیہ من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر فادناہ کما فی الحدیث - یعنے ہارون وموسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی - اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدسہ سے اسقدر نزدیک فرماوے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالےٰ نے اسیقدر نزدیک کردیا جیساکہ حدیث صحیح مین ہی **قال المترجم** اسمین اختلاف ہی کہ آیا موسیٰ وہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہی کہ تھے پھر آیا وہ بھی نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالےٰ جانتا ہی اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے ولیکن ان دونون کو وہان ہونا اُنکے واسطے رحمت تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جس ترتیب سے مفسرین نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہی صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہی اور اسمین نشان قبر حضرت موسیٰ سے قریب بیت المقدس کے تودۂ ریگ احمر پاس مروی ہی اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا پھر مفسرین نے لکھا کہ ونبی یوشع بعد الاربعین وامر بقتال الجبارین فسار بمن بقی معہ وقاتلہم وکان یوم الجمعۃ ووقفت لہ الشمس ساعۃ حتی فرغ من قتالہم وروی احمد فی مسندہ حدیثا ان الشمس لم تحبس علی بشر الا لیوشع لیالی سار الی بیت المقدس - یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور اُنکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور یہ جمعہ کا روز تھا اور سورج اُنکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند میں ایک حدیث روایت کی کہ آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سوائے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے **قال المترجم** اسمین اختلاف ہی

کہ سورج کیونکر حبس ہوا تو بعض نے کہا کہ پیچھے پھیر گیا تبعض نے کہا کہ ٹھہرا گیا اور بعض نے کہا کہ اسکی رفتار سست کر دی گئی الخ ضمین مین رد
شمس کا قصہ بدون نام کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہی بروایت ابو ہریرہؓ مرفوعاً اور اصلی یہ ہی کہ سورج مانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم مجبور
چیز ہی جیسے ہوا کو جب حکم ہوتا ہی چلتی ہی اور ابر کو جب اور جہان کو حکم ہوا بتدبیر مقدر وجا بہ الٰہی چلتا ہی اسیطرح سورج چلتا ہی اور جب حکم
ہوا تو نہین چلا اور غرض صرف یہ ہی کہ غروب نہین ہوا پس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہی جسطرح ہوا ہو جائز ہی اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہی پھر شیخ ابن جریر و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسٰی نے فتح کیا تھا
اور یوشع ان کے مقدمۃ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یون استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسیٰ علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکور کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیون ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسیٰ کے لشکر پر بد دعا کی تھی قال ابن کثیرؒ شیخ ابن جریر کا استدلال ہی یعنے محض ہیچ و بے ثبوت ہی کیونکہ عوج و عنق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسیٰ کا اسکو قتل کرنا عوام مین مشہور ہی روایت کیا تو اسکی اسناد مین راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہی اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہی پس عجب کہ بلا ثبوت بات پر اعتماد کر کے حدیث صحیح جس مین
موسیٰ کا تیہ مین وفات پانا مذکور ہی سہو ہو گئی۔ مگر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہی کہ واقعات ابتدا سے انتہا تک حضرت موسیٰ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے یہ پیچیدگی پڑتی ہی اور نیز قولہ تعالیٰ قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر الآیہ۔ وغیرہ کو تیہ مین گرفتار ہونے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق مین تردد ہوتا ہی اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل مین چالیس برس پھنسے رہنے مین صریح غور
واقع ہوتا ہی کہ جبارین نے کیون تعرض نہ کیا وغیر ذلک بالجملہ حضرت موسیٰ نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
انکی عملداری مین تھے اور آخر جبارین کے معاملہ مین جو پانچ قلعون پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ انکے بیت المقدس بھی تھا جس کا محرم
ہے اور مترجم نے سورۂ بقرہ الم کی تفسیر مین تحقیق لکھدی ہی جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہی اور نیز ملوک بایں معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کر دیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قرشیؒ نے کہا کہ بادشاہت تمہاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمہارے نفوس تمہارے مالک نہین ہین اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہین رکھتے ہو قولہ
تعالیٰ واتاکم مالم یؤت احدا الخ اسمین بھی کامل نعمت مشاہدہ حضرت عزت اور آیات و معجزات ہین اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت و فنون
کے آداب سے آراستہ کر دیا اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دنیا مین اور دین مین سرفراز کرتا ہی تو آداب الہام کر دیتا ہی قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالیٰ سے امیدوار رہو اور اگر عارف اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہی شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہی سہلؒ نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت مین پھنسانا یہی توکل ہی واسطیؒ نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالیٰ پر
متوکل نہین کیونکہ اُسنے اپنے مقصود کی طرف اسکو سبب کر دیا اور اسمین معرفت الٰہی کی قلت ہی قال المترجم شاید مراد شیخ یہ ہی کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدین سبب توکل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نوکری دیدی ہی تو یہ عامی ہی اور جسنے مثلاً رزق سے اللہ تعالیٰ پر
توکل کیا اسلیے کہ واللہ تعالیٰ نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہی تو اسنے درحقیقت اس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہی لہذا الشر

Marfat.com

تعالے پر متوکل ہی فافہم واللہ تعالے اعلم ۔ قولہ رب انی لا املک الخ اشارہ ہی کہ ذرہ برابر بھی کوئی اپنے نفع وضرر کو نہین پہچانتا پس آگاہ کر دیا کہ سلطان قہر الٰہی ہر چیز پر غالب ہی اور کبریائی کی ربوبیت مین حدوث کی ہستی کیا ہی **قال المترجم** توجیہ اشارہ یہ ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے سوائے نصیحت کے بنو اسرائیل سے خطاب قدرت کچھ نہین کیا اور سیدھے جناب الٰہی مین دست بدعا ہو کر اسی طرح عرض کیا جو درحقیقت مشعر تعریف کبریاء وجلال ہی فافہم واضح ہو کہ **شیخ ابن کثیرؒ** نے قولہ تعالے فلا تاس علی القوم الفاسقین مین کہا کہ اسے موسی ہمنے جو کچھ انکے حق مین حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہین اس قصہ مین ان یہود کے لیے جو بالفعل موجود تھے اور اپنے تکبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلاتے تھے تو انکی واجبی سرکوبی و انکے فضائح وعیوب کا تحقیقی اظہار ہے کہ اللہ تعالے ورسول سے مخالفت انکا شیوہ قدیم ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جسکی ذات قدسی صفات سے فرعون کی غلامی وعذاب سے رہا ہو کر بجائے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور انکی آنکھون دیکھتے فرعون دریائے الم مین غرق عذاب الیم ہوا اور ہنوز دیر نہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک مین پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لاشریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا اسپر بھی عاقبہ سے جو دسوان حصہ تھا نہ نکلے باوجود وعدہ فتح وظفر کے ڈر گئے اس جبلت والے کالانعام ہین انکے قبائح مانند نیچر یون کے ظاہر خاص وعام ہین لیکن بہتان وافترا سے یہی کہے جاتے ہین کہ ہم ابناء اللہ واحبا ہین دنیا کی چند روزہ عیش وعشرت کے پیچھے دین کھویا اور مرتے ہی اپنے آپ کو قعر جہنم مین ڈبو یا ۔ اللہم اغفرلنا ولآبائنا وجمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

اور سنا انکو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ يَدَكَ

دوسرے سے کہا مین تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سے اگر تو ہاتھ چلا دیگا

لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مجھپر مارنیکو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجپر مارنے کو مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

اِنِّیْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والون مین اور یہی ہر سزا

الظّٰلِمِيْنَ ۚ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

بے انصافونکی پھر اسکو راضی کیا اسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اسکو مار ڈالا تو ہو گیا زیان والون مین

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اسکو دکھلا دے کسطرح چھپاتا ہے عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ۚ

بولا اے خرابی مجسے اتنا نہ ہو سکا کہ ہون برابر اس کوے کے کہ مین چھپاؤن عیب اپنے بھائیکا پھر لگا پچھتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ۔ ای اتل یا محمد علی تو مک ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سناؤ یعنے امت کو تنبیہ کر کہ ظلم اور بد خصلت سے

احتراز کریں جیسے یہود میں ظلم و عہد شکنی کی خصلت ویسی ہے جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی۔ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ خبر دو فرزند آدم کی بحق یعنے حقیقت کے ساتھ سنادے اُنکو خبر دو بیٹوں آدم کی جنکا نام ہابیل و قابیل تھا ابن کثیرؒ کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ بغاوت و حسد و ظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہے تو یہود و انکے مانند لوگو نکو جو بغاوت و حسد و عہد شکنی میں سرگرم ہیں آدم کے دو بیٹونکا قصہ سنائے کہ دونوں میں سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دُنون حضرت آدم کے نطفہ سے بیٹے تھے اور حسن و ضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل میں سے جنکی مثل واسطے اظہار حسد و ظلم یہود کے بیان ہوئی ہے اور انھیں کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آیندہ آیات میں آتا ہے اور یہ کلام بھی محتمل ہے اور اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہوا کہ ان دونونکا نام قابیل و ہابیل تھا سدیؒ نے ابن عباسؓ ابن مسعود و چند صحابہ سے روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اُسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی دوسرے بطن کا لڑکا بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ اُنکے دو لڑکے ہابیل و قابیل ہوئے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھیں اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اُسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑیا لڑکی سے (جسکا نام لبوذا تھا) خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی اور میری جوڑیا ہوئی ہے میں ہی اُسکا مستحق ہوں مگر باپ نے حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نمانا اور دونوں نے اللہ تعالے کی نذر میں قربان رکھا کہ دونوں میں سے کون اس لڑکی کا مستحق ہے۔ (بعض روایت میں قربان رکھنا اس سبب سے نہ تھا بلکہ اس وقت میں کوئی فقیر نہ لیتا تھا ان دونوں نے بغرض ثواب و رضائے الٰہی کے ایسا کیا تھا اور یہی اصح و ظاہر قرآن مجید ہے) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہے عرض کیا کہ نہیں تو ارشاد ہوا کہ مکہ میں ہے وہاں جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے بھی اور پہاڑوں سے کہا اُنھوں نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا میں امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہوں تم جاؤ اور لوٹکر اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھو گے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ میں بھی حج کو گئے تھے کہ دونوں نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیے جاتا کہ میں ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہوں و اپنی جوڑیا کا زیادہ مستحق ہوں پس ہابیل نے اپنے مواشی میں سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت نوجوان مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیان لایا جسمیں ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اُسکو توڑ کر کھا لیا (یعنے بدنیتی سے رکھا یہ اسکے کہ قربانی عمل کرے بلکہ چاہے کچھ ہو اقلیما کو باوجودیکہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف میں لادیگا) پس جب دونوں نے میدان میں قربان رکھا تو (بعض روایت میں ہے کہ آدم موجود تھے اُنھوں نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوین کے لطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل میں جلگیا (بعض روایت میں آدمؑ سے کہا کہ آپنے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا کہ میں تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نہ کریگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے رواہ ابن جریر سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد میں ایک ہی پیٹ کے جوڑیا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نہ کردیں بلکہ دوسری بار کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہیں اور ہر بطن سے اُنکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑیا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر اُنکے ایک بار ایک لڑکا و اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ والے نے خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور میں تجھے اپنی بہن بیاہ دوں اُسنے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنی بہن کا خود

Marfat.com

زیادہ مستحق ہون پھر دونون نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا اور کھیتی والے یعنے قابیل کا قبول نہوا پس قابیل نے اُسکو قتل کر دی الا رواہ ابن ابی حاتم قال ابن کثیرؒ اسنادہ جید یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ واتل علیہم نبا ابنی آدم ۔ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ۔ ای اللہ وہو کبش لہابیل و زرع لقابیل ۔ جبکہ دونون نے تدریشیں کیا قربان کو اللہ تعالےٰ کی جناب مین ف اور وہ ہابیل کا تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیونکا گٹھا تھا ۔ اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالےٰ کی جناب مین تقرب چاہا جاوے اور اگلی امتون مین یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہے کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی سبب مانند عورت وغیرہ کے نکاح کے نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ مین کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ جسکو صدقہ دیوین پھر ایک وقت ہابیل و قابیل دونون بیٹھے تھے آپسمین کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کرین پس ہابیل نے اپنی بکریون مین سے عمدہ مینڈھا دیا اور قابیل نے اپنی زرع مین سے اپنے نزدیک خراب کو دیا ۔ فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا ۔ پس ایک سے قربان قبول ہوئی ف وہ ہابیل تھا یعنے دونون مین سے ایک جس سے قبول کیا گیا اسکا نام ہابیل تھا اور قبول یون ہوا کہ آسمان سے بے دھوین کی آگ اُتری اور اُسنے قربان ہابیل کو کھالیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمۃ حدثنا حماد بن سلمۃ عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابی عباسؓ فی قولہ تعالےٰ اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما ۔ کہا ابن عباس نے کہ بکریون والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھون اور بڑے سینگ والا سپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالےٰ نے مینڈھا قبول فرمایا اور اُسکو جنت مین چالیس خریف تک مخزون رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح مین فدیہ دیا گیا اسناد صحیح (فدیہ اسمٰعیل علیہ السلام ہونا ابن جریر نے اسمٰعیل بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا) اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہے قولہ تعالےٰ ۔ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے مقبول نہوا کہ آگ نے نہین کھایا اُسکا نام قابیل تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دلمین حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے قال المترجم ابن عباس و ابن عمرو غیرہما سلف سے تصریح آئی ہے کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان مین رکھا تھا یعنے آنکہ اسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت ابن ابی حاتم مین ہے کہ آدمؑ نے دونون سے کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میری ذریت مین ایسے بندے ہونے والے ہین جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونون قربان لاؤ تاکہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن عباسؓ مین بھی یہی دلالت ہے کہ قابیل کو حسد و غصہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا چنانچہ اسنے بھائی سے کہا کہ تو لوگون مین نامور پھریگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور مین بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقر مین حضرت آدم کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہے اور مفسر سیوطیؒ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدمؑ جب حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا جو آگے فرمایا قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۔ ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل قربانک دونی ۔ یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ مین تجھے قتل کرونگا اُسنے کہا کہ کیون تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو نامور ہوا اور میرا مردود ہوا ۔ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۔ تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو متقیون ہی سے قبول فرماتا ہے ف پھر اگر تجھے قبول نہوا تو میرا اسمین کیا قصور ہے سراج مین لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قول لاقتلنک ۔ کا جواب ۔ انما یتقبل اللہ من المتقین ۔ کیونکر ہوا تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اُسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اسکو آمادہ کرتا تھا کہ اسنے بھائی کو قتل سے

Marfat.com

وعید کے تو جواب دیا کہ تجکو جو کچھ پہونچا وہ تیرے نفس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ لباس تقوی سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر نہین پہونچا پس تو مجھے کیون قتل کرتا ہی اور کیون اپنے نفس کو عذاب نہین کرتا اور اسکو اللہ تعالے کے تقوے پر آمادہ نہین کرتا جس سے قبولیت ہو جاتی ہی پس یہ جواب نہایت حلم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہی اور اسمین اشارہ ہی کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے دیکھے اور وہ بات کرے جس سے اسکی وجہ محرومی کی زائل ہو جاوے اور اسمین دلالت ہی کہ طاعت اسی بندے سے قبول ہوتی ہی جو مومن متقی ہو انتہی کلامہ اور معاذ بن جبل رض سے روایت ہی کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین کنف الرحمٰن مین ہو جاوینگے اُنسے حضرت باری تعالے کے درمیان کچھ حجاب نہوگا پھر معاذ رض سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین تو فرمایا کہ وہ لوگ جو شرک سے اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالے ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن ابی حاتم ۔ **لَئِنۢ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ** ۔ واللہ اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ ۔ **لِتَقْتُلَنِيْ** ۔ تاکہ تو مجھے قتل کرے **مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ** ۔ تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ تجکو قتل کر دون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہی کہ مین بھی یہ فعل کر سکتا ہون ولیکن خالص بخوف خداے تعالے اسکو ترک کرتا ہون اور عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالے کی کہ آدم کے دونون بیٹون مین جو مقتول ہوا وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اسکو تقوی اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھاوے رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخی ہین تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا پھر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی کہ اُنھون نے حضرت عثمان بن عفان رض کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا ۔ اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہو جائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط الآیہ ۔ رواہ احمد والترمذی والبوداؤد اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابوہریرہ وخباب بن الارت وابوبکر وابن مسعود وابو واقد وابوموسیٰ وخرشہ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہی اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسناد مین ایک مرد کو بڑھایا ہی **قال الحافظ ابن العساکر** وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابوذر رض کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد ومسلم واہل سنن ثابت ہین چنانچہ اس حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے ابوذر رض سے کہا کہ ای ابوذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول کو اُسکا علم خوب ہی فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کرے مین نے کہا کہ اگر مین نہ چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انہین جا جنمین تو ہی اور انہین سے مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اُٹھا دیگا تو جس حال مین وہ ہین اسمین تو بھی اُنکا شریک ہو جائیگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے رعب ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈال لے تاکہ قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے **قال المترجم** اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقہ تابعین سے ہین فرمایا کہ قولہ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ ۔ پر اس امت مین سے جسنے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

Marfat.com

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین - اور صحیح و سنن مین وہ حدیث ثابت ہر کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر و عمر کو جنت کی بشارت دی اور پھر
عثمان آئے تو انکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہر کہ حضرت عثمان کو اشارہ سے فرمایا کہ اگر
اللہ تعالے تجکو کوئی خلعت پہنا دے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا اسی وجہ سے اُنھون نے فتنہ و نرغہ کے وقت خلافت سے دست بردار
ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے انکو صبر کی وصیت کی تھی جیساکہ صحاح مین ثابت ہر لہذا باغیون سے قتال بھی نہین کیا اور صبر
کے ساتھ کلام اللہ تعالے پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے دو باتون کے نمونہ ہین چنانچہ
ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ انکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہر اور قابیل برائی و ظلم و قتل کا نمونہ ہوا چنانچہ اسکا بدانجام آگے مذکور ہوگا
اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے دونون بیٹون مین سے
بھلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہوجا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھ دی اور کیون نہو کہ ہابیل نے سچے خوف الٰہی کے مقابلہ مین باوجود زبردست
ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد سے مروی ہر کہ اس زمانہ مین انپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے پہ مارڈالنے کا حربہ نکرے اور قاتل
کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہر **قرطبی** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علمانے کہا کہ اسطرح بندگی فرض
ہونا ممکن ہر اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو ولیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو اسکو دفع کرنا
اور روکنا بالاجماع جائز ہر پس جائز ہونے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہر کہ آیا دفع کرنا و روکنا واجب ہر یا نہین تو
اصح یہ ہر کہ روکنا واجب ہر کیونکہ ایسا حملہ اور ایسی بات کرنا چاہتا ہر جو شرع مین سخت حرام ہر اور حرام و منکر سے منع کرنا و روکنا واجب
اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہر جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا نہین جائز ہر لیکن ہمارے
علمانے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب مسلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جس لڑائی مین شبہہ ہو وہان ہاتھ روک
لے جیساکہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہر انتہی کلامہ علی ما فی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد و ابن جریج رحمہما اللہ تعالے کہ اُس زمانہ والون پر
فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے اسکو نہ روکے اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہر کہ قابیل نے ہابیل کو انکی بیداری و ہوشیاری
مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجکو مارڈالونگا اور
ہابیل نے نصیحت کر دی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہر تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون پھر قابیل نے
سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکور کی ضرورت نہین ہر ولیکن عامہ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری مین مارا اور بعض اثر
مین ہر کہ سوتے مین مارا جیساکہ انشاء اللہ تعالے آتا ہر - **اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ
النَّارِ** - یعنے مین چاہتا ہون کہ تو پھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ جنکا تو پہلے سے مرتکب ہوا ہے
پھر تو دوزخیون مین سے ہوجائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین پھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجکو قتل کرون اور دوزخیون مین سے
ہوجاؤن اس سے وہم ہوتا ہر کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا و ارادہ کیا تو زمخشری نے جواب دیا کہ یہ ارادہ بمعنے حقیقی نہین ہر بلکہ
بات یہ ہر کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی و خواہش ثواب کے
قتل ہونے و گردن جھکانے پر مضبوط کرلیا تو مجازاً اسکو یا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ درحقیقت یہ ارادہ نہین تھا اور نیز اسمین
لطیف نصیحت ہر کہ یہان دو ہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہو اور یا قاتل کو جہنمی ہونے دے خود اس سے بچے پس

نفس مطمئنہ انہین سے یہی اختیار کریگا کہ جہنمی ہونے سے بچے پس قولہ انی ارید کے معنے یہ کہ انی اختیر ۔ یعنے مین ان دونون باتومین سے یہ اختیار کرتا ہون کہ تو ہی ای قاتل جہنمی ہو اور مین نہون اور یہان ایجاز لطیف بحسن بلاغت ہے کہ جو مذکور ہے وہ محذوف پر دلالت کرتا ہے پھر قولہ تعالے ان تبوء باثمی واثمک کے معنے مین مفسرین نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالی الا تزر وازرۃ وزر اخری یعنے نہین اُٹھاتی کوئی جان دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ یہ اسکے گناہ اور قتل کرنیکا گناہ عظیم ہوتا ہے تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو میرے اس گناہ کیساتھ جو مجھپر ہوجاتا اگر مین تیرے قتل پر حریص ہوتا اور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اُٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ جو میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہوچکے ہین وہ بھی تیرے مجھپر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جادین اور اسکے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین بلکہ باین معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی نیکیان لیکر مظلوم کی نیکیو نمین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہوجاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہوین یا کافی نہوین تو مظلوم کی برائیان لیکر ظالم کے اوپر بڑھائی جاوینگی پس یہ حکم تو جملہ مظالم مین ہے پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا مظلمہ ہے اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ مین انشاء اللہ تعالے آویگی اور اکثر علما نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی ۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ واثمک ای وباثمک الذی ارتکبتہ من قبل ۔ اور اُس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہوچکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامۂ مفسرین نے معنے بیان کیے ہین او مترجم کہتا ہے کہ یہی شیخ سیوطی نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا ۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تتمۂ قول ہابیل ہے ولیکن شیخ مفسر رح نے اسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے او تعالے فرماتا ہے کہ جہنمی ہونا یہی ان ظالمون کی سزا ہے جو اسطرح قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا یہی صحیح ہے اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہے اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین اسیواسطے رسم الخط مین جائز و مطلق و وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نہ کھاوین پھر فرمایا ۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ ۔ طوعت وطاعت یعنے واحد ہین قال ابن کثیر ای حسنت وسولت لہ نفسہ وشجعتہ ۔ اچھا کام جتایا اور طمع بنایا اور اُسکو شجاعت دلائی وقال المفسر رح کما قال قتادۃ رح ای فزینت لہ ۔ اسکی نظر مین مزین دکھایا ۔ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ ۔ یعنے اُسکے جی نے اُسکو اپنا بھائی مار ڈالنا اچھا کام دکھلایا ۔ پس اُسنے بھائی کو قتل کر ڈالا مترجم کہتا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے و اُسکے رسول کے احکام کو تحقیق جاننا چاہیے ورنہ اگر اپنی راے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بد باتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی راے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار و خراب ہوا اور واضح رہے کہ حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل و راے کے ہین جنمین حواس ظاہر و دماغیہ کو دخل نہین ہے اُنمین کبھی راے پر اعتماد نہ کرے جیسے نیچریہ فرقے والے گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دوربین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذرا سی بات یہ ہے کہ اگر وہ محض تاریکی و منتہاے نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہے باوجودیکہ یقین اس امر کے کہ سواے اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس نہین پڑتا اسی طرح حواس کے لیے اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اُٹھاویگا بہت سے نظر بندی و بھان متی سے عاجز ہوجاتے ہین اور بدحواس ہوکر ہاتھ کی صفائی وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین ۔ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ ہوگیا بسبب قتل کرنے اپنے بھائی کے ایسے لوگون مین سے جنکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہے ف یعنے بھائی کو قتل کرکے دونون جہان مین خوار ہوا شیخ ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا کہ امام محمد باقر رض کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھاردار ہتھیار سے قتل کیا اور

Marfat.com

قول سدی از ابن عباس و ابن مسعود و جماعۃ صحابہ جو ابتداے قصہ مین بروایت ابن جریر تھوڑا مذکور ہوا اسکا تتمہ یہ ہی کہ پھر قابیل کے
نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی راے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش مین رہا اور ہابیل جسکی عمر بیس برس
کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑ دنکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک دن تلاش کر پایا اور وہ سوتا تھا اسنے پتھر اٹھا کر اسکا سر کچل دیا اور
میدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہی کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اسکے روبرو ایک جانور کو پتھر سے سر کچل کر مارا اسنے سیکھ لیا اور
ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہی کہ خود اسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام سے آکر ماجرا بیان کیا انھون
نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دوبارہ سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھپر اور تیری بیٹیون پر یہی چیخ رہے اور مین اور میرے
پسر اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہی کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور ہر چیز کا مزہ و رنگ متغیر ہوا اور
قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑگیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل نے کہا کہ مین مارتا تو خون ظاہر ہوتا جبھی سے خون زمین مین جذب ہونا ممنوع ہو
و عن الواقدی کہ حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین و عن محمد بن اسحق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھکر نہین چھپایا تو
حام کا جسم سیاہ ہوگیا اور حبشی اسی کی اولاد ہین نقل ہی کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے ہی کہ جسنے
کہا کہ آدمؑ نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہی تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہی کہ ہابیل کے قتل سے پچاس برس بعد
اللہ تعالے نے آدمؑ سے شیثؑ کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیثؑ کو اللہ تعالے نے ساعات شب و روز و اوقات عبادت مخلوق
سکھلائے و پچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدمؑ کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود و مطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان کی
راے سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی و عن مجاہد اولاد قابیل نے بربط و طنبورہ و مزامیر و ڈھول باجے وغیرہ آلات لہو
نکالے اور شراب خواری و آتش پرستی و زناکاری و فواحش مین منہمک ہوے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالے نے سب کو
غرق کردیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالے
دانا تر ہی کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور انپر اعتماد کرنا نہین چاہیے
اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالے نے دو فرزند آدم اور انکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کرنیکی
خبر فرمائی ہی وہ قطعی ہی اور جو فائدہ چاہیے وہ اسی قدر سے حاصل ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور ہی خصوص جیسے یہ بات کہ کس
کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدمؑ موجود تھے کہ نہ تھے
ان سب باتون پر قطعی یقین نہین ہوسکتا اور دین مین اسکی حاجت نہین کہ ہم اسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر ہوئی ہی
اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم - یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا اور اللہ تعالے کی نافرمانی
بمطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہی چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا و آخرت مین خوار و خراب ہوا چنانچہ دنیا مین قیامت تک
بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی مٹانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور آخرت مین عذاب جہنم مین
سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ و خواری وہ ہی جو امام احمدؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی نفس
نہین قتل کیا جاتا ہی ظلم سے مگر آنکہ اول پسر آدمؑ پر اسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہی کیونکہ اسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا ہی و قد رواہ البخاری
و مسلم و بقیۃ الجماعۃ غیر ابی داود پس یہ نہایت صحیح حدیث ہی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم یہ بات پاتے ہین کہ آدمؑ کا جو بیٹا

ف یعنی اسکے اندر کی طرف سے نسبت کیا ابو الشیخ نے ۱۲ منہ

اپنے بھائی کا قاتل ہوا وہ دوزخیون سے ٹھیک بٹوارہ کرتا ہی کہ دوزخیون کے عذاب کا آدھا اسیر ہوتا ہی اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے اور ابراہیم نخعی سے معنے حدیث مرفوع کو بھی موقوفًا روایت کیا ہی پھر جب قابیل قاتل قتل کر چکا تو اُسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطی رح نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع بہ لانہ اول میت علی وجہ الارض من بنی آدم فحملہ علی ظہرہ پھر قاتل مذکور کو کچھ نہین سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے زمین پر یہ پہلی میت تھی پس اُسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ اور سابق مین سدیؒ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو میدان مین پڑا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حیرت مین تھا کہ کیا کرے۔ فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ ۔ پس بھیجا اللہ تعالے نے ایک کوا جو کرید تا تھا زمین مین ف اللہ تعالے نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور چونچ و پنجون سے زمین کرید کر اسکی مٹی دوسرے کوے پر جو مرا ہوا اُسکے ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہی کہ دو کوے لڑے یہانتک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا۔ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ ۔ تاکہ اُسکو دکھلاوے کہ اپنے بھائی کی سوأۃ کو کیونکر چھپاوے اور سوأۃ بمعنے جیفہ ہی یعنے مردہ بدن ۔ اور نیز سوأۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہی کما قال تعٰ بدت لہما سوآتہما الآیہ ۔ چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سوأۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو۔ قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ ۔ کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے کے مثل ہوتا ۔ فَاُوَارِیَ سَوْءَۃَ اَخِیْ ۔ تاکہ اپنے بھائی کے مردے کو پوشیدہ کر دیتا ۔ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۔ پس شرمندہ ہو گیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا واضح ہو کہ ندامت اُسکو اس بات پر نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسرین نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کہ کچھ حاصل نہ نکلا ف قال فی العرائس قولہ تعالے اذ قربا قربانا فتقبل الخ ۔ ازل مین جسکے واسطے عنایت الٰہی شامل نہین ہوئی تو اسکی انتہائی نکوئی وطاعت سب بُرائی ومعصیت ہو جاتی ہی ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالے کے واسطے قربان کی اور قابیل نے بغاوت وحسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کر گیا ۔ قولہ انما یتقبل اللّٰہ من المتقین ہابیل نے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہو چکی ہی پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول وطاعت قبول ہی کہ بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہل رح نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے کے لیے تقوی واخلاص دو شرط ہین ابن عطاؒ نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون سلامیؒ نے کہا کہ قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ مین یاد الٰہی ہی چنانچہ فرمایا واسجد واقترب ۔ یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر قال المترجم حدیث مین ہی کہ سب سے زیادہ نزدیک اللہ تعالے کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہی کہ سجدہ مین ہوتا ہی اور اہل خوف کی علامت یہ ہی کہ وہ کسی سے قتال نہین کرتے کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کر کے وسیلہ ساقط رکھتے ہین قال المترجم قابیل نے چونکہ مطیع نفس وبندہ واسطہ تھا بخواہش نفس اُسنے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور جو اللہ تعالے نے حرام کیا اسکا مرتکب کیا لہذا فرمایا

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ ۚ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

اسی سبب | لکھا ہمنے | بنی اسرائیل پر | کہ جو کوئی | مار ڈالے ایک جان سوا بدلے جان کے | یا فساد کرنے پر

معانقہ

فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ

ملک مین تو گویا مار ڈالا سب لوگون کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگون کو

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ○

اور لا چکے اُن پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُنمین اسپر بے ملک مین دست درازی کرتے ہین

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ ۔ الذی فعلہ قابیل ۔ یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا ۔ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ
ہمنے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہی پس فرض کر دینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہان اشکال پیش کیا کہ بنی اسرائیل
پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہی تو اسمین اور واقعہ قابیل و ہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اشکال
فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہی کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کر دی گئی کہ قاتل اس
لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کر کے ہتک حرمت کی تو گویا اُس نے تمام
جہان کو قتل کر ڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہی پس اس بیباک و بے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہی چنانچہ
پہلے گذر چکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب ۔ بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین و اہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے
کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہی کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک ۔ یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لادے پھرنے سے
خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہی کہ یہ کچھ نہین ہی اور صحیح قول جمہور ہی اور واضح رہے کہ مترجم نے جو تقریر کر دی اُس سے
یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا ۔ سے وہم ہوتا ہی کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق اُن کا حادث ہوتا
ہی پس اس ایجاب و کتابت سے اظہار مقصود ہی نہ ایجاد اصل حکم فافہم قال ابن کثیر چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم و عدوان سے
قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض مشروع کیا اور اُن کو آگاہ کر دیا کہ ۔ أَنَّهُ
ای الشان ۔ بات یہ ہی کہ ۔ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ۔ جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے
جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا ۔ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ ۔ یا بغیر فساد کے مار ڈالا جسکا دوسرا نفس مرتکب
ہوا ہو ۔ اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا
گویا اُسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور اسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا اور اس کی حرمت لکھی
کہ اسکو نہ مٹا دے پس جسنے اُسکو مار ڈالا اُسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمداً قاتل و راہزن و زانی کا احترام نہین
ہی یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمداً ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے قاتل نفس
کی حرمت اٹھا دی گئی ہی اور نیز خاص کر دیا کہ بغیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہی لہذا جب اُسنے کفر کیا تو اللہ
خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اُسنے مار ڈالا کیونکہ کافر و مردہ برابر ہی پس اسی سے جہاد شروع ہوا باوجودیکہ اگر
کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی اُنکا قتل نہوگا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ مرد جورو والا ہو اور عورت خاوند
والی ہو بلا عذر قتل نفس ہی پس اسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جامین ہلاک کرنا ہوا ایسے نفوس کی حرمت بھی اٹھا دی گئی حاصل
اسکا جن نفوس کی حرمت خود اٹھا دی گئی ہی اُنکے سواے باقی سب نفوس محفوظ و محترم ہین اُنمین اگر ایک کی ہتک حرمت کی تو گویا سبکو

مار ڈالا اور اسیطرح اسکے مقابلہ مین فرمایا۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا۔ بان امتنع من قتلها۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ
باقی رکھا باین طور کہ اُسکے قتل سے باز رہا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا
اور کفر چھوڑ دیا اور مثلاً چور و ڈالا ہو کر شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنیوالا
شرع مین واجب القتل ہی اور لوگ کہتے ہین کہ یہ مفسد مر جاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے
اسبطلے کو بچاوے جب ایسا کرے۔ فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ گویا اُس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت
نفس واحد کو معصوم و محفوظ رکھنا اسکے سب ہم شکل کا حفظ ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے
پاس۔ رُسُلُنَا۔ ہمارے بہت رسول۔ بِالْبَيِّنٰتِ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان ازلی
بدبختون کو کچھ فائدہ نہوا۔ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔ پھر اس کے بعد
بھی اُنہین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ و فسادات کے مرتکب ہو کر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے
ہین ف قال فی العرائس قولہ من احیاہا الخ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اُس نے
بکام پورا کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرمت تو نظر سے کھوئی پھر اگر سب شہوات و
گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کر ڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہی اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب
خیر اسکی نیت سے سر انجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کر لیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مومن کی بھلائی کی نیت اُسکے
کرنے سے بہتر ہی اسمین ایک اور اشارہ ہی کہ اوتعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلافات انمین از راہ استعداد پیدائشی
پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اُسکا اثر تمام نفوس مین پہونچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہوا یا نہوا اور جسنے نفس معین کو یاد الٰہی
و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر و برکت تمام
نفوس مین پہونچتا ہی پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤ نکو سخت تہدید ہی اور ہدایت کے پیشواؤ نکو تشریف و تحسین ہی

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا

یہی سزا ہی انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ انکو قتل کرے

اَوْ يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ

یا سولی چڑھائے یا کاٹے انکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اس ملک سے

لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ

انکی رسوائی ہی دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی

ع ۵ ۸ ۹ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۠

تمھارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی

ونزل فی العرنیین لما قدموا المدینۃ وہم مرضی فاذن لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الی الابل ویشربوا من ابوالہا والبانہا فلما صحوا قتلوا
الراعی واستاقوا الابل۔ اور نزدیک اس کلام کا عرینہ کے چند آدمیون کے بارہ مین ہوا جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے قال المترجم مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر وتشریح ہی اور مترجم چاہتا ہے کہ حسن ترتیب سے توضیح واختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ محاربت لڑائی وجنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی لیکن حقیقت مین آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد آنکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین۔ یعنے اللہ تعالے ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم وتشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت وعظیم ہونے کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ ورسول کی طرف محاربہ منسوب کیا گیا یہ معنے کہ حکم خدا ورسول سے تعدی وجدال کے ساتھ خلاف کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے وراہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد کرنے پر سعی کرنا کئی طرح کے شر وفساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیب وبہتیرے سلف نے کہا کہ درم ودینار کا قرض بھی ملک مین فساد کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا۔ اور فسادًا کو نصب بنا بر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے لغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ نے فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ۔ اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی وارجلہم الیسری۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے جاوین۔ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت وقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ ہین ایک کہ نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر شیخ ابن کثیرؒ ہی کہ عکرمہ وحسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر انھون نے توبہ کرلی تو سزاے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے سے سب گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی وابوداؤد نے روایت کیا قال المترجم شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کرلینے سے سزایاب ہونا جو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو تو تم کرچکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ھ۔ اور فی الحدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

Marfat.com

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین تسمیل مذکور ہی اسکے یہی معنے بیان کیے کہ انھون نے چرواہے کے ساتھ یہی کیا تھا پس اُسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت مین صریح مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ پھر نزول آیت سے عذاب منصوص ہوگیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا وہ دور ہوئی اور بعض نے کہا کہ جب حضرت صلعم نے مثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیرؓ سے کسی نے اونٹ کے پیشاب کا مسئلہ پوچھا تو اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو پاک نہے پس صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ اُسکے پینے کا حکم تو بعض نے کہا کہ بدلیل اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی اور جو منع ہی اسمین شفا نہین جیساکہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی حدیث لینا ضرور ہی اور بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر عرینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اسکی تعریف مین صحیح حدیثین ہین کہ وہ پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلید ونکو یہ پاک ناموافق ہوا تو اُنکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا جس سے چنگے ہوگیے لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستون مین ہو اور اسی عموم سے جمہور علمانے استدلال کرکے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی مذہب امام مالکؒ و اوزاعی و لیث بن سعد و شافعی و احمد رحکا ہی یہانتک کہ مالکؒ نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کرکے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس مسلمانونکا سردار اسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہوگا اور امام ابو حنیفہؒ و اُنکے اصحاب نے کہا کہ محاربت فقط راستون مین ہو سکتی ہی اور شہر و قانی آباد و بونکے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہنچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین مالکؒ نے بھی بادی مین محاربت ہونا فرمایا ہی جیساکہ ابن المنذرؒ نے نقل کیا پھر قولہ تعالیٰ ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صور تونمین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جسنے اسلام مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے اور چاہے سولی دے اور چاہے اسکے ہاتھ پاؤن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیبؒ و مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی یہ سب ابن جریرؒ نے روایت کیا اور یہی انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استنباط ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآن مین بھی لفظ او سے تخییر مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک دربارہ ترفہ در احرام ۔ اور جمہور علمانے کہا کہ آیت مین او مختلف صور تونمین مختلف حکم کے واسطے ہی جیساکہ امام شافعیؒ نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوامۃ عن ابن عباس ۔ رہزنونکے حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کرکے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ و پاؤن خلاف جہت سے کاٹے جاوین اور اگر مال بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اس سرزمین سے خارج کیے جاوین و قدروا ابن ابی شیبۃ ایضا نحوہ و رواہ ابو مجلز و سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی و حسن و قتادۃ و سدی و عطا خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف صالحین و ائمہ فقہ کا قول ہی لیکن مذکور ہے اسنے راہ گیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی دینے سے پہلے چاہے اسکے ہاتھ پاؤن کو کاٹ ڈالے

Marfat.com

خلاف جہت سے کاٹ دے یا نہ کاٹے اور ابو یوسف و اوزاعی کے قول مین ہر صورت مین قتل ضرور ہی اور پا یہ کہ یوں ہی زندہ
سولی دیا جاوے یا پیٹ مین نیزہ مار کر اوتار اجاوے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ مین مذکور ہی اور حنفیہ کے نزدیک یا ابو زجر کے اسکے
جنازہ پر نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آیت اُنکے نزدیک مسلمان راہزنونکے واسطے ہی پھر قولہ تعالے او ینفوا من الارض بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے
کہ نکلکر تلاش کیا جاوے تا کہ گرفتار ہو پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دار الاسلام سے نکلکر کافرونکے ملک مین چلا جاوے رواہ ابن جریر عن
ابن عباس و انس بن مالک و سعید بن جبیر و الضحاک و الربیع بن انس و الزہری و مالک و دوسرون نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر
یا صوبہ کو نکالا جاوے اور اورون نے کہا کہ نفی سے مراد یہان قید خانہ مین بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب کا قول ہی اور زمین سے
نفی بایں معنے ہوئی کہ روے زمین کشادہ ہی اور اسپر کھلا پھرتا تھا اب بند ہو کر تنگی مین گیا پس گویا زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا
کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر مین قید خانہ مین بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر و قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ
اسلام مین حضرت عمرؓ نے پہلے قید خانہ مین قید کرنا نکالا اور کہا کہ مین بند رکھونگا اور دوسرے شہر مین نہ نکالونگا کہ وہان اونکو آزار پہونچاوے یہ سب
سزا اُن بدکارونکی ہی جو محاربت کرین اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ اُن کے لیے دنیا مین
خواری ہی اور اسی خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم مین جو مسلمان مصلوب ہو اسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب دوزخ ہی۔ اسی سے بعض علما نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین یا مرتدون کے حق مین ہے
اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی و لیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکون کے حق مین مخصوص ہی کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوے
تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا مین کوئی حد مقرر ہی اور وہ سزا اُسکو دیگئی تو یہ یقینی نہین کہ عاقبت مین
اسکے واسطے اب عذاب نہوگا چنانچہ اسی آیت مین آخرت مین عذاب عظیم کی تہدید ہی پھر اللہ تعالے قادر مختار ہی چاہے اس مستحق کو وہان عذاب کرے
اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہی اگرچہ ایک جماعت علما نے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہین رہتا بدلیل چند
احادیث کے حالانکہ اُنسے حجت تمام نہین جیسا کہ آتا ہی اور اس آیت مین یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکون کے واسطے ہی اور رہے گنہگار
مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتونسے عہد لیا ویسے ہی ہم سے
عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ شرک نہ کرین اور چوری نہ کرین اور زنا نہ کرین اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین اور نیک کام مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکرین پس جسنے تم مین سے عہد وفا کیا اُسکا ثواب اللہ تعالے کے پاس ہی اور جسکو اسمین سے کوئی بات پہنچی
اور وہ سزا دیا گیا تو وہ اُسکا کفارہ ہوگیا اور جسکے حق مین اللہ تعالے نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالے کو اختیار ہی چاہے اُس کو
عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا مین کوئی گناہ کیا اور
اللہ تعالے نے اُسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالے بڑا اکریم ہی اس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اُسپر دوبارہ مواخذہ کرے رواہ احمد
والترمذی و ابن ماجہ و قال الدارقطنی رفعہ صحیح و قد روی موقوفا اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہوجاتا ہی پھر آیت مین
ایک تاویل یہ بھی ہی کہ قولہ ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اُسوقت ہی کہ توبہ نہوئی ہو و لیکن آگے خود فرمایا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
یعنے محاربہ کرنے والون و رہزنون مین سے جن لوگون نے توبہ کرلی مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ
تم قابو پاؤ یعنے گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلی تو۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر وتشریح ہی اور **مترجم** چاہتا ہے کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ **اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ**۔ محاربت لڑائی وجنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی لیکن حقیقت مین آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد آنکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین۔ یعنے اللہ تعالے ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم وتشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت وعظیم ہونے کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ ورسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا ورسول سے تعدی وجدال کے ساتھ خلاف کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے وراہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد کرنے پر سعی کرنا کئی طرح کے شر وفساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیب وبہتیرے سلف نے کہا کہ درم ودینار کا قرض بھی ملک مین فساد کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے ہاتھ پانؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پانؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ۔ **وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا**۔ اور فساداً کو نصب بنابر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے بغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ نے فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ۔ **اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا**۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ **اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ** یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پانؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی وارجلہم الیسری۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پانؤن کاٹے جاوین۔ **اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ**۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا لاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت وقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ ہین ایک کہ نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر **شیخ ابن کثیر** رحمہ ہی کہ عکرمہ وحسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کرلی تو سزاے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے سے گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباس نسائی وابوداؤد نے روایت کیا **قال المترجم** شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کرلینے سے سزایاب ہونا جو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو تم کرچکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ۵۔ اور فی الحدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین بلکہ یہ تو ہین اسکی دلیل ہی کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہی جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت
مین یون فرمایا کہ فان تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم ۔ یعنے تمہارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو
اللہ تعالے بخشنے والا ہی حالانکہ مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑ کر اسلام لاوے تو معاف
ہو جاتا ہی بدلیل آیت و حدیث و اجماع مذکورہ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانون کے حق مین ہی جو نکلکر راہزنی کرین یہی
قول ابو حنیفہ و مالک و شافعی وغیرہم کا ہی اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہی پھر **تفسیر ابن کثیر** مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رض
ہی کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد و پیمان تھا اُنھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعالے نے آنحضرت
صلعم کو اختیار دیا کہ عقوبتہاے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد بن ابیہ سعد بن ابی وقاص سے آیا کہ نزول
اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) **قال المترجم** یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین **قال ابن کثیر** صحیح یہ ہی کہ
آیت عام ہی خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہی اور **قرطبی** نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین
نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا اُن مسلمانون کو بھی شامل ہی جو اسطرح محاربہ و فساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین
ہی پھر واقعہ نزول جسکا حاصل **شیخ سیوطی** نے ذکر کیا ہی **تفسیر ابن کثیر** مین اسطرح مذکور ہی کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر
قبیلۂ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب و ہوا سے انکو استسقا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پاؤن دُبلے
پڑ گئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ اُنکا موت اور دودھ پیین اُنھون نے یہی کیا
جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہو گئے اور چرواہے کو قتل کر کے اونٹ ہانک لیگئے پھر آنحضرت صلعم نے اُنکے نشان قدم پر
لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑ آئے تو حضرت صلعم نے اُنکے ہاتھ پاؤن جانب خلاف سے کٹوائے اور آنکھون مین کیلین گڑوائین
اور حرہ مین اُنکو ڈلوا دیا حضرت انس رض نے کہا کہ مین نے اُنکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی اُنکا زمین چاٹتا ہی یہانتک کہ سب مر گئے
اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ ۔ رواہ البخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین
ہی کہ یہ لوگ قبیلۂ عکل و عرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہی کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاؤا الذین الآیہ اور بعض روایات مین ہی کہ جریر
بن عبد اللہ البجلی کو سردار کر کے بیس سوار انصاری اُنکے پیچھے روانہ کیے تھے اور اُنکے ساتھ ایک قیافہ دان کر دیا تھا جو ان لوگون کے
نشان قدم پہچانتا جاتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے بھونکے
تھے اسکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین کیلین چبھی تھین اور عبد الرزاق نے ابو ہریرہ سے قصہ روایت
کیا پھر ابو ہریرہ رض نے کہا کہ اُنھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاؤا الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی
تسمیر چھوڑ دی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمۃ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اُسمین ہی کہ پھر جب ذٹون کا موت اور
دودھ پی کر توانا و تندرست ہوے تو اُنھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹون کا نگہبان چرواہا تھا ظلم
کیا کہ پچھاڑ کر اُسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے تھے پھر اونٹ ہانک لیگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ
ایک جماعت صحابہ رض سے مروی ہی اور سعید بن جبیر نے یہی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد
کبھی کسیکو مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ مثلہ مت کرو (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعاً صحاح مین

رحیم ہے یعنے توبہ کرنے سے جو انھون نے برائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہے۔ عبر بذلک دون فلا تحدوهم لیفید انه لا یسقط عنه بتوبة الا حدود اللہ
تعالے دون حقوق الآدمیین کذا ظهر لی ولم ار من تعرض له واللہ اعلم فاذا قتل واخذ المال یقتل ویقطع ولا یصلب ہو اصح قولی الشافعی ولا تفید
توبته بعد القدرة علیه شیئا وہو اصح قولیه ایضا۔ یعنے اللہ تعالے نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ
اللہ تعالے غفور رحیم ہے اور یون نہین فرمایا کہ تم اُنکو سزاے مذکور مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ اُسکے توبہ کرنے سے فقط اللہ تعالے
کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خالص سزا گناہ کی اللہ تعالے نے مقرر کی ہے وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ساقط نہونگے چنانچہ جسکا
مال لے لیا ہے یا تو اُسکا مال دیوے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کرا دے پھر مفسر نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ظاہر ہوا اور مین نے نہین دیکھا
کہ کسی مفسر نے اس سے تعرض کیا ہو واللہ اعلم اور مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آخر آیة السرقة مین
اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیر نے متنبہ کر دیا ہے چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد اللہ قبل افادہ حضرت مفسر کے اسی کلام پاک سے ظاہر
ہو گیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسر کے قابل اعتماد ہو گیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ آمین لوگون کو تنبیہ ہے کہ خلق الٰہی پر کار بند ہو کر
وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے فان اللہ غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم فرمایا فافہم واللہ اعلم اب تلخیص افادہ
شیخ الحافظ ابن کثیر یہ ہے کہ یہ عفو و مغفرت درصورتیکہ آیت دربارۂ اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو ظاہر ہے اور رہے گنہگار مسلمان
جنھون نے محاربہ کیا پس اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تو وجوب قتل و سولی و قطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین اور ظاہر آیت یہ ہے
کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضہ کا عمل تھا چنانچہ شعبی نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ و فساد ہوا پھر
اُسنے حسن بن علی و ابن عباس و عبد اللہ بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علی رضہ سے اسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علی رضہ نے اسکو امان نہ دی
پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑ کر حضرت علی رضہ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین اللہ تعالے نے فرمایا کہ انما
جزاء الذین تا قولہ ان اللہ غفور رحیم تو آپ آمین کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعید نے کہا کہ یا امیر المومنین
ایسا شخص جاریہ بن بدر ہے رواہ ابن جریر اور نیز شعبی نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابو موسیٰ رضہ کے پاس جبکہ وہ زمانۂ خلافت
عثمان رضہ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا اور ابو موسیٰ نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُنسے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہے مین فلان بن فلان
المرادی ہون مین نے اللہ و رسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کر کے حاضر ہو گیا تب ابو موسیٰ کھڑے
ہوگئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہے او قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کر کے آیا اور پہلے محاربہ کر چکا ہے پس اب اس سے کوئی سواے
بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہے تو سچی راہ پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص جب تک اللہ تعالے
نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہ مین ماخوذ ہو کر قتل ہوا رواہ ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی و محاربہ کیا اور راہ خوفناک
کر دی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام و امام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اُسنے خود توبہ کر لی اور بات
یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انه ہو
الغفور الرحیم۔ پس ٹھہر گیا اور کہا کہ اے بندہ خدا اسکو دوہرا اُسنے پھر یہی آیت پڑھ دی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کر لی پھر تائب
ہو کر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کر کے مسجد رسول اللہ صلعم مین آکر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابوہریرہ کے گرد اُنکے اصحاب
کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہو گیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اُسکی طرف کو کھڑے ہوے اُسنے کہا کہ تمھارے لیے کوئی راہ اب میری

طرف نہین ہے مین تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرکے آیا ہون تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ سچا ہے اور اُسکا ہاتھ پکڑکے مروان بن الحکم کے پاس لائے اور وہ امیر معاویہؓ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کرکے آیا ہے تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہین اور نہ قتل ہوسکتا ہے پس وہ سب مواخذہ سے چھوڑا گیا پھر علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر مین جہاد کو روانہ ہوے پس رومیون سے مقابلہ ہوا پس ان لوگون نے اپنی کشتی کو اُنکی کشتی سے قریب کردیا پس علی اسدی حملہ کرکے رومیون کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اُسکے سامنے بھاگ کر کشتی کے دوسرے کنارے پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھاکر لوٹ گئی اور سب کے سب دریا مین غرق ہوگئے **قال المترجم** اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اُس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُسکی راہ مین
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ
شاید تمہارا بھلا ہو جو کافر ہین اگر اُنکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہے سارا اور اُسکے
مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ
ساتھ اُتنا اور کہ چھڑوائی مین دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ اُنسے قبول نہ ہو اور اُنکو دُکھ کی
أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ
مار ہے چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اور اُنکو
عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝
عذاب دائم ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ۔ خافوا عقابه بان تطیعوه ۔ یعنے تقویٰ کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ ۔ یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو باین طور کہ اللہ تعالے کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو **وَابْتَغُوا** ای اطلبوا اور طلب کرو ۔ **إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** ۔ اللہ تعالے کی طرف وسیلہ ۔ ای ما یقربکم الیہ من طاعتہ ۔ یعنے وہ چیز ڈھونڈ و جو تمکو اللہ تعالے سے نزدیک کرے جو اُسکی بندگی ہے درِ اصل وسیلہ وہ چیز ہے جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی اور مراد اس سے وہ چیز ہے جس سے قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ قربت ہین اُنہین سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلیٰ وسیلہ ہے اور بعضے صوفیہ کی عبارات مین سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافرون سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہے اور نفس کشی بڑا جہاد ہے تو مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہے اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات مین پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہے کیونکہ یہ دشمن سامنے نہین اور چوٹ نہین کھاتا اور حاوی ہورہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو بندے خالص نیت سے تقویٰ کے ساتھ جہاد کرتے ہین تو ظاہر ہے کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونوکے جامع ہین اور سابق مین مختصر عبارت مین اسکے فضائل بیان ہوچکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے وہی مجاہد و ابو وائل و ابن زید و بہتیرون سے مروی ہے اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیۃ قولہ اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الآیہ پڑھ دی اور قتادہؒ نے کہا یعنے اسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو **قال الشیخ ابن کثیر** تقویٰ کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہے

Marfat.com

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہی کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیر ان ائمہ صالحین سے مروی ہوئی اسی معنے کر ہی اور
مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہی اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص منزلت جنت کا نام بھی ہی اور وہ
منزلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہی یہان مراد نہین ہوسکتی ہی اور یہ عرش سے سب چیز سے زیادہ قریب ہی عمرو
بن العاص رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو تم بھی اُسکے مثل کہتے جاؤ پھر مجھپر
درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالےٰ اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہی پھر اُسکے بعد تم میرے واسطے درخواست
کرو کہ اللہ تعالےٰ وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہی کہ اللہ تعالے کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے ہوسکتا ہی اور
مجھے امید ہی کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم اور یہ
معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس اور
ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہی معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے
صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ **وَجَاهِدُوْا
فِيْ سَبِيْلِهٖ** ۔ لاعلاء دینہ یعنے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اُسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی
اللہ تعالے کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان
کرکے پوچھا کہ انمین سے اللہ تعالے کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فهو فی سبیل اللہ
یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہی الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالے
سے تقوی رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** تفوزون
تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالے نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام و ممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت
دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہی پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُن مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک
و بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال و عقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مباین از اول فریق ہین اسواسطے
ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** ۔ جو لوگ کفر و شرک پر مرگئے۔ **لَوْ اَنَّ**
ای لو ثبت ان۔ **لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا** ۔ اگر بصورت فرض کیجاوے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال و خزانہ وغیرہ ہی سب انکے
لیے ہی۔ **وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ** ۔ اور ایسکے برابر اور بھی ہی۔ **لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ** ۔ تاکہ قیامت کے
عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ **مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ** ۔ اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ۔ **وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ** ۔ اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولهم ای لا العصاۃ المسلمین۔ یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب
الیم ہوگا اور اورون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا اور پھر
گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھا کر نکالے جاوینگے برخلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا۔ **يُرِيْدُوْنَ**
ای یتمنون۔ **اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ** ۔ تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے لیکن حکم قطعی ہوچکا کہ۔ **وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ
مِنْهَا** ۔ کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین۔ اسیواسطے جملہ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید و استمرار سے بیان کیا تاکہ سمجھ لیا جاوے اور جو نکہ

Marfat.com

کفر بڑی جہالت واندھاپن ہی جس سے دنیا کی سمجھ جو حواس سے متعلق ہی چاہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت وراہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہی
اسمین بالکل نادان ہوتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین فرقۂ نصاری کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامون مین کتنے ہوشیار اور ہوش وحواس والے ہین اور
دین کے معاملہ مین وہی تین خدا کہے جاتے ہین اور جب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لہذا اللہ تعالے نے قولہ
وما ہم بخارجین منہا۔ سے جو مفہوم تھا اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ اور انکے لیے عذاب دائمی ہے
ف مقیم یعنے ٹھہرا ہوا کہ جنبش نہ کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہی اور اسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کردیا کہ یہ مخصوص کافرون کے
لیے ہی اور گنہگار مسلمانون کے حق مین ایسا نہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانونکا دوزخ سے نکلنا مصرح ثابت ہوا پس فرقۂ معتزلہ وغیرہ
جو کہتے ہین کہ مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہی تو انکا قول مردود ہی جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور
احادیث سے مصرح ثابت ہوا اور تعجب ہی زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع وضعیف وغریب ومنکر
ہین استدلال مین پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت وجماعت نے گڑھ لی ہین صاحب
فتح البیان نے سچ کہا کہ ایسے ناواقف وبیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہی وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے
فن سے وقوف نہین اور صحیح وضعیف وموضوع مین اُسکو تمیز نہین ہی یہ کتنی بڑی جہالت ہی کہ موضوع ومنکر سے تو دلیل لادے اور گنہگار
مسلمانونکے دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع بتلادے لیکن مترجم اہل ایمان وانصاف کی آگاہی کیواسطے
اختصار سے بیان کرتا ہی واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث واخبار سے جو بتعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کچھ گنہگار اہل توحید اسلام
اگلی امتونکے اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انس رضہ سے روایت
ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اُس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تو نے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی برا
ٹھکانا ہی حکم ہوگا کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہی کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا اور تعالے فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی اس سے بہت
آسان تجسے کہا گیا مگر تو نے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاؤ رواہ مسلم والنسائی والبخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالے جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوینگے
تو ابن صہیب نے کہا کہ اللہ تعالے تو فرماتا ہی کہ یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا۔ حضرت جابر رضہ نے جواب دیا کہ آیت کو
اول سے پڑھ یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض الی آخر الآیہ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہی جو کافر ہین رواہ
ابن مردویہ واحمد ومسلم فی صحیحہ وابن ابی حاتم وابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابر رضہ
کی تحقیق کرنے اور قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق
کے جواب مین ابن عباس سے روایت کیا ہی بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات مین سے ہوگیا ہی اسواسطے کتب
عقائد مین بیان کیا جاتا ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ اشارہ ہی کہ حسن تقوی اچھا
وسیلہ ہی اور تقوی یہ کہ سوائے اللہ تعالے کے سب سے نظر اُٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقوی سے اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے
کہ سوائے حق تعالے کے بندون کا اُسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہی کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہی یہ عمدہ معنے مفہوم ہین
چنانچہ تو دیکھ کہ شاعر کہتا ہی سے ایا جود معن ناج معنا بحاجتی + فلیس الی معن سواہ شفیع + یعنے معن جو مرد کریم وسخی ہی اُسکی صفت کرم کو

خطاب کرکے کہتا ہے کہ اے محسن کے کرم توہی محسن سے میری حاجت کو چپکے سے بیان کردے کیونکہ محسن ایسا کریم ہے کہ اُسکے پاس کسی غیر کی سفارش کی ضرورت نہین وہی خود بذریعۂ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہے پھر وسیلہ بیان محبت و معرفت الٰہی ہے اور اسی سے اسکی طرف استعانت ہے کہ بندہ مراد کو پہونچ جاتا ہے **قال المترجم** سلسلہ کلام یون ہے کہ ظلم و غدر یہود و اہل کتاب پھر قصہ ہر دو پسر آدم علیہ السلام و نیک کا نیک و بد کا بد انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر ہونا اور وہی فساد و ظلم کیے جانا جسکا نتیجہ پہونچنا عین عدل ہوا پھر سزا اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالےٰ کی طرف تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون دوزخ لیتے ہین اور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین اُنکے ہاتھ قلم کرو

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا اُنکی کمائی کی تنبیہ اللہ کی طرف سے اور اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

زور آور حکمت والا ہے پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہے بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ

بخشنے والا مہربان ہے تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے

يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہے

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا ۔ جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ دو ۔ سرقہ بکسر الراء اُس چیز کا نام ہے جو چرائی جاوے اور سرق مصدر ہے اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہے کہ ظاہر کھلے ہوے لے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہوگئی پھر سرقہ مین سارق مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہے جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ۔ مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورتون مین ہے پھر قولہ فاقطعوا ایدیہما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کردینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو لیکن یدیہما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہے جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ۔ مین قلبا کما ۔ نہین آیا ہے اور مراد ید سے یہان داہنا ہاتھ ہے اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قراءۃ ابن مسعود رض کے کہ فاقطعوا ایمانہما ای دونونکے داہنے ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے **قال ابن کثیر** یہ قرارت شاذ ہے صرف مؤید اس تفسیر کی ہے کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہے ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے یہ بات متعین ہوگئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہے پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہے اور جمہور سلف و فقہا کے چارون اماموں کے قول مین مراد پہونچا تک ہے کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہے کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہوجاوے اور یہی صحیح حدیث مین مروی ہے **قال المفسر** و بنیت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا ۔ وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسری من مفصل القدم ثم الید الیسری ثم الرجل الیمنی وبعد ذلک یعزر ۔ اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرمادیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال لغت مین سب پر

صادق ہے لیکن شرع میں جس سرقہ میں ہاتھ کاٹا جائیگا وہ سرقہ ہے کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعیؒ کا
مذہب ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دس درم یا اتنے کا مال ہے اور یہی سنت نے ظاہر کیا کہ دایاں ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے
دوبارہ چوری کی تو دوسری طرف کا پاؤں یعنے بایاں پاؤں اس جوڑ سے جہاں قدم و ساق ملے ہیں کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی
تو بایاں ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر چوتھی بار چرایا تو دایاں پاؤں کاٹا جاوے پھر اسکے بعد اگر چرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعیؒ کا
مذہب ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پہلی بار دایاں ہاتھ اور دوسری بار بایاں پاؤں کاٹا جاوے پھر تیسری بار اسکو تعزیر دیجاوے گی
قال المترجم تحقیق کلام از ابن کثیر وغیرہ یوں ہے کہ چور کے واسطے سزائے قطع زمانۂ جاہلیت میں بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہوئی تھی کہ انھوں
نے خانۂ کعبہ کے خزانہ چرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن میں ہو گئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ
کے شرع میں یہ سزا بھی موافق وارد ہوئی اور ان سب پر شروط زیادہ ہوئے ہیں اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہیں کہ چور اگر
کوئی چیز چرائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہے اسمیں سرقہ کی مقدار میں کوئی تخصیص نہیں ہے
پس ان لوگوں نے مال مسروقہ میں کوئی مقدار محدود نہیں رکھی اور یہ بھی قید نہیں اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ چرا دے اور تمسک انکا
اس حدیث سے ہے جو صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالےٰ چور پر کہ
ایک بیضہ چراتا ہے پس اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور حبل چراتا ہے پس اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے پھر سوائے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے
سرقہ میں حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار میں اختلاف ہے حتی کہ چاروں ائمہ فقہ میں سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار میں علٰحدہ
ہے پس امام مالک کے نزدیک تین درم سکہ دار کھرے یا اس قدر داموں کا مال یا اس سے زیادہ کو اگر حرز سے چرا دے تو ہاتھ کاٹا جاوے
اور اس سے کم میں سزائے دیگر کا اختیار ہے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور حجت انکی حدیث ابن عمرؓ ہے کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چرانے
والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درم تھی رواہ البخاری و مسلم ایضاً اور مالکؒ نے کہا کہ عثمانؓ نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے
دام تین درم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالکؒ نے کہا کہ اس باب میں یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالک نے موطا میں
باسناد صحیح از عمرہ بنت عبد الرحمن روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمانؓ نے اسکی قیمت اندازہ کرائی پس
تین درم کو اندازہ کی گئی پس عثمانؓ نے ہاتھ کاٹ دیا فقہائے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا تو خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم
میں سے کسی سے انکار ثابت نہیں ہوا تو ایسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جا سکتا ہے اور اسمیں دلالت ہے کہ پھلوں کی چوری میں
ہاتھ کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمیں خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہو گی کہ وہ توڑ کر حرز میں کر لیا گیا ہوگا اور نیز یہ اثر
بحیثیت مذکورہ حنفیہ و شافعیہ دونوں پر حجت ہے کہ اول نے دس درم اور دوم نے چہارم دینار کا کیوں اعتبار کیا کیونکہ اسمیں تین درم کی مقدار
مذکور ہے **وقال المترجم** اس حدیث و اثر میں اگرچہ یہ تنصیص نہیں کہ تین درم سے کم میں نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تنصیص آتی ہے ہاں یہ حدیث فعلی ہے قولی
نہیں اور اثر عثمانؓ انکا خود فیصلہ ہے وہ حدیث مرفوع نہیں ہے اسکو یاد رکھو اور آگے چلو تفسیر **شیخ ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے
کے واسطے چوتھائی دینار یا اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل انکی حدیث عائشہؓ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار
یا زیادہ میں رواہ البخاری و مسلم **قال المترجم** اس روایت میں اگرچہ یہ تصریح نہیں کہ اس سے کم میں نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم میں یوں ہے کہ نہ
کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چہارم دینار میں یا زیادہ ہو **قال ابن کثیر** یہ حدیث اس مسئلہ میں فاصل ہے اور چہارم دینار معتبر ہونے میں نص صریح ہے

شیخ ابن کثیرؒ نے حدیث مالکؒ کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اس زمانہ مین بارہ درم کا تھا تو تین درم ڈھال کی قیمت چہارم دینار ہو گیا پس دونون حدیثین معنے مین متفق ہین وقال المترجم اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا اور یہ مستبعد ہے کہ چہارم ہونے کو مداخلت ہو حتی کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا اور اگر ایک دینار چھوٹا کہ آٹھ ہی درم کا بنایا جاوے تو دو ہی درم مین حتی کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے پس اس حدیث کو مسئلہ مین فاصل قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اس زمانہ مین جبکہ آپ نے چہارم دینار کا حکم کیا تھا تو دلالت حال سے حکم معلوم تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے تو کیونکر نفس چہارم مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار جسکے تین درم ہون پس قول مالکؒ سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب حضرت عمرؓ و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے و عمر بن عبد العزیز و لیث بن سعد و اوزاعی و شافعی و اسحاق و ابو ثور و داؤد ظاہری کا قول ہے قال المترجم امام مالکؒ نے جو اثر حضرت عثمانؓ سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جسکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی سے اسحاقؒ سے ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چراوے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمدؒ کا ہے اور امام احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو اور اسوقت مین چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم مین تو عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے انھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار قال المترجم اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت معلومہ مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تا کہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے غرض مالیت ہے اور اثر مالکؒ سے معلوم ہو گیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالکؒ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چراوے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک زمانہ کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے وزن سے زیادہ ہون پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا واما الامام ابو حنیفہ واصحابہ ابو یوسف ومحمد وزفر وکذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانھم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہ و انکے شاگرد ابو یوسف و محمد و زفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنمین میل نہو واحتجوا بان ثمن المجن الذی قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم وقد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر وعبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن وکان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا فہذا ابن عباس وعبد اللہ بن عمرو قد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ۔ اور حجت ان لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس ڈھال کی قیمت دس درم تھی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دامونکی چوری مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہ ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت بیان کرنے مین عبد اللہ بن عمرؓ سے خلاف کیا یعنے عبد اللہ بن عمرؓ نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی تو شبہہ پڑا تو جنھون نے زیادہ قیمت بیان کی ہے

Marfat.com

ہی احتیاط کرکے لینا چاہیے کیونکہ اسمین تین درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے مین شبہہ رہا اور بالاتفاق یہ کلیہ اصل مسلم ہی کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہو جاتی ہی لہذا جب تین درم ہونے مین شبہہ ہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہو گا **قال المترجم** پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ کی اسناد درجۂ حسن سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر و عبد الاعلیٰ تو شیوخ بخاری و مسلم ہین اور محمد بن اسحٰق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق نقل کی اور اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاوی نے اسی کو ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو اور ام ایمن سے باسانید جیدہ روایت کیا ہی پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہی جسکو کلام ہو وہ ناانصاف متعصب ہی اسکو اللہ تعالیٰ سے خوف چاہیے پھر توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہی اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا اعتضاد بقضیہ حکم عثمان رضی اللہ عنہ کچھ مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوص اس صورت مین کہ **شیخ ابن کثیر** نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہی کہ دس درم یا ایک دینار یا انمین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و ابراہیم نخعی و ابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہی بہر حال جمہور سلف و خلف و ائمہ فقہ کے قول مین سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرط سے ہی ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا و نکالا ہو اور دوم وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان ہوا اور بعضے اہل ظاہر جنھون نے حدیث ابو ہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کرکے حد سرقہ کا کوئی نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابو ہریرہ رضی سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین ہین کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث ادپر بیان کردین اُنسے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا پس یہ تو تعین ہو گیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہی اور مطلقاً سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہی اور رہی وہ حدیث ابو ہریرہ رضی تو اسمین بیضہ و حبل کا لفظ ہی پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہی ایک تو انڈا جو معروف ہی اور دوم لڑائی مین جو آہنی کلاہ سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذلک پس بیضہ سے مراد یہان لوہے کا خود ہی جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو اور ایسی ہی حبل بمعنے رسی تو جہاز و کشتی وغیرہ کا رسا مراد ہی جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاری وغیرہ نے حضرت اعمش رحمہ سے حکایت کی ہی اور اگر بیضہ و حبل سے انڈا اور رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت کو مین ہی پس احتمال ہی کہ آپ نے زمانہ جاہلیت والونکی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی و بہت چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت کی کہ چور بیوقوف بدکار ہی کہ اُسکی اس عادت کا یہ انجام ہی کہ اپنا قدر و قیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کردیتا تھا اور اسی طرح ادر باتین ہین مترجم نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہرحال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت ایسے شخص کا جسکے خفیہ مال لینے کو چوری اختیار کیا جاوے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہ رح کے نزدیک دس درم کم سے کم ہی خفیہ چراوے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو حرز سے باہر نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہو جاوے تو تم اُسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پاؤن کاٹو اور تل دو پھر تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہی اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پاؤن کی قطع ہی پھر پانچوین بار تعزیر دیا جاوے پس یہ حاصل تفسیر قولہ تعالیٰ ہی والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما **جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا** یعنے جزا و سزا دو انکو اس فعل کے جو دونون نے کمایا کہ غیر کا مال اپنے ہاتھون سے چرایا پس جزا کو نصب بنا بر انکہ مفعول مطلق واقع ہی جیسے – نکالا –

عقوبۃ۔ مِنَ اللّٰہِ ۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی۔ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۔ اے اللہ تعالے اپنے حکم
مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہی۔ فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِہٖ ۔ پھر جسنے رجوع کیا اور نادم ہوکر چوری سے توبہ
کرلی۔ وَاَصۡلَحَ ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ و رسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوۡبُ عَلَیۡہِ
تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ اسمین انہ غفور رحیم ۔ کی جگہ نام پاک جلیل کو ظاہر فرمایا بغرض
تصور عظمت وقال المفسرؒ فی التعبیر بہذا ما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال ۔ یعنے فان اللہ یتوب علیہ ۔ فرمایا اور یون
نہ فرمایا کہ وہ عفو ہی پس اسمین وہی نکتہ ہی جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہی کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالے کی نافرمانی کا جرم
ہی وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چرایا ہی اُسکا حق قطع ورد المال ساقط نہوگا پس مفسرؒ کے
نزدیک ہاتھ کا ٹا جانا بھی حق آدمی ہی ثم قال نعم بینت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعی ۔ ہان سنت سے یہ بات
ظاہر ہوگئی کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کا ٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور یہی
شافعی کا قول ہی اور کمالین مین کہا کہ یہی ابو حنیفہ وجمہور فقہا کا قول ہی پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر مین ابن کثیرؒ نے لکھا
یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ
قبول کرتا ہی یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہو جاتا ہی اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہی کہ اگر وہ مال بعینہ موجود ہون
تو واپس کرے ورنہ انکا بدل واپس کرے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کرچکا ہی تو وہ جزا پاچکا
اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹوا چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ قریش کو اُس عورت[1] کے
حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوۂ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو آپسمین بولے کہ اُس عورت کے بارہ مین کون شخص ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرات کسکو ہی سوائے اُسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہی پھر وہ عورت لائی
گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زید نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالے
کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہی پس اُسامہؓ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرمادین
پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالے کی حمد وثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالے کی شان کے
لائق ہی پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تمسے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب
کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری
کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اُس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیدیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہ رضہ
نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین
حضرت صلعم سے عرض کردیتی تھی ۔ لفظ مسلم ۔ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہی یعنے تو بالیقین جانتا ہی کہ اَنَّ
اللّٰہَ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۔ اللہ کے لیے ہی ملک آسمانون وزمین کا ۔ یعنے وہی اُسکا مالک اور
وہی حاکم ہی اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہی کرتا ہی ۔ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ جسکی تعذیب کو یعنے عذاب دینے
کو چاہتا ہی اُسکو عذاب دیتا ہی۔ وَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہی اُسکی مغفرت کردیتا ہی۔ وَاللّٰہُ

[1] یہ عورت بنی مخزوم مین سے تھی چنانچہ دوسری روایت مین ان قریشا اہمہم شان المراۃ المخزومیۃ مصرح وارد ہوا ہی ۱۲ م

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے ہر شے میں سے تعذیب و مغفرت میں

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

اے رسول نہ غمگین کریں تجکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے ان لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَا

اور نہ ایمان لائے دل ان کے اور ان لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

لَمْ يَاْتُوْكَ ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

کہ نہیں آئے تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اسکو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۗ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۗ

اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالی گمراہ کرنا اسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اسکے اللہ کیطرف سے کچھ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّلَهُمْ

یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں انکے کو واسطے انکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے انکے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۗ فَاِنْ جَآءُوْكَ

بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۗ

پس حکم کر درمیان انکے یا منہ پھیرے ان سے اور اگر تو منہ پھیرے گا ان سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا دینگے تجکو کچھ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ

اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان انکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۗ وَمَاۤ

منصف کریں تجکو اور پاس انکے توریت ہے بیچ اسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اسکے اور نہیں

اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اتاری ہم نے توریت بیچ اسکے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اسکے پیغمبر

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اس چیز کے کہ نگہبانی کروائے گئے تھے کتاب

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ

اللہ کی سے اور تھے اوپر اسکے گواہ پس مت ڈرو لوگوں سے اور ڈرو مجھسے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

Marfat.com

یہودی زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے اکتا گئے اور انکے دل سخت
ہو کر ظاہر کے خلاف باطن مین منافق ہو گئے تو آخرت سے شک مین ہو کر دنیاوی مال ومتاع کو نقد سمجھتے اور وعدہ آخرت کو موہوم و اُدھار جانتے
پس دنیاوی راحت ولذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے مین ڈر نہ تھا اور موافق اخبار غیب کے یہ امت اسلامیہ مین بھی
آخر مین بعضے فرقہ ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ۔ ای محمد صلعم۔ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ
يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ۔ غمگین کرے تجکو باز رہنا وانکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہین کفر مین ف یعنے گرے پڑتے ہین
کفر مین جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہین تو کفر مین گر جاتے ہین اسمین اشارہ ہے کہ ایمان مین داخل نہین ہوے اور کفر کے اندر گھس
پڑتے ہین اور وہین ٹھہرے ہوے ہین اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہے اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِيْنَ۔ ایسے لوگ مین جنھون
نے قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے منھون سے آمنا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانون سے آمنا کہا۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہین لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہے کہ ظاہر مین زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمین
یقین نہین ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہے۔ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا۔ مفسر نے اول کو منافقین کے حق مین قرار دیکر قولہ ومن الذین
ہادوا۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین ہادوا خبر ہے اور قوم۔ مبتدا مقدر اور مابعد اسکی صفت ہے یعنے یہود مین سے ایک قوم ایسی
ہے کہ۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ۔ خوب سننے والی ہے دروغ کو ف یعنے یہود مین ایک جاہل قوم ہے جو دل سے جھوٹی باتین مانتی ہے جو
اُنکے عالمون نے گڑھی ہین۔ اور نیز یہ قوم ایسی ہے کہ۔ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ۔ سننے والے ہین تجسے یہود مین سے
ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہین ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو
اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو گرد مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہود مین سے ایک شریف مرد وایک شریف
عورت نے زنا کیا اور اُس زانی کی جورو موجود تھی اور اُس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن اُن لوگون نے مکروہ جانا کہ یہ دونون شریف
ہین سنگسار کیونکر ہون تو اُنھون نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اُس کی شریعت مین آسانی رکھی گئی ہے پس اگر
دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کر کے دُرّے مارو تو یہانتک لے لینا اور اُس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیدے تو یہی پوچھنے اور سننے
کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین مین مروی ہے اور حاصل آنکہ اس فرقہ یہود کی دو بدخصلتین ہین ایک تو اپنے عالمونکی مفتریات کو گوش دلسے
سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہین اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہین جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ۔ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ۔ الذی فی التوراۃ کآیۃ الرجم۔ تحریف کرتے ہین اُن کلمات کو جو توریت مین ہین مانند آیۃ الرجم وغیرہ کے۔ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ
بعد انکے مواضع کے جنپر اللہ تعالےٰ نے کلم کو رکھا ہے اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہین حالانکہ پہلے سے یہ کلمات اپنے
اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری مین ہے کہ بہت سے علما نے بیان فرمایا ہے کہ یہود ونصاریٰ نے توریت وانجیل کے اکثر الفاظ
بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجائے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کر دیے ہین اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کر کے بگاڑ دیا اور بعض نے
کہا کہ اُنھون نے الفاظ ومعانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول مین تامل ہے اسواسطے کہ بہت سے آثار واخبار مین دلالت موجود ہے کہ ان دونون
کتابونمین زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزین بدون تبدیل کے باقی تھین اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی مین ہے الفاظ مین نہین ہے
لیکن یہ قول ٹھیک نہین ہوسکتا اسواسطے کہ دونون کتابونمین بعضے ایسے الفاظ موجود ہین کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے

Marfat.com

انکا ہونا ہرگز جائز نہین ہوسکتا **قال المترجم** اور نیز انجیل مین بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہین کہ اُنکے ذکر کی جرأت نہین ہوتی
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام و اُنکی بیٹیون کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوے تو اُنکی دو بیٹیون نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
رہنے سے نبوت اس خاندان مین نہین رہیگی لہذا باپ کو شراب پلا کر مدہوش کرکے اُنسے جماع کیا اور نطفہ لے لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو
مترجم کہتا ہے کہ اسکی شناعت مین بیان کی حاجت نہین ہے فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہے کہ توریت و انجیل کو لکھنا و
پڑھنا و دیکھنا جائز نہین ہے پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہے نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ مین تفصیل ہے اسطرح کہ عالم کو توریت و انجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہے اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہین جائز ہے **قال المترجم** ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہے
کہ ان کتابون مین فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہے پس حاصل تفسیر یہ کہ یبدلون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع۔ یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہین
اور بے جگہ کر ڈالتے ہین بعد از انکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے۔ **یَقُوْلُوْنَ**۔ لمن ارسلوہم۔ کہتے ہین ان لوگون سے جنکو بھیجا کہ۔
اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا۔ الحکم المحرف ای الجلد ای اتاکم محمد بہ۔ اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد نے
دین کہ کوڑے مار دو۔ **فَخُذُوْهُ**۔ اقبلوہ۔ تب تو لیویے اُسکو قبول کر لینا۔ **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ**۔ بل افتاکم بخلافہ۔ اور اگر تم یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دین۔ **فَاحْذَرُوْا**۔ ان تقبلوا۔ تو اُسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو۔ **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ مین بھیجکر فتوی لیا تھا کہ دیت کا حکم دین تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دین تو نہ لینا
کہا کہ صحیح یہ ہے کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیون کے حق مین ہے جنھون نے زنا کیا تھا اور اسمین چند احادیث وارد ہوئی ہین چنانچہ
مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونون لائے گئے جنھون نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت مین کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق مین جو زنا کرے بولے کہ دونونکا
منھ سیاہ کرکے ہم اُنکو شہر مین پھراتے ہین پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اُسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اُسنے اُسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دین کہ ہاتھ اُٹھا دے پس اُسنے اُٹھایا تو اُسکے نیچے رجم کی آیت نکل آئی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونون سنگسار کیے گئے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مین بھی رجم کرنے والون مین تھا پس مین نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئین اوڑھ کر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہے و قد رواہ البخاری وغیرہما ایضاً اور روایت احمد و ابو داؤد مین ہے کہ یہود نے بعض نے بعض سے کہا
کہ ان دونون کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ مبعوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اسکی شریعت کے احکام آسان کر دیے گئے ہین پس اگر اُسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتوی دیا تو ہم قبول کر لینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہو جائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتوی دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اسمین ہے کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کیسے حکم آلہی مین خلاف کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابت دار نے زنا کیا تھا تو اُسنے رجم نہ کیا پھر اُسکے بعد ہی عام لوگون مین سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اُسکی قوم والے حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوے کہ ہمارا آدمی تو سنگسار نہین ہو سکتا جب تک تو اپنا قرابتی نہ لاوے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاوے
پس سب نے ملکر باہم یہ صلح کر لی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑکر یون ہے کہ منھ کالا کرکے شہر مین فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت

مسلم مین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجبر اسی پاک پروردگار کی قسم جسنے موسی علیہ السلام پر توریت اُتاری ہے
کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجکو قسم نہ دلاتے تو مین آپکو آگاہ نکرتا ہم اپنی کتاب مین
یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے ولیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا پس جب ہم کسی شریف کو پکڑتے تو
اُسکو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی حد مقرر کرین کہ شریف و ضعیف
سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار مین اول وہ شخص
ہون کہ تیرے حکم شریعت کو جنہون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد و عورت زناکار سنگسار کیے گئے پس
اللہ عز و جل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس جاؤ سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور کوڑے
مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا کہ یہ
یہود کے حق مین ہی اور قولہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہی تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابوداؤد والنسائی و ابن ماجہ اور بعض روایات مین ہی
کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنہون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلہ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے
سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہی اور ابن صوریا نے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابوداؤد
و ابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافرون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر او تعالے نے
بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔ اور جس کے
حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اُسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی
نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادہ الہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۔ یہ یہودی
ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر او تعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے
صریح فرقہ قدریہ کا رد ہی اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہی کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ سے ہی بندہ خود مختار
نہین ہی۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہی ف یعنے دنیا مین تو فضیحت و رسوا ہو کر جزیہ ادا کرنے
سے اُنکو ذلت و خواری ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہی ف یعنے
دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۔ سحت
بتسکین ابوعمرو اور ابن کثیر و کسائی کی قراءۃ اور بضم و سکون باقیون کی قرات ہی اور صواب یہ ہی کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہی
والمعنی) یہ قوم (یہود) دروغ کو خوب دل لگا کر سننے والے اور سحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان حکم مین رشوت
ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا و رسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رض سے روایت ہی کہ سحت یعنے رشوت خواری تو عرض کیا گیا
کہ کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہی اور حضرت صلعم سے روایت ہی کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت دینے
والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وابوداؤد عن بن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز کہا جبکہ
مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہی (ترجمہ عالمگیریہ) فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

Marfat.com

سو اگر یہ لوگ جنکی بد خصلتین اوپر بیان ہوئین تیرے پاس آوین اس غرض سے کہ تو اُنکے درمیان حکم کردے تو۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ تیری چاہے اُنمین حکم کر یا اعراض فرما۔ یعنے تجھے اختیار ہے قال المفسرؒ یہ اختیار منسوخ ہے بقولہ تعالے وان احکم
بینہم الآیۃ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے شروع سورہ پر بیان ہوچکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہے جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہان مرافعہ
کرین اور شافعیؒ کے دو قول مین سے یہی اصح قول ہے اور یہی ابوجعفر النحاس نے امام ابوحنیفہ و اُنکے اصحاب سے نقل کیا ہے اور اگر کسی
مسلمان کے ساتھ مین مرافعہ کرین تو بالاجماع واجب ہوگا۔ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اور اگر تو نے اعراض کرنا اختیار کیا تو فَلَنْ
يَضُرُّوكَ شَيْئًا۔ تیرا کچھ نہین بگاڑ سکینگے۔ وَإِنْ حَكَمْتَ۔ اور اگر تو نے اُنکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا۔ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔ العدل۔ تو اُنمین حکم کر قسط یعنے عدل سے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہے مقسطین کو یعنے اُن بندون کو جو حکم مین عدل کرین اور مراد آنکہ اُنکو ثواب دیتا ہے اور یہین سے نخعی و شعبی و زہری
وسعید بن جبیر نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم۔ منسوخ نہین ہے اور یہی امام احمد کا مختار ہے کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیۃ
مین عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہے اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہے اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس سے اتباع حق نہین چاہتے
تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پاوین جو اُنکی خواہشون کے موافق ہے ورنہ حق تو کتاب توریت مین معلوم تھا اسیواسطے آگے
تعجب لایا بقولہ۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ۔ اور کیسے وہ سچے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے۔ وَعِنْدَهُمُ
التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ۔ حالانکہ اُنکے پاس توریت ہے جسمین حکم اللہ تعالے موجود ہے ف یعنے محصن زناکارون کو رجم
کرنے کا حکم موجود ہے یہ استفہام تعجب لانے کو ہے حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے مین اُنکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہے وہ جان لیوین کہ
یہ جان لینا تو اُنپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہوچکا پس توریت مین تو یہ حکم جانتے اور منہ
سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے۔ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ۔ پھر منہ پھیرتے اسکے بعد یعنے منہ موڑتے ہین تیرے
حکم سے بھی جو اُنکی کتاب کے موافق ہے بعد اس تحکیم کے یہ زیادہ عجیب ہے۔ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ۔ یعنے تیرے اوپر ایمان
نہین رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہین رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہین کیونکہ اُسمین جو حکم موجود تھا پہلے اس سے اعراض کیا
اور دوبارہ جب اُسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اُس سے اعراض کرنے لگے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ۔ ہم نے
توریت اُتاری تھی اس شان سے کہ اُسمین ہدایت و نور ہے ف ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد بیان تھے جنکی پیروی سے گمراہی ہٹتی اور نور
یہ کہ حکمونکا بیان صاف تھا۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ۔ من بنی اسرائیل۔ الَّذِينَ أَسْلَمُوا۔ انقادوا للہ۔ لِلَّذِينَ
هَادُوا۔ حکم کرتے اُس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگون کے حق مین حکم کرتے
جنھون نے اپنے کو یہود کہا واضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہتسے انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا
فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور مین وعظ و نصائح و اسرار ہین ورنہ احکام دنیاوی توریت ہی پر
تھا اور اسی طرح حضرت عیسی پر انجیل سے بعضے احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا۔ واضح ہو کہ جمہور علماء و فقہاء نے کہا کہ اگلی شرائع
ہمپر واجب العمل ہین جہانتک منسوخ نہون اور صحیح یہ ہے کہ اگلی شرائع مین سے جو کچھ ہمپر بطور تعلیم عمل نقل کیا گیا اُسپر ہم عمل کرتے ہین اور
درحقیقت اپنی کتاب مجید کے موافق عمل ہے اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہو کیونکہ شرع محمد صلعم بذات خود کامل و مکمل در بند

انضمام غرض سابق کے جامع ہے اور یہان سے جنھون نے استدلال کیا وہ کچھ دلیل نہین یہان تو صرف یہ بیان فرمایا کہ جو لوگ اپنا کو یہودی کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالے کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے - وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ - اور انبیا کی نیابت مین حکم کرتے ربانیون یعنے انمین سے جو حقانی عالم تھے - وَالْاَحْبَارُ - الفقہا اور فقیہ لوگ - بِمَا اسْتُحْفِظُوْا - ای بسبب الذی استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ - مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ - ان یبدلوہ - بسبب اُس چیز کے محفوظ کردیے گئے تھے یعنے اللہ تعالے نے انکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین - وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ - اور وہ لوگ اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہے قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون و ربانیون و احبار سب کی طرف راجع ہے اور اللہ تعالے نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علماء سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہوجانے اور تحریف سے بچاوین چنانچہ حفظ کی جاوے تاکہ سہو نہو اور زبان سے پڑھاوین اور دوم آنکہ اُسکے احکام و شرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ اللہ تعالے نے توریت کی تعریف فرمائی کہ اسمین ہدایت و نور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون و احبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف و تبدیل و مہمل چھوڑنے سے اللہ تعالے نے انکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت و نور کے ساتھ متصف ہو کر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے پھر پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالے کی نگہداشت چھوڑنی شروع کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اسکے آنحضرت صلعم کی پیروی و ایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کردی کہ کتاب مین تبدیل و تحریف خود کرڈالی بچانا و حفاظت کیسی پس اللہ تعالے نے انکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے لیے پر پچھتاوین اور راہ پر آوین کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری و توحید و ایمان کی غرض سے ماننا تھا لہذا بعد اس تنبیہ کے انکو ارشاد کیا کہ - فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ - اب بھی مت ڈرو لوگون سے اے یہودیو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہے مانند آنکہ محصن مرد و عورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن و انسان پر فرض ہوگی پس ان باتونکو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد صلعم کے ظاہر کرنے مین سب لوگ مسلمان ہوجائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالے ہے - وَاخْشَوْنِ - اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالے دنیا و آخرت مین خوار کریگا - وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا - اور مت خرید و میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے مبادلہ مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے دام لے لو حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے بدلے مت لو - وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ - اور جسنے اللہ تعالے کے اُتارے حکم کے موافق حکم نکیا تو ایسے لوگ کافر ہین - یعنے جو کچھ اللہ تعالے نے اُتارا ہے جو کوئی اُسکے موافق حکم نکرے وہ اس سے کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اُسکا بیان عنقریب آتا ہے انشاء اللہ تعالے اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کیواسطے دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب و نافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ عزوجل نے یہود کے دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہوگیا تھا (وہ بنو نضیر تھے جیساکہ دوسری

Marfat.com

روایت مین ہی اور دوسرا ضعیف و مقہور ہوگیا تھا وہ بنو قریظہ تھے پھر ان دونون نے آپسمین صلح کر لی تھی کہ نضیر مین سے جو قتل ہو اُس کی دیت
سو وسق اور جو ضعیف قریظہ مین سے مقتول ہو اسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی سکے چند برس بعد
رسول اللہ صلعم مدینہ مین تشریف لائے پس قریظہ مین سے کسی نے نضیر مین کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا
کہ دو گروہ جنکا ایک ہی دین ایک ہی نسب اور یا ایک ہی شہر ہو آیا نہین ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تمکو دیا تھا
تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمدؐ یہان آگئے ہین اب ہم تمکو اس حساب سے نہین دینگے و انصار سب مسلمان ہوگئے تھے انسے مدد تو ملتی نہین
اسیواسطے ایک فریق کو جرأت ہوگئی) یہانتک کہ دونون فریق مین لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوے کہ محمد صلعم کو
حکم بناوین پھر نضیر نے آپسمین کہا کہ واللہ محمد تمکو دونا دلوانے والے نہین ہین تو جاسوس تعین کرو کہ بتا چلا دے کہ آمین محمد کی کیا رائے ہی
پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کر لو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقون کو اس خبر لے کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عز وجل نے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختون کی رائے و ارادہ سب سے آگاہ کر دیا پس نازل فرمایا یایہا الرسول لا یحزنک الذین الآیات (رواہ احمد
وابوداؤد والنسائی وابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہو چکین جنمین دو زناکارون کے واقعہ مین یہود کا تحکیم لانا مذکور ہی تحکیم کا
قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے اسکو صحیح کہا اور یہان تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایہ دونون
واقعہ متقارب ہوے اور دونون اسمین شامل ہین ف عرائس مین ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمین صریح ہی کہ مخلوق مین سے کسیکو
قدرت ایجاد نہین اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُس کے نفس
کے حوالے کر کے ایسی شہوات مین مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہین تاکہ قلب مین اندھیرا ہو جاوے پھر اسمین نور برہان
و معرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ او تعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے مین کوئی قدرت نہین رکھتا
اسی کے مانند ابن عطاء نے کہا ہی کہ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ مراقبہ و مراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رح نے کہا کہ قلب کی
پاکیزگی دو چیزون مین ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب
اکالون للسحت - اس کلام کے معنے مین ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہین جو گوشے مین بیٹھے اور زہد و ترک دنیا ظاہر کرتے ہین
اور صورت یہ کہ کندھون پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیادارون کی مدح اپنے حق مین سنتے ہین کہ یا حضرت آپ کے مثل اب تو دنیا مین
نہین ہے اور آپ ایسے اور آپ ویسے اور یہ زاہد بے عقل اُنکی فریبی و تکبر و غرور دلانے والی باتین خوب سنتا ہی حالانکہ زاہد مذکور ایسا
ہرگز بھی نہین اور دنیادار اس غرض سے بتاتے ہین کہ بادشاہ و شرار وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہین
اور اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اسکو رشوتین دیتے ہین پس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنے جھوٹ باتین سننے والا ہی اور اکالون
للسحت - یعنے رشوتین کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کمبختون سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو انکی صحبت و بد افعال سے
بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہین اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون للکذب یعنے جھوٹے دعوے سننے والے
اکالون للسحت - یعنے دین بیچ کھانے والے ہین قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت و محبت توحید کے
ساتھ اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال و جمال مین مستقیم و ادب کے ساتھ رہنے سے
صفات حق تعالے سے موصوف ہو جاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہو گیا اور مثال

Marfat.com

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین نہین تو آگ قبول کرنیکی استعداد رکھتا ہی اور جب آگ مین پہونچا اور سرخ ہوگیا تو ناری ہوگیا یہی
حال عارف کا ہی کہ جب منور بانوار باری تعالےٰ ہوا تو ربانی کہلایا اور موصوف بربانی روحانی نورانی ملکوتی جبروتی ہوگیا اور احبار وہ
ہین جو اللہ تعالےٰ سے کلام آلہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور نور آلہی سے حق و باطل مین تمیز و فرق کرتے ہین بعض
مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالےٰ و اسکی آیات سے
عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالےٰ سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام آلہی سے واقف ہین ابن طاہر نے مجمل
اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے کلام آلہی کو حضرت سرور عالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون نے کتاب و سنت سے
علم حاصل کرکے اسپر عمل کیا ف ۱ قولہ تعالےٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون ۔ واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے معلوم
ہوتا ہی کہ جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہی حالانکہ یہ ایک فعل ہی اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی طرف
ہوتا ہی جو توحید ایمان سے ضد و منافی ہو ۔ پس یہان دو مقام ہین اول آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہی اور دوم آنکہ یہ مخصوص بنی اسرائیل کیساتھ
تھا یا عام ہی کہ اس امت کو بھی شامل ہی پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہی کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین سے آخر تک مین سبب
نزول دو بیان ہوے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقونکے
اس بارہ مین حضرت کی راے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دوچند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انمین حکم قرار دینا بہر
حال انمین سے کوئی سبب ہو یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہی کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کری چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد
مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہی پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اسواسطے
کہ اُنھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کرکے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوے بلکہ نکالے ہوے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہی اور
ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہوتے مین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہی اور یہی مقام دوم ہی
شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ براء بن عازب و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد اللہ
و حسن بصری وغیرہم نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن بصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب
ہی سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہی اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہی
(رواہ ابن جریر) علقمہ و مسروق نے حضرت ابن مسعود رضہ سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہی تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین
رشوت لینا ۔ تو فرمایا کہ یہ کفر ہی پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہی کہ شاید پہلا سوال
یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا دے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ مجبوری رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت حرام
ہی پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہی پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہی فافہم اور سدی رح نے کہا کہ معنے یہ کہ جو حکم اللہ تعالےٰ
نے اتارا اگر اسکو عمداً چھوڑا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہی علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا تو
کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا اگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہی (رواہ ابن جریر) اور ابن جریر رح نے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب ہین جو
کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالےٰ نے کتاب مین اتارا ہی قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول ہی پھر انکار کرے وہ کافر ہی
خواہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہو جائیگا اور چونکہ قولہ ومن لم یحکم ۔ مین

Marfat.com

من بصیغۂ عموم ہے لہذا ہر شخص کو خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی سے پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم ۔ تو کہا کہ مسلمانوں کے حق میں بھی ہے یعنے مسلمانوں کو بھی شامل ہے (رواہ عبد الرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر بمقابلۂ ایمان نہیں ہے بلکہ اس حکم کیساتھ کفر ہے جو اتارا گیا تھا یعنے وہ اس حکم سے منکر ہے (رواہ عبد الرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر بانند کفر باللہ وملائکہ وکتب ورسل نہیں ہے اور شیخ مفسر رح نے کہا کہ ہم الکافرون ۔ یعنی اس حکم سے کافر ہیں مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمدًا کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے درحقیقت اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو اور اللہ تعالےٰ اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

اور لکھدیا ہمنے اُنپر اُس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۚ وَ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اُس سے پاک ہوا اور

مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○

جو کوئی حکم نکرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں اُنپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمدًا عناد سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینے کے گروہ اے یہود میں سے اگر قرنظہ والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطا کی صورت میں نضیری کی دیت قرظی سے دو چند لیتے تھے بس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے مخالفت کی اور رجم چھوڑ کر منھ سیاہ کرنے کوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسیواسطے وہاں اُنکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمدًا اخلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ اُنھوں نے ظالم ومظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا ۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا ۔ اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ ۔ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔ جان بعوض جان کے ہے یعنے جو شخص کسی دوسرے نفس کو عمدًا قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے ۔ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ۔ اور آنکھ پھوڑ دی جاوے بعوض آنکھ کے ۔ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ ۔ اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے ۔ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ۔ اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے ۔ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۔ اور دانت اُکھاڑا جاوے بعوض دانت کے ف کسائی نے نفس وعین والف واذن کو رفع سے پڑھا ۔ وَالْجُرُوحَ ۔ برفع قراءۃ ابن کثیر وابو عمرو اور ابن عامر وکسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا ۔ قِصَاصٌ ۔ اور جروح قصاص ہیں ف جروح جمع جرح بمعنے زخم یعنے جروح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں وآلہ تناسل ورانداسکے اور جہاں جروح میں قصاص نہیں ممکن ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر رجیہ ماندہ وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے ۔ اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں یہ حکم اسی آیت سے لیا جاتا ہے مفسر رح نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اصولی وفقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے اسیطرح مقرر منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ یہ حکم

Marfat.com

بنی اسرائیل پر اور ہمپر عام ہی اور امام نووی نے اگلون کی شریعت کے بارہ مین تین قول حکایت کیے اور تیسرا قول یہ کہ ہمپر شرع ابراہیم حجت ہی نہ غیر ولیکن صحیح یہ کہ نہین بلکہ ہمپر شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی ہمپر شرع ہی امام ابو منصور بن الصباغ نے شامل مین نقل کیا کہ علما نے بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورۂ بقرہ مین ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنے قصاص فرض ہی آزاد بمقابلۂ آزاد کے اور غلام بمقابلۂ غلام کے اور عورت بمقابلۂ عورت کے ۔۔ھ۔ اور یہان النفس بالنفس ہی یعنے جان بمقابلۂ جان کے اور یہ عام ہی خواہ عورت بمقابلۂ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا سب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد نے اگر عورت کو قتل کیا تو قصاص مین قتل کیا جاوے بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا کہ مرد بعوض عورت کے قتل کیا جاوے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور یہی جمہور علما کا قول ہی کیونکہ عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام کو قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علما نے امام ابو حنیفہ رح سے اسمین خلاف کیا چنانچہ حضرت علی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری ومسلم ابو حنیفہ رح نے کہا یعنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے **قال ابن کثیر** اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کی عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس مسئلہ مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین ولیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اسمین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی ولیکن اس سے حنفیہ کے قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جب تک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیحین مین ربیع کے دانت توڑنیکی حدیث ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالک رض نے اپنے شاگردون سے حدیث بیان کی کہ ربیع نے جو نضر رض کی دختر تھی ایک لڑکی (یعنے نوجوان لڑکی) کے اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیع والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ جرمانہ لے لو اور عفو کردو انھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس آپ نے قصاص کا حکم دیا پس انس ابن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کہ کیا ربیع کے دانت توڑے جاوینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیع کے دانت نہ توڑے جاوینگے تو آپ نے فرمایا کہ ای انس کتاب اللہ مین قصاص ہی لکھی ہی پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے راضی ہوگئے اور انھون نے عفو کر دیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے انکی قسم سچی کر دیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی ہی جیسے ہاتھ اس جوڑ سے جو باہ سے ملا ہی اور قدم اس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اسمین قصاص واجب ہی اور کبھی ایسی نہین ہوتی اور کبھی اسکے مقدار طول وعرض وعمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی پر زخم ہو تو سوا اسے جوڑ کے تو امام مالک نے کہا کہ سوائے ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران واسکے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص نہین اور امام ابو حنیفہ وصاحبین نے کہا کہ سوائے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعی رح نے جملہ زخمہا سے استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطاب و ابن عباس رض سے مروی ہی اور یہی حسن وعطاء وشعبی وزہری ونخعی وعمر بن عبد العزیز کا قول ہی اور یہی سفیان ثوری ولیث کا مذہب اور مشہور مذہب احمد رح کا ہی ولیکن امام ابو حنیفہ رح نے حدیث ربیع مذکورۂ بالا سے حجت لی ہی مگر اس مین یہ کلام کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے **قال المترجم** روایات مین ضرور کسر کا لفظ موجود ہی اور قلع کا لفظ کسی روایت مین نہین ہی پس ظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر مجنی علیہ نے یعنے زخمی نے مجرم سے قصاص لیا اور قصاص کی

Marfat.com

وجہ سے جانی مرگیا تو مالک و شافعی و احمد کے نزدیک مجنی علیہ قصاص لینے والے پر کچھ واجب نہین قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہ و تابعین کا قول ہی اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی و عطا و طاؤس و عمرو بن دینار و حماد بن ابی سلیمان و زہری و ثوری نے کہا کہ دیت قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود اور نخعی و حکم بن عتیبہ نے کہا کہ قصاص لینے والے سے بقدر اُس زخم کے ساقط ہو کر باقی دیت اپنے مال سے اسپر ادا کرنی واجب ہوگی۔ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ۔ جسنے قصاص تصدق کیا ف قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ۔ تو یہ اُسکے جرم کا کفارہ ہی ف چنانچہ بعد قصاص کے اسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا۔ اور معالم مین کہا کہ ایسے ہی معنے ابن عباس و مجاہد و زید بن اسلم سے مروی ہین اور پوشیدہ نہین کہ اس تکلف سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہی لیکن معنے مین استبعاد ہی اور اظہر وہ ہی جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کردیا اور قصاص نہ لیا تو یہ اُسکے واسطے کفارہ ہی یعنے بقدر اُس عفو کے اُسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہی اور ابو الدرداءؓ سے مرفوع روایت ہی کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اُسکے جسم مین پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کردی تو اسکے عوض اللہ تعالے اُسکا درجہ بلند کرتا اور اُسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کردیتا ہی وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر و احمد والترمذی و رواہ ابن مردویہ والنسائی عن عبادۃ بن الصامت و رواہ احمد عن المحرز بن ابی ہریرۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ جسنے اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے حکم کے موافق حکم نہ کیا ف خواہ قصاص ہو یا نہو۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہین ف کہ اللہ تعالے کی شریعت سے مخالفت کرکے اپنی جان کو عذاب مین ڈالتے ہین اور یہ یہودیوں کی عادت تھی کہ توریت مین جو احکام انکو ملے ہوے اُنکو تحریف و تبدیل کرکے اپنی راے سے حکم لگاتے اور اہل انجیل نے بھی انھین کے قدم بقدم رکھا

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ

اور پیچھا ڈی مین بھیجا ہم نے انھین کے قدمون پر عیسی مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اُس کو

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

دی ہم نے انجیل جسمین ہدایت اور روشنی اور سچائی کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

ڈروالون کو اور چاہیے کہ حکم کرین انجیل والے اسپر جو اللہ نے اُتارا اُسمین اور جو کوئی حکم نہ کرے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ہین بے حکم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ اور ہمنے ان کے نشان قدم پر عیسی بن مریم کو بھیجا ف یعنے انبیاء بنی اسرائیل جو موسی علیہ السلام سے شروع ہوے اور برابر بتعداد کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بدون زمانہ فترت کے ہمنے عیسی بن مریم کو بھیجا۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز کی جو اُسکے سامنے تھی ف یعنے اُسکے قبل تھی وہ توریت ہی یعنے اُسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

Marfat.com

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى ۔ اور ہمنے عیسی کو انجیل دی جسمین ہدایت ہے ف ہدایت ہے گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور یہ نہین کہ بعض کی پیروی کرے اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور ہوا۔ وَنُورٌ ۔ اور اُسمین نور ہے ف یعنے احکام کا کھلا ہوا اظہار ہے پس بعض نے جو زعم کیا کہ عیسی علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہے بلکہ انجیل مین بعضے احکام بھی تھے۔ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۔ لما فیہا من الاحکام۔ اور درحالیکہ مصدق ہے کتاب انجیل اپنی پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوائے چند احکام کے جن کو منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو منسوخ ہوئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہے پس وہ بیان کرتا ہے کہ حکم منسوخ اسوقت تک کیواسطے صحیح و ثابت تھا۔ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی ان لوگون کے واسطے جو اللہ تعالے سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ انھین کو اس سے نفع ہے۔ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے انجیل مین اُتاری ہے ف پس یہ عطف ہے وقفینا پر اور حمزہ کی قراءۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہے پس یہ اتیناہ کے معمول پر عطف ہے یعنے ہمنے عیسی کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے مکی رح نے کہا کہ قراءۃ جزم مختار ہے کیونکہ وہی جماعت کی قرارت ہے نحاس رح نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراءتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالے نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہے پھر معنے موافق قراءۃ جماعت کے بصیغہ امر یہ ہین کہ ہمنے اسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر ان دونون کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہے کہ اُنمین لکھا ہوا ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُنپر ایمان لاوین اور انھین کی پیروی کرین وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۔ اور جو کوئی حکم نہ کرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالے نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاری ہے اور یہی ظاہر ہے

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا

اور تجپر اُتاری ہمنے　کتاب　تحقیق　سچا کرتی اگلی کتابون کو　اور سب پر شامل ہے

عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

سو تو حکم کر　اُنمین　جو اُتارا　اللہ نے　اور اُنکی خوشی پر مت چل　چھوڑ کر　حق راہ

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ

جو تیرے پاس آئی　ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ　اور اللہ چاہتا تمکو　ایک دین پر کرتا　اور

لَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا

لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہے　اپنے دیے حکم مین　سو تم بڑھکر لو　خوبیان　اللہ کے　پاس　تم سب کو پہونچنا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَ

پھر جتاوے گا　جس بات مین　تمکو اختلاف تھا　اور یہ فرمایا کہ حکم کر　اُن مین　جو اللہ نے اُتارا　اور

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ

مت چل اُنکی خوشی پر اور بچا رہ اُنسے کہ تجکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

نہ مانین تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہی کہ پہونچا وے اُنکو کچھ سزا اُنکے گناہون کی اور لوگون مین بہت ہین

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہی حکم کرنے والا

ع

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

یقین رکھتے لوگون کو

جب اللہ تعالے نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قرآن عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہی اور اب وہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہی اُسپر عمل کرین وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۔ اور ہمنے تجپر ای محمد صلعم قرآن نازل کیا۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہی اور قرآن کا حال یہ ہی کہ ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ ای قبلہ۔ مِنَ الْكِتٰبِ ۔ وہ سچی بتلاتا ہی ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہی یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہی کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اور قرآن نے اگر اُنکو نسخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ اور موکد ہی کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہی کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہی پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا ۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل یعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہی الا آنکہ مجازاً تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید پر انزال بایں معنے کہ ایک مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار گیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پاوین اور نہایت آراستہ ہو جاوین اور یہ بزرگی سواے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات دنیائی بات کا امتیاز باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعالے نے اُنکا اختلاف کھول دیا لہذا فرمایا۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ اور قرآن شاہد ہی کتابون منسوخہ پر عن ابن عباس ای موتمنا علیہ ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہی اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہی اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہی جو کچھ اگلی کتاب مین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہی تو وہ حق ہی اگرچہ منسوخ ہوا اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہی عوفی عن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہی اور اُسکا نکتہ وہی ہی جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے توریت وانجیل اُتاری تھی تاکہ اپنی راے چھوڑکر اختلاف سے منھ موڑکر ایک راہ ہو جاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقہ سے سرزد

Marfat.com

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہین چلتا ہو تو قرآن کو حاکم کیا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۔ پس اے محمد تو ان لوگون کے درمیان
اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالے نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور مین اپنا مقدمہ لا دین تو اُن کے درمیان
حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انہین فیصلہ کر اور واضح رہے کہ سنت رسول اللہ صلعم بھی
اسین شامل ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ مجھے قرآن و اُسکے ساتھ اُسکے برابر دیا ہے حق یہ ہے کہ سنت رسول اللہ صلعم وحی خفی ہے جو قرآن
کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہین پھر بینہم کی ضمیر مفسرین نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے عام لوگون کیطرف راجع کی یعنی قرآن کے موافق
لوگون کے درمیان حکم کر خواہ عرب ہون یا عجم خواہ کتابی ہون یا غیر کتابی پھر اوپر مذکور ہوا کہ اہل ذمہ جو مسلمانون کے ماتحت ہین اگر وہ حاکم اسلام کے پاس
مرافعہ کرین تو انہین حکم الٰہی کے موافق حکم دینا واجب ہے چنانچہ حکم دیدیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ۔ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۔ اور مت پیروی کیجیو
اُنکے اہواء کی یعنے انکی رائے کی جو انھون نے گڑھ لی ہین۔ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۔ عدول کرتے ہوئے اس چیز سے جو تیرے پاس
آچکی ہے حق سے ف یعنے حق سے عدول کر کے انکی گڑھی ہوئی رائے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہے لیکن مراد اس سے آپکی امت کے
لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی انکی رائے کی پیروی نہین کی اور نہ ممکن تھا۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ ۔ خطاب اُمتون کی طرف ہے مانند یہودی نصرانی
اور مسلمان۔ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔ یعنی اے امتو تم مین سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس سے
کسی چیز کیطرف ابتدا کیجاوے اور شرعۃ جس سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہونچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہین اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ
کیونکہ اس سے آب حیات وحی تک پہونچ جاتا ہے اور یہانسے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضائے الٰہی ہے اس سے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ نورانی
ہے پھر اس طریقہ کو طے کر کے حقیقت مراد کو پہونچتا ہے اور خلاصہ یہ کہ اے لوگو تم اصل مقصود دین ایک ہے اور وہ توحید الٰہی و معرفت ہے اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام
لائے جنمین حلال و حرام کا فرق ہے تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہین اور اصل مقصود واحد ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہین ہمارا دین ایک ہے یعنی ہم سب توحید پر ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا
انا فاعبدون۔ اور فرمایا۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ پس حقیقت و مقصود مین تو سب متفق اور شرائع
مین جو اختلاف ہے تو حکم اور امر و نواہی مین ہے چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع مین حلال کر دی اور کسی شرع مین حرام کر دی اور کسی مین خفیف
اور کسی مین شدید کر دی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور وہ دین جسکے سوائے اللہ تعالے کچھ نہین قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہے کہ اسی کے
واسطے سب رسول آئے تھے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۔ علی شریعۃ واحدۃ۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا
تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا۔ وَلَٰكِنْ ۔ فرقکم فرقا لِيَبْلُوَكُمْ ۔ لیختبرکم۔ فِي مَا آتَاكُمْ ۔ ولیکن تفریق کر دیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ
امتحان کرے تمکو اس چیز مین جو تمکو دی ہے ف یعنے مختلف شرائع حاصل آنکہ اسواسطے تمھاری شریعتون مین اوامر و نواہی مختلف کر دیے
تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون تم مین سے اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کر دی اگرچہ ابتدائے اسلام
مین حرام نہ تھی پھر جسوقت حرام ہونے کا حکم آیا اُسیوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہا دی اور برتن توڑ دیے پس یہ لوگ
مطیع بندے تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہے اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو بالیقین دنیا کا کوئی انتظام
باقی نہ رہتا پھر جنھون نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٰہی سے خارج و مردود ہوے اور جنھون نے احکام الٰہی کی
پابندی کی وہ اللہ تعالے کے بندے مقبول اور آخرت مین کرامت کے ساتھ ہون گے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالے

Marfat.com

بندون کے حقائق و انکی ظاہر و پوشیدہ خواہشون سے آگاہ ہے اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اسوقت کی امت
کے واسطے ایک شرع و قاعدہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلتے تو انکی دنیا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے
نہین بلکہ اوتعالے کے مطیع بندے ہین پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول
شرع سے جو کچھ چاہا منسوخ کر دیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ اوتعالے نے اپنے ایک بندۂ خاص
رسول کریم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کر کے تمام روے زمین انسان و جن سب پر آپ کی
متابعت فرض کر دی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرما کر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اُسکے مثل دیگر آیات اس
امر پر دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ ۔ و اُسکے مانند
تو مراد اس سے توحید و اسلام ہے اور فروع و امر و نواہی مراد نہین ہین **قال المترجم** جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین
اور ہمپر بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجع اس بحث کا لفظی ہے کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی
ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہے کہ خالص بندے جو اُسکا حکم مانین
مان لین لہذا فرمایا ۔ **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ** ۔ پس جلدی کرو خیرات کی طرف ف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کر و فرا د
آنکہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو ست کر دو **قال ابن کثیر** رح وہ طاعت الٰہی و اتباع
اس شرع کی ہے جسکو اللہ تعالے نے مقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کر دیا ہے اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ
اللہ تعالے نے خبر دی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آیندہ وہ منسوخ ہوتی گئی ہے پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب
اگلی شرائع کا ناسخ ہے تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجا دے یہ اسی قرآن مجید و شرع
آخری کے موافق ہے اور آیندہ قیامت ہے ۔ **إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا** ۔ اللہ تعالے ہی کی طرف تمھارا سب کا مرجع ہے ف یعنے
بسبب اٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالے ہی کیطرف واپس ہوگا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۔ تو اللہ تعالے تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے ف یعنے
امر دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالے کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے
اور بدون تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اسکے
کامونکا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پاوینگے ۔ **وَأَنِ احْكُمْ
بَيْنَهُمْ** ۔ یہ عطف ہے الکتاب پر اے انزلنا الیک الکتاب بالحق وان احکم ۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی
کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نہ کرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی ہے ابن عباس سے
روایت ہے اور **ابن الجوزی** نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین با لجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر **بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ** ۔ موافق اسکے جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش
نفس کے مطابق بنائی ہین اُنکی پیروی مت کر ف اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ اُنکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ
امت والے حاکم عدل و انصاف پر چلین اور خلاف حکم الٰہی کی پیروی نہ کرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا ہے یہان مکرر کیا

جواب یہ کہ نہین بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان تجکو حکم کرنے کے لیے حکم حق مل جاوے اور
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہو اب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہیو کیونکہ شیطان کی پیروی والے دھوکا دیا کرتے ہین
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ - اور پرہیز رکھیو اس سے کہ تجکو وہ لوگ فتنہ مین
نہ ڈالین بعض اُس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمائے ہین
انمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے خلاف کرنا بھی نہین واجب کیونکہ
یہ کل سے مخالفت ہوگی اگرچہ عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہی اگرچہ باقی کا انکار نہ کرے
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کر دیجیے
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ و ہوشیار کر دیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرینگے
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت و مکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے - پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہی اگر اس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوا باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ - تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہو چکا
ہی کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض اُنکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچاوے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہی یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہی - وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ - اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہی کہ رب عز وجل کے دائرۂ توحید و طاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلہ کے خواہشمند ہوے
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ - یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہی کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیاء تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہی اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہی یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہی اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے - وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ - اور کون ہی اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہی مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو یہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر و مشرک کے جو اپنی رائے کے اٹکل ملاتے ہین اور بسبب بیعقلی کے اپنی رائے کو مرجع ٹھہرا کر شیطان و نفس کے بندے ہوجاتے ہین ف قال
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ و منہاجا - شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہی اور دوم وہ کہ جنسے روح
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہی پھر وضو و غسل و ذکر زبان و تلاوت قرآن و نظر صنعت الٰہی و قدم براہ جہاد و حج وغیرہ سے شریعت طہارت
جسم ہی اور اسی مین معانی سے کمال روح ہی اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبان سے پڑھے اور دل سے غور رکھے تاکہ شریعت کی شرع
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہی پھر اعمال ظاہری مانند روزہ نماز کے خود ظاہر
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رہنے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم دیدار کے آب حیات پر پہونچنے کے واسطے ارواح قدسیہ اور قلوب

Marfat.com

عارفہ اور عقول نورانیہ ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہین پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض کیلیے حکمت اور بعض کیلیے کلام وخطاب اور بعض کیلیے معرفت ومحبت اور بعض کیلیے عظمت وکبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہین پھر اُن کے لیے مناہج یعنے نورانی راستے ہین کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسمار سے نعوت کی طرف اور نعوت سے اسمار کی طرف اور اسمار سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہین تاکہ ہر ایک اپنے ذوق ومشرب کے موافق معرفت حاصل کرلے پھر انہین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہو سکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہی تو انہین باہم موافقت ہی اور جنہین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انہین آپسمین جھگڑا بھی ہو جاتا ہی اسی جہت سے علماء ربانی مین باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہی اور یہ اللہ تعالے کی غیرت قدیم ہی تاکہ بندونمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سوائے اُس پاک تعالے کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہی جو اعلی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہی اور اُس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالے کی مراد کو متفاوت وجوہ پر جو درحقیقت ایک ہی سلسلہ مین ہین حضرت نزدیکی مین فرق ہی لوگ حاصل کرلائے اور یہی مشہور نکتہ ہی کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہی **قال المترجم** اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ صواب پر ہی اگرچہ انمین بعض کو زیادہ قرب ہی اور اجتہاد مین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ مشارب جداگانہ کے واسطے روا ہی کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال یہ ہی کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہی تو ممکن ہی کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہی جو حدیث مشہور مین وارد ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن صحیح ہی پھر ہر شخص جانتا ہی کہ مطلوب ایک ہی باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید یہی ہی جو اوپر بیان ہوا ہی اور یہ مقام نہایت لطیف ہی اور بسیط تحقیق چاہتا ہی لیکن گنجایش نہین اور اہلدلکو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہی۔ واللہ یہدی من یشاء۔ قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ۔ چونکہ اسرار صفات بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت وغضب کے مظاہر مختلف کیے کہ اُنمین ضدیت ہی راہ رحمت مین مومن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع ظہورات کے مظاہر ہون پس ایک ہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم۔ پس نعمت توحید مین اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہی اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کی بہتری حاصل کرنے مین جلدی کرو بعد ازان کو عین جلال کی طرف متفرد کیا لقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات مین حضرت اللہ تعالے کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب ومعرفت حاصل کرو اور وہان تمھارے درجات آپسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف وعلوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید عنایت سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہی **قال المترجم** شیخ جنید رح کا قول ہی کہ الطرق الی اللہ تعالے بعدد انفاس الخلائق ولا تفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ بحضرت باری تعالے خاص ہی اور یہ راستہ کھلتا نہین مگر اُسی شخص کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر جسکی پیروی مین اختصاص مزید ہی

Marfat.com

سیقدر اسکا قرب مزید ہی اور جس شرب کے لائق ہی اسی شرب سے پہونچتا ہی پھر جو شخص طریق سنت پر مستقیم رہا تو وہ جناب باری تعالے تک پہونچ گیا اور جو ٹیڑھا چلا وہ راہ شیطان مین پڑگیا اور راہ راست سے بھٹک گیا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی طرف راہین بتعداد مخلوقات ہین ولیکن سعید و جنتی وہ ہی جو اتباع نبوت کی راہون مین سے کسی راہ کو پاگیا شیخ استاد نے قولہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ۔ مین کہا کہ اگر اللہ تعالے چاہتا تو تمھارے مراتب برابر کر دیتا ولیکن تم مین تفاوت اس سبب سے کر دیا کہ تم کو امتحان کرے اور اسی امتحان کی وجہ سے تمکو آپسمین فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات مین کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیر مین کوشش کرے پس عابدون کے حق مین سارعت یہ کہ عبادات و وظائف مین کوشش کرین اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کرین اور بعض نے کہا کہ زاہدون کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کرین یعنے تجرید مین کامل ہون اور عابدون سے سبقت یہ ہی کہ خواہش قطع کرین یعنے زاہد ہون اور عارفون کی سبقت یہ ہی کہ خود بینی سے خارج ہون اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق و دنیا و عقبی سب فراموش کردین قال المترجم مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیان حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالی مین مسدعا کرین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط

اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصارے کو رفیق وہی آپسمین رفیق ہین ایک دوسرے کے

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

اور جو کوئی تم مین انسے رفاقت کرے وہ انھین مین ہی اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا

اب تو دیکھے گا جنکے دل مین آزار ہی دوڑکر ملے جاتے ہین انمین کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہی کہ نہ آجاوے ہمپر

دَائِرَةٌ ط فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا

گردش سو شاید اللہ جلد بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو فجر کو لگین اپنے جی کی چھپی

فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ

بات پر پچھتانے اور کہتے ہین مسلمان کہ یہی لوگ ہین کہ قسمین کھاتے تھے اللہ کی

جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ط حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ۝

تاکیدسے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین خراب گئے انکے عمل پھر رہ گئے نقصان مین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ ای ایمان والو۔ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ۔ مت بناؤ یہود و نصاری کو اپنے اولیاء جمع ولی یعنے دوست و راز دار۔ یعنے یہود و نصاری کو تم اپنا راز دار دوست مت بناؤ پھر مفسرین نے امین کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہی جو درحقیقت مومن ہین یا اس سے ایسے لوگونکو خطاب ہی جو فقط ظاہر مین زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہی کہ مومن خالص و منافق دونون کو شامل ہی پس بعض نے کہا کہ سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود و نصاری کو دلی دوست نہ بناوین اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اسکے آثار آدمی مین ظاہر ہوتے ہین لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہی اور چونکہ زبان سے وہ لوگ

کلمہ ایمان ظاہر کرتے تھے اسواسطے انکو صورت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ کہ خطاب تاقیامت سبکو عام ہی اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق
ہین کیونکہ یہی لوگ باطن مین یہود و نصاری سے دلی دوستی رکھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبھم مرض چنانچہ عنقریب آتا ہی حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک و زکہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہی اور مین
گردش زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہو گیا **شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان
فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوا اسکے کہ حضرت صلعم و چند صحابہ آپ کے ساتھ
قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپسمین گفتگو کی اور انکو شیطانی وسوسہ سما گیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جاکر
گاڑھی دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہی کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ
مین ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کر کے نصرانی ہونگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عزوجل نے
یہ آیات نازل فرمائین **قال المترجم** یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہؒ سے روایت ہی کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کے حق مین اُتری کہ یہود بنی قریظہ
سے زمانہ جاہلیت مین اُنسے دوستی تھی انکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اُترین تو اُنھون نے ابولبابہ
سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اُنھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤگے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابو لبابہ سچے مسلمان تھے
لیکن اُنسے یہ حرکت بمقتضائے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہی اور تحقیق یہ ہی کہ سبب نزول
وہ واقعہ کہلاتا ہی جسکے بعد آیت نازل ہوئی تو جسقدر اقوال مذکور ہوے شاید اُنکے بعد آیت اُتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب
اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد او زہری سے روایت کی
کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبداللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو انکی دوستی سے بیزاری
نہین کر سکتا کیونکہ انکی موالات سے چارہ نہین ہی اور اُسکا بیان وہ ہی جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے
حضرت صلعم سے معاہدہ کر لیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر چند روز بعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے
لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز و خوار ہو کر اپنے قلعون سے اس شرط پر اُترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کر دے وہ منظور ہی پس
عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اُنکے بچانے مین بہت ہی جد و جہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے انکی
موالات کی ضرورت ہی اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے حضرت صلعم سے یہودیون وانکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ
تعالی واسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون وانکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہؓ اور ابن ابی منافق کے
حق مین سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء **بعضھم اولیاء بعض**
یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین **ف** اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور اسلام سے عداوت کرنے مین یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کی معاونت و مدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ یہود آپسمین
ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاری آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ موالات دنیاوی مراد ہی کہ
معاملات دنیا مین انکا یہ برتاؤ ہی ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاری کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاری آپسمین ایک دوسرے سے
عداوت و بغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہی اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل یہ کہ ای ایمان الوتم یہود و نصاری سے

موالات مت کرو انکی موالات جو بمقتضاے کفر ہی انھین کے درمیان جاری ہی اور انھین کی حالت کے لائق ہی وہ تمھارے حال کے لائق نہین پس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ انھین کے مانند ہو جاؤ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی انھین مین سے ہی ف یعنے دین کے حکم مین اسکا و انکا حکم یکسان ہی اور یہ بمانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھین مین سے ہی یہ حدیث کثرت طرق کے سے بدرجہ حسن ہی اور تفسیر مدارک و ابو السعود وغیرہ مین ہی کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہی کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی دلی و موالات قلبی نہ رکھین اور جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام کے حکم مین شامل ہین اور ابن عباس رض سے مرفوع روایت مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہی جو اسلام مین زمانہ کفر و جہالت کی رسم و راہ کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہی اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کر کے اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو جاوے اور اسکو معلوم بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھ دی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ بن عتبہ) اور ابو موسی اشعری رض سے روایت ہی کہ انھون نے عمر رض بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہی تو حضرت امیر المومنین رض نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی مرد دیندار کیون نہین رکھا دکما رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رض سے من طریق عکرمہ روایت ہی کہ انسے نصاری عرب کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم ۔ یعنے جائز نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابو الزناد سے اسکے مانند مروی ہی اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہو چکی ہی فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ ۔ اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہی کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک ڈرگی منافق لوگو نمین نظر آتا ہی چنانچہ ہر زمانہ مین اس کا نمونہ موجود ہی۔ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور لباس و چال و چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہی کہ منافقون کی رغبت انکی موالات مین اس درجہ ہی کہ گویا وہ انھین مین داخل ہو جانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذر انھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہی یعنے يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۔ یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہم کو خوف ہی کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدۂ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کر دیا بقولہ۔ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ ۔ یعنے قریب ہی کہ اللہ تعالے فتح دیوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے امتحان مین امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہی پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی مت کرو تمام عرب مین دین توحید اسلام پھیلیگا

ف یعنی عرب کے نصاری کا ذبیحہ کھاوین یا نہ کھاوین ۱۲ م

Marfat.com

اور ہر شخص ان میں سے انتہا درجہ تک بھٹکے جائیگا کہ سوائے اللہ عزوجل کے اسکو کسی سے خوف نہوگا لیکن منافقوں کو امتحان میں ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہو کہ اللہ تعالے لشکر فتح کردے۔ اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِہٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف یعنے منافقوں کا پردہ کھولدے کہ وہ سب میں رسوا ہوں اور سندی نہ کہا کہ فتح سے تو یہ کا فتح ہونا مراد ہے پس منافقوں کو جو غلبہ مشرکین قریش کا اور امر اسلام پورا انہوں نیکا شک تھا وہ رد کردیا اور قولہ امر من عندہ سے مراد یہ کہ یہود و نصاری پر جزیہ باندھے جانے کا وعدہ دیا پس منافقوں کو جو انکی شان وشوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی خوار ہونگے منافقوں کی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقوں نے جو اپنے دلوں میں خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل میں نفاق اور کافروں کی موالات رکھتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَیُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَاۤ اَسَرُّوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ نٰدِمِیۡنَ تو یہ منافق لوگ اپنے دلوں کی پوشیدہ کی ہوئی باتوں پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر وفکر کا ہے جو برخلاف حکم خدا ورسول کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا و ہوشیار سمجھکر نکالتے ہیں چنانچہ منافقوں کا حال پہلے پوشیدہ تھا انھوں نے اپنی رائے سے وہ باتیں نکالیں جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا ورسول تھیں پس وہ درحقیقت میں فساد تھیں کہ آخرکار دنیا ہی میں اللہ تعالے نے خالص مومنین کو انکا حال ظاہر فرمادیا۔ وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا۔ واضح ہو کہ بصری قراء کی قراءۃ میں ویقول بواو ہی اور شامی وحجازی قراء کی قرات میں بدون واو ہی اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا واو ہو اگر بالرفع ہی تو استیناف ہی یعنے ازسرنو جملہ شروع ہوا اور بالنصب میں عطف ہی یاتی پر ای ان یاتی وان یقول الذین آمنوا یعنے مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقوں کو کہیں کہ۔ اَہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ کیا یہی لوگ ہیں کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّہُمۡ لَمَعَکُمۡ۔ فی الدین۔ دین میں بیشک بالتحقیق ہم تمہارے ساتھ ہیں ف حالانکہ اب ظاہر ہوگیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ۔ انکے اعمال سب اکارت گئے جمہور مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ ان منافقوں کے وہ اعمال جنکو انھوں نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر کیا تھا سب باطل ونیست ہوگئے۔ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِیۡنَ۔ یعنے دنیا وآخرت میں برباد ہوے چنانچہ دنیا میں تا قیامت بدنام وفضیحت ہوے اور آخرت میں کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجائے اسکے دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں آگ کے صندوقوں میں شکنجہ کرکے ڈالے گئے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ

اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک لوگ کہ انکو چاہتا ہے

وَیُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۫ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ

اور وہ اسکو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر اور زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں

سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ

اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسیکے الزام سے فضل ہی اللہ کا دیگا

یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۝

جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہی خبردار

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ۔ نافع وابن عامر نے یرتدد۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیوں نے یرتد بادغام

Marfat.com

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونون طریقے صحیح ثابت ہین اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا پھر جانا - اور حاصل آنکہ ای ایمان والو جو پھر گیا
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ - تم ہین سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالے اُسکے بجاے قوم محبوب لادیگا جیسا کہ آگے
فرمایا اللہ تعالے نے یہ خبر دیدی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالے کو علم تھا چنانچہ نبی صلعم کے قریب زمانۂ وفات مین اور بعد وفات
کے عرب کے بہتسے گروہ مرتد ہوگئے چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہان لکھا کہ کافرون سے موالات کرکے بے ایمان ہوجانیکے بعد عام
طور پر موالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہوجانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالے کے علم غیب کے موافق
واقع ہونے والا تھا اسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہی کہ مرتدون کے بدلے اللہ تعالے
ایک گروہ مضبوط سچے مومنون کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم مین قوم بنو مدلج
اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمہ کذاب و بنو اسد قوم طلحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوے اور زمانۂ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
مین سات فرقے عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجاءہ بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی قوم
بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ اور حطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ نے ان سب قومون کو بعد محاربۂ عظیم کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانۂ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مرتد ہوکر ملک شام
کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہوگئی پھر اللہ عز وجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدون کے عوض مین ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا
فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ - بدلہم - بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ پس لاویگا اللہ تعالے بدلے اُن مرتدون کے ایسی قوم کو
کہ جنکو او تعالے دوست رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہین - واضح ہو کہ یہان صریح ظاہر ہی کہ محبت ایک صفت خاص ہی
جیسا کہ اکابر صوفیہ و اہل تحقیق کا قول ہی اور یہان تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہی تو ایسی تاویل بعید ہی تحقیق یہی ہی کہ ایک
صفت خاص ہی کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالے داناتر ہی اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہی تو آگاہ ہوجاتا ہی بالجملہ اس قوم
کی ایک یہ تعریف ہی کہ او تعالے انکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین اور دوسری صفت یہ کہ - اَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ - یعنے عطوفت و مہربانی فرمانے والے ہین مومنون پر اور - اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ - یعنے سخت و شدید
ہین کافرون پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف مین سورۂ فتح مین فرمایا - اشداء علی الکفار رحماء بینہم - یعنے کافرون پر نہایت
سخت و شدید ہین اور آپسمین ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہین تیسری صفت یہ کہ - يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرتے ہین چوتھی صفت یہ کہ - وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ - اور نہین خوف کرتے ہین کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقون کے کہ وہ کافرون کی ملامت سے خوف رکھتے ہین پھر مفسرین مین اختلاف
ہی کہ یہ کون قوم ہین بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہین بقرینۂ سوف یاتی اللہ - یعنے آیندہ وہ لاے جاوینگے اور بعض نے لکھا کہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا و اشار الی ابی موسی الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ
اس شخص کی قوم ہین اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم وابن ابی حاتم وابن جریر وہو فی الصحاح
ایضا) اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہین اور مجاہد رح نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہی اور
سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے ہی قال المترجم روایات

Marfat.com

متعلق ہین اور اُنسے یہ ظاہر ہی کہ مراد خصوص اُن لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہی یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی
صفات سے یہ اقوام بھی قریب قریب متصف ہین کیونکہ اوتعالے نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہر حال ایک رئیس کے زیر حکم ہون اور منجملہ
اُنکی صفات کے یہ قرار دیا کہ یجاہدون فی سبیل اللہ۔ یعنے یہ اوصاف اُنمین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف و تاویل کے
یہ بات صادق نہین ہی اور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہی کہ مراد شمول ہی اور محمد بن کعب سے مروی ہی کہ
وہ قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہو گئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کی حالت کے بیان مین
اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و اُنکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہی جنھون نے مرتدون پر
جہاد کیا اور شمول اسمین ہر اس قوم کا ہی جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء
علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ انبیاء مین سے ایک
نبی کے قائم مقام ہوئے جب حضرت ابو بکرؓ نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اُسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر
کیونکر جہاد ہو سکتا ہی بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بشیار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اُٹھائی تھی
غرض کہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے تنہا اُنپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کر کے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ
اُنکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالے نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پھر انتہا مین ہمنے
حضرت ابو بکرؓ کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت
رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اپنے سے اوپر کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ مجھ سے بد بر کیا جاوے اور حکم دیا
کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالے کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے نہ ڈرون
اور حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیر عرش سے ہی (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہی کہ مومن کو نہین چاہیے
کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اُٹھا
نہین سکتا ہی کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہی اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی
رخصت کو اختیار کرے شیخ ابن الہمام رحمہ نے فتح القدیر مین آیات و احادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہے اور سختی ہر جگہ و ہر وقت آدمی کو مغلوب کر دیتی ہی۔ بالجملہ
ہر مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہانتک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرا دے
اور ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم۔ ذٰلِكَ یہ جو اوصاف مذکور ہوئے۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ
اللہ تعالے کا فضل ہی جسکو چاہے دیدے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالے کا فضل وسیع ہی اور وہی خوب جانتا ہی کہ کون
بندہ و کون قوم اسکے لائق ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اسمین اسلام سے مرتد ہو جانے
والون کو توبیخ ہی کہ انکو اللہ تعالے کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہو گئے اور اسمین خبر دیدی کہ اوتعالے ایک ایسی قوم
لاویگا کہ ازل ہی مین اُنکو محبوب کر لیا ہی اور وہ لوگ بھی اللہ تعالے کے محبوب کرنے سے اوتعالے عزوجل سے محبت شدید رکھتے ہین اور

یہ لوگ ضرور ہیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت سے اسی طریقہ وسنت پر چلتے ہین اسواسطے
کہ محبت کی شرط یہ ہیکہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اُسکی راہ پر اُسکی تابعداری کرے اور اس کلام مین ظاہر فرمادیا کہ جو مطیع موافق
نہو وہ محبت رکھنے والا نہین ہے اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے کہدے ای محمد صلے اللہ
علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرمادیگا اس آیت مین صحابہ و تابعین و مابعد والونکی شرف و بزرگی کا بیان
ہے اور اللہ تعالے نے ظاہر کردیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احباکو محبوب فرمایا ہے اور ذات پاک اسکی موصوف بمحبت انلیہ
تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون و صفات سے اُس سے محبت رکھتے ہین اور ہرطرح اُسکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت کا جہان تعلق ہے وہ قدیم ازل
ہے اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہے اور اصل محبت کا وقوع ازجانب باری تعالے
ہے بدون کسی علت کے یعنے نعمتین و احسان وغیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل و حرکت کیوجہ سے پیدا نہین ہوتی ہے اللہ تعالے نے
اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ اُنکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ اُنسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ ہونے
کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب وہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اُس سے محبت
رکھتے ہین تو اس طور پر ہے کہ اُنکے دلون پر اُسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہے یعنے اُنکے قلوب مین نور محبت سماجاتا ہے پس جب انکی ارواح کی
آنکھین سرمۂ محبت سے منور ہوئین تو ان آنکھون نے عجیب بینائی پائی اور اسکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے مشاہدۂ
ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اصلی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہے سلامی نے کہا کہ اُسی کے
فضل محبت سے اُنھون نے اُسکی محبت مین اپنے آپ کو قربان کیا اور اُسیکی یاد کے فضل سے اُنھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو
فراموش کردیا۔ یوسف بن الحسین رح نے فرمایا کہ محبت ایثار ہے قال المترجم مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑ کر اُسی کو اختیار کیا اور
محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہے حتی کہ بہت جاہل اسمین خبط ہوتے ہین ع عشقی آن نبود کہ درمردم بود + این فساد خوردن
گندم بود + اور محبت ایمانی فنائے نفس ہے اور اختیار محبوب ہے اسی محبت کی شان ہے کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض
نے کہا کہ صحابہ رض کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکر و عمر رض کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ
میرے اعمال ویسے نہین ہین (م) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت و ایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اُسکے دوستون سے تواضع
رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین پھر ذکر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین اسطرح
قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اُسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے
بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب اوصاف کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ انکی کسی ذاتی استحقاق
سے نہین بلکہ محض بفضل و رحمت سے ہے جیسے اپنی محبت کی وجہسے انکی محبت بیان کی شیخ ابوبکر وراق رح نے کہا کہ جہاد تین طرح کا ہے ایک تو
جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد یہ ہے کہ
قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اُس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہے کہ بندگی سے کسی حال مین فتور نہو اور شیطان
پر جہاد اسطرح ہے کہ تجھین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اُچک لیجاوے پھر اللہ تعالے نے یہودیونکی دوستی
سے بیزاری ظاہر کرکے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

Marfat.com

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

تمھارا رفیق وہی اللہ ہے اور اُسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں

ع ۸ ## الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ

زکوٰۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہیں اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی

حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ○

تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

عبداللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑ دیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آنکہ اللہ تعالے نے انکو فہمایش کردی کہ یہود ایسی قوم ہے کہ ان پر اللہ تعالے کا غضب ہے سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر انھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہے کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت و دیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہوچکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب انھون نے یہودیونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم و اہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود و نصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ تمھارا ولی اللہ تعالے ہے اور اُسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہے کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہے کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون بمعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہے لہذا راکعون بمعنے خشوع کرنیوالا یا یہ معنے ہین کہ اول سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود ادائے فرائض کے نوافل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز انکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہے کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہے اور اولی یہ ہے کہ وہم راکعون اکو الذین ہم راکعون یعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اور اقامت نماز فقط یہی ہے کہ جس نماز کو ادا کیا اُسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ ہمیشہ بدون قضا کرنے کے ادا کرین لہذا بعد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تاکہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہین واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہے قولہ یؤتون الزکوۃ سے کہ معنے یہ ہونگے کہ ادا کرتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا حالانکہ مین نہین جانتا کہ علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہے کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے ایسا کیا کہ رکوع کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہوجائیگی پھر مترجم کہتا ہے کہ اگر اس جملہ کے معنے یہ لیے جادین کہ وہ نماز پر مداومت کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت سے موصوف ہین تو ہوسکتا ہے قال ابن کثیر اور جن لوگون نے

Marfat.com

یوتون الزکوۃ سے اسکو حال ٹہرالا اور حالت رکوع مین ادا ے زکوۃ قرار دی وہ آمین حضرت علی بن ابی طالبؓ سے ایک اثر روایت کرتے
ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل مانگتا ہوا گذرا تو آپنے اپنی انگوٹھی
اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید وطرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی تلخیص یہ ہی کہ اس اثر کو ابن ابی حاتم
وعبد الرزاق وابن جریر وابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے روایت کیا ہی پس ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کہیل و عتبہ بن ابی حکیم سے
روایت کیا اور اسناد ضعیف ہی اور ابن جریر نے مجاہد وسدی وابو جعفر الباقر۔ ووالبی عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب
بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک از ابن عباس حالانکہ ضحاک نے
ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہی اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہی
اور نیز ابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے ابو رافع وابن یاسر وحضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ انمین سے کوئی روایت صحیح
نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعفا ہی اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لاتتخذوا الیہود والنصارے
اولیا والآیہ۔ مین گذرین اسمین معلوم ہو چکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہی **قال المترجم** بلکہ صیغہ جمع دلالت
کرتا ہی کہ خطاب مومنون کو ہی اور عبادہ بن الصامت آمین داخل ہین لیکن اس سے کوئی منافات لازم نہین آتی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون
الصلوۃ سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم وحضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم - **وَ
مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** - معنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی پکڑے اللہ و اسکے رسول و ایمان والون کو تو اللہ تعالی
انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہی - **فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ** - کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین **ف**
اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہی پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جہاد و لڑائی مین
کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہی اور کبھی کافر قوی ہو جاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دنیا ایک راہ ہی اور موت پر یہ راہ ختم ہو جاتی ہی پس غلبہ
کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہی اور وہ فلاح دارین ہی اور ظاہر ہی کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے و اسکے رسول و مومنین کی ولایت رکھتے ہین اور جہاد کرتے ہین اور اعمال
خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہی خواہ وہ شہید ہو جاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہی اور اوتعالے نے یہ فرض فرمایا ہی کہ انجام مین رسول ہی
غالب ہے خواہ باعتبار ظاہر و باطن دونو کے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہی اسلیے کہ انھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور
بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت و برہان کے ہی کہ حق ہمیشہ غالب ہی اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی چنانچہ دین اسلام سے کسی فرقہ کا فرد مرتد نے کبھی حجت و دلیل سے غلبہ نہین پایا **ف**
عرائس مین ہی کہ قولہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہی کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت مبذول فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب
ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہی کہ انھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہی اور مومنین
کی محبت یہ ہی کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان و مال سے انکے واسطے موجود ہین **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے
کی ولایت یون ہی کہ جسنے اس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ اوتعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان
بندہ میرا ولی ہی پس رسول پر واجب ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے حدیث مین ہی کہ حضرت
صلعم نے حضرت علیؓ سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہو رہی ہی اور وہ تو اپنے چچا زاد بھائی سے مشورہ مین مشغول ہین تو آپ نے
فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اسواسطے چھانٹا ہی اور اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے حق مین

Marfat.com

صریح کہا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ یعنے سواے ابوبکرؓ کے دوسرے کسی کو پیشواے خلق بنانے سے اوتعالے انکار فرماتا ہی اور اوتعالے کے مطیع بندے جو مومنین ہین وہ بھی انکار کرتے ہین اور یہان سے بعض بدعتیونکا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ خلافت کبریٰ حضرت علیؓ کو تھی اور خلافت صغری باقی حضرات ثلثہ کو ہوئی۔ اللہ تعالے ہدایت دے اُن بیوقوفونکو جو دین مین خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہین قولہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالے کی طرف سے محبوب بنالینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی محبت ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق مین آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایطور کہ اوتعالے کی بندگی مین اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہرطرح آپ کی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق مین مومنون کی تولیت ودوستی واقع ہوئی بایطور کہ اُنکے چہرون سے اُسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالے واُسکے رسول صلعم ومومنون کا محبوب ہی اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد ونصرت الٰہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا **قاسم**ؒ نے کہا کہ اللہ تعالے سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ مومنین صالحین سے موالات ہو پس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اُسکو موالات الٰہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث مین ہی کہ جسنے ہم مین سے یعنے مومنین مین سے بڑے کی تعظیم نکی وہ ہم مین سے نہین ہی اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہی **قال المترجم** حدیث مین آیا ہی کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود ونصاری کے حرکتین کریگی اور آثار قیامت مین بھی مذکور ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر طعن کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ نے تو سب سے پہلے اسلام مین یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگون پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ مین عموماً یہ بلا پھیل گئی ہی اللہ تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے **قال الشیخ** اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہین جو اللہ تعالے کی اطاعت مین ٹھیک قائم رہتے ہین اب اللہ تعالے نے موالات یہود ونصاری سے منع کرکے عموماً کافرون ومشرکون مع بدعتیون ومنافقون وفاسقون کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ

او ایمان والو رفیق نہ پکڑو الیسونکو جو ٹھہراتے ہین تمھارا دین ہنسی اور کھیل اور جو

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہین اور ڈرو اللہ سے اگر

مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ

یقین رکھتے ہو اور جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہرا دین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہین

یاایہا الذین امنوا۔ یہ خطاب ہی سچے مومنونکو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہین اُنکو بھی شامل ہی اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہین تھے یعنے او ایسے بندے جنکو صفت ایمان الٰہی ہی۔ **لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء**۔ مت بناؤ ان لوگونکو جنھون نے تمھارے دین کو ہزو اور لعب بنایا ہی اگلے

Marfat.com

اہل کتاب کا وہ کفر جس کو اپنی تعلیم سے ثابت الزام کرتے ہیں مسلمانوں کے متعلق نقل ہے اور متعلق رحم اور طمع پر جتنے ہیں سب لوگ خدا و قیامت پر یقین
رکھتے ہیں جنت سے بھی اسکی صفت کی ہے ان قرائن کو سمجھ لیں تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں جو پہلے کتاب دئے گئے
مسلمانوں کے دین میں عمل کرتے ہیں کتاب بعد حضرت کو اور دنیا کو اگر دین حق پر ہیں تو کو دوست بنا لو اور ان پر
تعجب ہے کہ یہ ظاہر کرتے ہیں اپنی کتاب کو اور کہنے سے مراد کفر ہے خیر ہو تم شعائر اپنی جہالت سے اسلام کی
شرع کو دین حق کر کے تمہارے تئیں ظاہر ہوا کہ یہ حق ہے وغیرہ مطابق بیان ان کے اور عقل کی دلیل ہے جو ہر ایک ہیں اور اقوال
وتاریخ و شرح سے بھی ہم جیسا محمد کرتے ہیں یہ سب تفسیر ہو گئی شان نزول اصل کلام کہ جس شخص کو دیکھا ہو کہ دین اسلام
کی باتوں سے پیار ہے تو سمجھ کر بنا لیتے ہیں جیسے **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے یہ تقویٰ لیے کہ گروہ
ملامت سمجھ کر **إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ** اگر تم ایمان والے ہو تو ان کو حسد اسلام پر ظاہر کر جس شخص نے ان کو حسد کو
کبھی بات پر سمجھ کر جو دوست بنا رکھے ہیں پھر **وَإِذَا نَادَيْتُمْ** اور جب تم پکارتے ہو **إِلَى الصَّلَاةِ** یعنی اذان
اور یہ لوگ ہیں کہ جب تم بات پر اذان دیتے ہو تو اذان کے ساتھ **اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا** تو اس کو ہنسی اور کھیل
بنا لیتے ہیں اس سے محمد کہتے اور ایسی باتیں ہیں یعنی ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ **ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ**
لَا يَعْقِلُونَ یہ اس لئے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں کیونکہ اس قدر حواس کا ہے جیسے جانوروں کے
حواس کام دیتے ہیں اگرچہ ان کے حواس بہت سے ہیں تو بھی یہ بات عقل ہے خوبصورت چیزیں جیسے جانوروں کا حس
عجیب و غریب ہوتے ہیں اور ان کی عقل اپنی تقلید کرتے تھے اور ان کی ایسی حکمت کہ ان لوگوں کا کام ہی جو شیطان کے
پیرو ہیں تھے اذان سے شیطان بھاگتا ہے اس حالت سے تو یہ حالت ثابت ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی روایت کی ہے
کہ اذان بھی اسی آیت سے اذان کا کلام مجید میں مذکور ہونا بیان کیا اور بعض نے کہا کہ **إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ**
اذان مذکور ہے جو خصوص جمعہ کی لفظ کے ساتھ ہے اور بیان ہر نماز کے واسطے ہے سدی سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک نصرانی رہتا
تھا جب وہ مسلمانوں کی اذان میں مؤذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ سنتا تو کہتا جل جاوے جھوٹا پھر ایک روز رات کو وہ
اور اس کے گھر والے سو رہے تھے کہ اس کا خادم آگ لایا اس میں سے ایک چنگاری گر پڑی اور گھر میں تمام اسباب جل گیا آگ لگ گئی تو وہ بھی جل کر
مر گیا اور گھر والے بھی جل مرے اس کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ جیسا وہ کہتا تھا ویسا ہی جل گیا اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ
صلعم سال فتح مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور بلال ساتھ تھے حکم دیا کہ اذان کہے اور ابوسفیان بن حرب اور حارث بن ہشام اور عتاب
بن اسید خانہ کعبہ میں بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ فلاں بزرگ تھا کہ اس آواز کلام کے سننے سے پہلے مر گیا اور حارث بن ہشام نے کہا اگر واللہ
میں جانتا کہ یہ حق ہے تو میں اس کی پیروی کرتا اور ابوسفیان نے کہا کہ میں کچھ نہیں بولتا اور اگر بولوں تو یہ کنکر بھی خبر دے دیں گے
پس اسی وقت آنحضرت صلعم ان لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا جو تم نے باتیں کی ہیں وہ باتیں بھی بیان کر دیں
تب عتاب و حارث نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ہیں ہمارے پاس یہاں کوئی نہ تھا کہ ہم یہ گمان کریں کہ اس نے کہہ دیا
اور ابو محذورہ نے اپنا قصہ اس طرح نقل کیا کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حنین سے واپس آتے تھے تو راہ میں ہم نے
دیکھا کہ ایک مقام پر حضرت صلعم کے مؤذن نے اذان دی تو ہم لوگوں نے اس کی آواز پر ٹھٹھے سے آوازیں لگائیں۔

صلعم نے اسکو سنا تو بھیجکر ہم سب کو پکڑ بلایا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور مین کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی آواز بلند سنی تو قوم نے میری طرف اشارہ کیا اور انھون نے سچ کہا پس آپنے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اذان دے مین کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم و اس فعل سے نتھی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے بلا کر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک ابو محذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابو محذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابو محذورہ کی تونڈی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھمین برکت کرے پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپنے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت صلعم کی طرف سے مجھمین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجاے اسکے آپکی محبت مجھمین بھر گئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ۔ ندا حق اخفین خاص بندون کے کان مین آتی ہے جنھون نے ندا ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہے اور اسکا جواب دینا وہی جواب ہے جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہے اور یہی بھید ہے کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہے فلیتفکر واللہ اعلم استاد رحمہ نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہے وہ اذان سنکر خوش و دل شاد ہو جاتا ہے اور جو حقیقت حال سے غافل ہے وہ اسکو لہو و لعب کے کانون سے سنتا ہے

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ

تو کہہ اے کتاب والو کیا بیر ہے تمکو ہم سے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہم کو اترا اور جو اترا

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بری جزا ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور ان مین سے بعضے بندر کیے اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰۤئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

یہود نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپنے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ تعالے و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور اسمین عیسی علیہ السلام کے سچے رسول ہونیکا بھی ذکر ہے تو جب آپ نے عیسے علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قولہ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ کہدے کہ اے یہودیو هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا ۔ تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے ۔ اِلَّاۤ اَنْ

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ - مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور جو ہمپر اُتارا
گیا اور جو ہمسے پہلے اُتارا گیا و دیگر انبیاء سابقین پر۔ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ - اور تم مین اکثر فاسق ہین اور معنے یہ
ہین کہ تم نہین انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حاصل آنکہ یہ ایسی بات نہین جو انکار کی جاوے حاصل آنکہ ای یہود یو تم نہین
انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان مین داخل ہوے اور تم ایمان سے خارج ہوے اور فاسق وہی ہی جو طاعت سے خارج
ہوا اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے ای اہل کتاب تم نہین انکار کرتے
یا نہین عیب لگاتے ہو ہمپر مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور قرآن پر و اگلے انبیاء کیطرف اُتاری ہوئی کتابون پر حالانکہ
یہ کوئی طعنہ و عیب کی بات نہین ہی پس استثنا منقطع ہی اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے ای یہود یو تم کچھ منکر نہین مگر یہی کہ بہتیرے
تم مین سے فاسق و خارج از ایمان ہین اور ہم لوگ ایمان لائے ہین پھر فرمایا۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ - کہدے بھلا مین تم کو خبر دیدون
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ - اس سے بدتر کی۔ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ - از راہ ثواب کے اللہ تعالےٰ کے یہان یعنے جس چیز سے
تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو اسکو اعتقاد رکھنے والون سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلادون حاصل آنکہ بھلا مین تمکو بتلادون
کہ جس دین والون کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہین پھر بتلادیا۔ ہو۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ - ہر وہ شخص ہی جس کو
اللہ تعالےٰ نے لعنت کی یعنے غضب کرکے رحمت سے دور کردیا۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ - اور
انمین سے بعضے بندر و سور کردیے یعنے مسخ کرکے صورتین بگاڑ دین اور یہ لوگ یہودی ہین اور یہودی خود بیان کرتے ہین کہ
روز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کردیا گیا تھا اسمین نافرمانی کرنے سے بندر ہوگئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے
سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاری مین سے بھی سور کردیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا
الحاصل اپنے زعم مین جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات پر کہ وہ عیسی علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہین تو انسے بدتر تمکو بتلاؤن
وہ قوم جسکو اللہ تعالےٰ نے غضب کرکے ملعون کردیا اور اسمین ظاہر صورت بھی مسخ کرکے بندر و سور بنالیے اور جس قوم نے بت
پوجے چنانچہ فرمایا۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ - ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ۔ اور وہ بدتر ہی جسنے پوجا
طاغوت کو یعنے شیطان کو بایںطور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہین ہی کہ یہ لوگ انھین مسخ کیے ہوے بندرون
و سورون کی اولاد ہین کیونکہ جو مسخ ہوے تھے انکی نسل نہین رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ زندہ رہے
چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بندر و
سور انھین یہود کی نسل ہین جو مسخ ہوے تھے پس آپ نے فرمایا کہ نہین اور اللہ تعالےٰ نے جب کسی قوم کو ملعون کرکے مسخ کیا تو انکی
نسل ہرگز نہین رکھی ہی اور بندر و سور تو اللہ تعالےٰ کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالےٰ نے یہود پر غضب کیا
تو مسخ کرکے بندرون و سورون کے مثل کردیا رواہ مسلم وابو داؤد والطیالسی و احمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل معنے یہ
ہین کہ ای اہل کتاب تم جو ہمارے دین مین طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہی کہ ہم اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے
ہین اسکے سوائے کسی کی پرستش نہین کرتے ہین تو تم بھلا ہم مین کیا طعن کروگے تمہارا تو یہ حال ہی کہ شیطان تمنے پوجا اور نافرمانیان
تمنے اس درجہ سخت بدتر کین کہ ملعون ہوکر بندر و سور کیے گئے اسیواسطے فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا - یہ

Marfat.com

لوگونکا ٹھکانا بہت بدتر ہی کیونکہ دوزخ ہی اُنکا ٹھکانا ہی۔ وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ اور نہایت گمراہ ہین سواء السبیل سے یعنے راہ حق سے اور اصل سواء بمعنے وسط ہی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

اور جب تم پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ○ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

خوب جانتا ہی جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہت اُنہین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ

اور حرام کھانے پر کیا برے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے اُنکے درویش

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ۔ اے اہل ایمان جب یہود کے منافق تمھارے پاس آتے ہین۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا۔ تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہی سواے چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل اِدھر ایمان کیطرف چلا تو وہ بھی منافق ہین کہ تمھارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین۔ وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ۔ حال یہ کہ تمھارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ۔ اور جب تمھارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین کہدیا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ اور اللہ خوب جانتا ہی جو نفاق وہ اپنے دلونمین چھپائے ہین۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ اور دیکھتا ہی تو بنظر تعجب کہ یہود مین سے بہتیرے ہین۔ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ کہ جھوٹ بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہر طرح کی بیجا حرکتو نمین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ۔ اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ البتہ نہایت بدتر ہی اُنکا یہ عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا۔ لَوْلَا۔ حرف زجر ہی ای ہلا۔ يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ۔ منہم یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین۔ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ۔ اُنکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ۔ اور حرام کھانے سے ف منع کیا کرین مگر اللہ عزوجل کی نافرمانی مین اُنکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالے اہل ایمان کو ان قبائح اعمال سے پاک فرماوے و پاک رکھے۔ اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے و ظلم و تعدی کرنے و حرامخواری و رشوت ستانی کی صفتین اُن یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالے نے غضب کرکے انکو ملعون و بندر و سور بنادیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام مین بھی یہ بلائین پھیلین اور بعضون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ بیشک یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین اعمال کی خرابی بدرجہ نہایت پہونچ گئی افسوس کہ روے زمین پر

جو قوم حضرت خالق عز و جل کی جناب مین توحید و ایمان سے سر جھکانے والی تھی وہی اس حال مین اپنے آپکو خوار کیے ہوئے ہر اب اگر ہمارے عیوب سے دفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے کے فضائل مین دفتر بھرے ہین بالجملہ اسلام و دین محمد صلعم اپنی ہمی خوبی ہر لیکن عموما جو اہل اسلام نظر آتے ہین انکو اور ہمکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کرے اور یہود و نصاری کی بد خصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموما یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات نہایت خراب و معصیت تھی اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ اور بہت بری ہر وہ چیز جو یہود کے سر گروہ کرتے تھے یعنے عوام کو بری حرکتون سے منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین اُنسے عوام کو منع کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ جو آیات اسطرح مذمت مین وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہر ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہر اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کی کسی نیکوکاری کی تعریف ہر وہ بھی اہل اسلام کو تعلیم ہر اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھتے ونکاتے ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہر کہ یہی بیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہر اگرچہ شروع آیت مین یون ہر کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب توریت مین یہ کہ الی آخر الآیۃ لیکن چونکہ آخر آیت مین بصیغۂ عموم فرمایا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی اور ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرینگے گذرے انکا انجام ایسا خراب ہوا پس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجز و انتہاے درجۂ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا ہر بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہر اور اسی پر دلالت کرتا ہر جو ابن عباس رض نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاک رح نے بھی روایت کی ہر اور حضرت علی بن ابی طالب رض نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہسے برباد ہوے کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے انکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے انکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی اچھی باتون کے بجا لانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اُسوقت کے آنے سے کہ تمپر وہی بلا نازل ہو جاوے جو اُنپر[لہ] نازل ہوگئی اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسیکی موت کو وقت سے پہلے لاتا ہر رواہ ابن ابی حاتم و ابوداؤد اور جریر رض نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے روکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب مین مبتلا کردیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ آپسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھانے و منع کرنے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نکرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یاایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دار مدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالی لولا ینہاہم الربانیون الآیہ۔ ربانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے عذاب و ثواب کے جاننے والے ہون یعنے جنکو عرف مین علما و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح خوش زبانی سے بجبر لکڑی سے مال سے مارنے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس پر نچھوڑین و نافرمانیون سے منع کرین اور صاف فرمادیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو ضرور اسکو اللہ تعالے

[لہ] یعنے اگلی امتون پر نازل ہوگئی ۱۲ م

عذاب کریگا اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس مین رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ نہ روکین مگر آنکہ یقینی جان لو کہ اللہ تعالے ان سب کو اس عذاب مین مبتلا کریگا۔ واسطی نے کہا کہ ربانی وہ علماے عارفین ہین جو جانب حق سے مخلوق کے اندازہ و مقدار کو جانتے ہین اور احبار وہ لوگ ہین جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

اور یہود کہتے ہین اللہ کا ہاتھ بندھ گیا انہین کے ہاتھ باندھے جاوین اور لعنت ہے انکو اس کہنے پر بلکہ اسکے دونون ہاتھ

مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ

کھلے ہین خرچ کرتا ہے جسطرح چاہے اور اس حکم سے جو تم کو اترا

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

تیرے رب کی طرف سے انکو بڑھے گی شرارت اور انکار اور ہمنے ڈال رکھی ہے انمین دشمنی اور بیر

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ

قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے اللہ اسکو بجھاتا ہے اور دوڑتے ہین

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

ملک مین فساد کرتے اور اللہ نہین چاہتا فساد والون کو

اللہ تعالے نے یہود سے توریت مین مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہو تو ضرور اسپر ایمان لاوین نصرت و مدد کرین پھر انکے علما نے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہو جانے کے ڈر سے انکار کیا کہ انکی آمدنی بیری جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت و صفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور مین آئین پس جس ڈر سے انھون نے چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالے نے انپر ڈالی کہ مال سے انکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نہ مانا تو اللہ تعالے نے انکو محتاج کرنا شروع کر دیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالے نے ان کافرون کا قول بیان فرمایا۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ۔ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونون ہاتھ اُٹھا کر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردودنے جو مغلولہ کہا تو معنے یہ کہ مقبوضہ ہین یعنے ہاتھ کھینچے ہوے ہین اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہ تھی کہ وہ بخیل ہے نعوذ باللہ من کلمۃ الکفر۔ و تعالے ایسی باتون سے پاک ہے اور یہودیون کی یہ نئی بات نہین بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء۔ ویسے ہی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی کہ اسکے ہاتھ جکڑے ہوے بندھے ہین بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہے وہ روک رکھا ہے یہی مجاہد وغیرہ علماے تابعین نے معنے بیان کیے ہین اور صریح وہ ہے جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ شاس بن قیس یہودی نے کہا کہ تیرا پروردگار بخیل ہے خرچ نہین کرتا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالے کو فقیر بھی کہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپیڑ مارا تھا۔ بالجملہ یہ یہودیون کا

Marfat.com

قول تھا معلوم نہین کہ کتنون نے کہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا۔ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ ۔ ای اسکت عن فعل الخیرات۔ نیکیان کرنے سے یہودیون کے ہاتھ مغلول ہوے یا اللہ تعالے کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم اس اسلوب پر ہے جیسے بددعا کیجاتی ہے اور یہ حسن بلاغت بطور محاورہ زبان عرب ہے ورنہ اللہ تعالے کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب ہے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ کلام مجید مین بندون کے مناسب بول چال پر فہمائش ہے لیکن معنے مین شان جناب باری تعالے ملحوظ ہے اور فرمایا۔ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالے کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات کے نزدیک بھی پھر رد کر دیا اور حقیقی حال بیان فرمایا۔ بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ ۔ بلکہ اُسکے دونون ہاتھ مبسوط ہین جیسے چاہتا ہے نفقہ دیتا ہے قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہے بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہے جود وسخاوت سے اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطها کل البسط الآیہ مین دونون معنے ظاہر ہین پس یہان جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہے یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالے عزوجل کیواسطے دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالے جسم وجسمانیات اور ہر چیز سے پاک و الگ ہے کوئی چیز اسکے مانند ومشابہ نہین ہے چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہے اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد کہا تھا اگر اُنکے رد مین او تعالے نے تثنیہ کر دیا چنانچہ یداہ کہا تاکہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرے تو یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہے کہ او تعالے نہایت ہی کریم وسخی وجواد ہے لیکن حکمت سے سخاوت ہے اور وہ پاک پروردگار بالکل قادر مختار ہے جسطرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کم وزیادہ دیتا ہے اور واضح ہو کہ مفسر نے جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہے اور بعض نے قدرت ونعمت وغیرہ سے تاویل کی ہے اور توضیح مقام یہ ہے کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین چند معنے پر بولا جاتا ہے ہاتھ جو عضو معروف ہے وبمعنے قدرت وبمعنے نعمت وبمعنے تائید وبمعنے ملک وبمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے (ان لہ عندنا یداً ۱۲) (یداً مرتھا لحاجۃ ۱۲) (بیدہ عقدۃ النکاح ۱۲)
تو جناب باری تعالے کی شان مین محال ہین اور فرقۂ مجسمہ ویہود جو او تعالے کی شان مین جسم وجسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہو سکتے ہین لیکن یہان یعنے قدرت ونعمت وملک مناسب نہین ہان یعنے جود وسخاوت مناسب ہین جیساکہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابوالحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین اور اُن کی ماہیت نہین معلوم لیکن قطعًا ویقینًا وہ اعضاء وجوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیساکہ فرقۂ گمراہ مجسمہ ویہود اعتقاد کرتے ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہے کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ مذہب جید وقوی ہے بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہے وہ مراد ہے جیسے عرش کی لفظ سے جو تصور مین آتا ہے یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہے بلکہ وہ تخت ہے جسکی ماہیت وصورت وہم وگمان سے خارج ہے جیسے دیگر صفات آلہی علم وقدرت وسمع وبصر کا حال ہے جیسے ذات آلہی عزوجل تصور وقیاس وگمان ووہم سب سے پاک برتر ہے ویسے ہی اسکے صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علما نے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث ابی ہریرہؓ مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملأی لا تغیضها نفقۃ سحار اللیل والنهار ارأیتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم ینقص ما بیدہ وکان عرشہ علی الماء وبیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع ویخفض رواہ البخاری ومسلم اور کثرت سے احادیث وآیات ہین جنمین ید وجہ

(ان الفضل بید اللہ ۱۲م)

وغیرہ صفات کا اثبات ہے اور ائمہ تصوف و اکابر اولیا سب متفق ہین کہ یہ صفات صحیح ثابت ہین اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے ہین جنکو انوار باطن سے کچھ نصیب نہین اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہے انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے مقام پر مذکور ہوگی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ۔ یعنے قرآن۔ طُغْيَانًا وَكُفْرًا۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجپر اُترا ہے وہ انہین سے بہتیرون کو طغیان و کفر بڑھاوے گا۔ ف کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہین حاصل آنکہ سوائے بعض یہود کے جو مسلمان ہوے ہین باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان و کفر زیادہ بڑھتا ہے چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ یعنے ہم قرآن سے جو اُتارتے ہین وہ مومنون کے حق مین شفا ہے اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہے۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اور ہمنے قیامت تک انہین باہمی عداوت و بغض ڈال دیا۔ ف پس انہین سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہے خواہ فقط دین مین یا دنیا مین بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقون مین ہے اور اہل ایمان مشاہدہ کرین کہ یہی حالت نصاری مین موجود ہے اور حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ مین انہین خصومات و جدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ قطعًا واقع ہے پھر معجزہ صدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم یون واضح ہے کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود و نصاری کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بغور مشاہدہ ہے کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ و جہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرتے تھے اب اہل حق آپسمین پھوٹ گئے اور دین کے بارہ مین متفق نہین رہے اور یہ سخت بد علامت ہے اللہ تعالے آپسمین اتفاق دے اور انکو راہ مستقیم حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ۔ ہر بار جب انھون نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی۔ أَطْفَأَهَا اللَّهُ۔ تب ہی اسکو اللہ تعالے نے بجھا دیا۔ ف یعنے جب انھون نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالے نے اُنکو مردود کیا بایں طور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپسمین جھگڑا کرنے لگے اور مومنون کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور بیضاوی مین کہا کہ یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوے یعنے مغلوب ہوے چنانچہ جب انھون نے حکم توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالے نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر قسطوس رومی کو مسلط کیا پھر تیسری بار فساد کیا تو اُنپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالے نے توریت و انجیل منسوخ کرکے اہل اسلام اہل قرآن کو مبعوث فرمایا اور یہ سب خوار ہوے۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا۔ اور چلتے ہین زمین مین درحالیکہ فساد ہین یعنی مفسدین ہین یعنے گناہون سے زمین مین فساد کرتے پھرتے ہین۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ اور مفسدونکو اللہ تعالی پسند نہین کرتا۔ ف یعنے اللہ تعالی انکو عذاب کرتا ہے اور بجائے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے مین اشعار ہے کہ آخرت مین تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا مین بھی عذاب پاوینگے۔ ف قال فی العرائس قولہ بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء اللہ تعالی نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہین بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم اور دست بقا دو صفت ہین پس دست قدم یعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہے بمقتضائے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہے اور بقا سے تربیت ہے

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اُتار دیتے اُنکی برائیان اور انکو داخل کرتے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ
نعمت کے باغون مین اور اگر وہ قائم رکھین توریت اور انجیل کو اور جو اترا انکو
رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَ
انکے رب کیطرف سے تو کھاوین اپنے اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے کچھ لوگ انمین سے سیدھے ہین اور ۹ ع
كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝
بہت انمین سے برے کام کر رہے ہین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا ۔ اور اگر اہل کتاب (یہود و نصاری) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ۔ وَاتَّقَوْا ۔ اور کفر سے بچتے ۔ لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۔ تو انکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفارہ کر دیتے یعنے انکے گناہون کا انسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہی ۔ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۔ اور ہم انکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑکر ایمان لاتے تو دنیا مین انکے پہلے گناہ کا مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہوکر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۔ اور اگر اہل کتاب یعنے یہود و نصاری توریت و انجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین ان سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجملہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت انپر ایمان لاکر پیروی کرین پس اگر یہ لوگ توریت و انجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لاتے ۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ اور جتنی کتابین انپر انکے پروردگار کیطرف سے اُتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۔ تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہی کہ انپر رزق کی وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے انپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت و انجیل و تمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہت سے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرح پر ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر اقامت یہ کہ جب تک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو باقی احکام توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا یہی اقامت ہی اور یہانسے معلوم ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہی اور حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کا حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیهم من ربهم ۔ سے مراد قرآن مجید ہی کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اترا ہی کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہی اور ابن عباس نے قولہ لاکلوا من فوقهم ۔ مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ آسمان انپر ادرار کرتا اور زمین انکے واسطے خوب اگاتی ۔ اور آیت مین دلیل ہی کہ اللہ تعالے کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشایش کا سبب ہی تو بندہ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت الٰہی حاصل ہوتا ہی اور یہ آیت

بمانند کولہ ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنے ہوگا تو ان عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہاں کے لوگ
ایمان لاتے اور شرک سے باز رہتے تو انپر اللہ تعالے آسمان وزمین سے برکات کشادہ کر دیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و
یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال مین مطیع ہوا اسکو
طاعت سے رزق وسیع حاصل ہوتا ہی اور اقامت احکام الٰہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مضبوطی سے
قائم رہے ور نہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان کیگئی یا آپنے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم
جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علم کیونکر جائیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اپنے بیٹون کو پڑھاتے
ہین اور وہ اپنے بیٹونکو پڑھاوینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید مین تجھے مدینہ کے لوگون مین سے دین مین زیادہ
سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود ونصاری توریت وانجیل کو نہین پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابون مین ہی اس سے کچھ نفع نہین پاتے ہین
(رواہ احمد وابن ماجہ وابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح) الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین اگر اسپر پورے احکام سے
ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی و ذلت مین نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا مین بھی عزت و ثروت و برکت دیتا مِنْهُمْ
أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ۔ اہل کتاب مین سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہی وہ ان کتابونپر عمل کرتی ہی اور جو کچھ اللہ تعالے
کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہی اور یہ وہ لوگ ہین جو بمقتضاے عمل و اقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
مانند عبداللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے علماے یہود مین سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھیون کے نصاری مین سے
بلکہ یہ لوگ تو مطیع رہے۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ۔ اور بہتیرے انہین سے بہت برے کام کرتے ہین ابن کثیر
نے تفسیر مین لکھا ہی کہ بنی اسرائیل مین سے نیک لوگونکے واسطے بلند و اعلی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے اقتصاد
درجۂ وسطی ہی اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات
باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر۔ پھر ہمنے کتاب الٰہی کا وارث ایسے لوگونکو بنا دیا جنکو ہمنے اپنے بندون مین سے چھانٹ لیا ہی یعنے انہین
سے اپنی جان پر ظالم ہین اور بعضے درمیانی چال چلتے ہین اور بعضے اللہ تعالی کی ارادے سے نیکیون کی جانب سبقت کرنے والے
ہین اور یہی بڑا افضل ہی۔ ھ۔ اور صحیح یہ ہی کہ یہ تینون اقسام جو اس آیت سے بیان فرمائے ہین سب جنت مین داخل ہونگے قال المترجم
احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہی کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے مین تو کلام نہین ہی فقط ظالم لنفسہ مین وہم ہوتا ہی
تو یہ ظلم انکا اپنے نفس پر ہی جو عین طاعت حق تعالے ہی جیسے آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات مین انسان کو ظلوم جہول فرمایا حالانکہ یہ
اسی انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہی بالجملہ اس آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد یہود و نصاری
و اس امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کر کے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہی اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ اس حدیث
مین اخیر کا جملہ یعنے سب دوزخی ہین سواے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات مین آیا ہی بلکہ ابن حزم نے
کہا کہ یہ جملہ بنا کر حدیث مین لگا یا گیا ہی قال المترجم ابو داؤد و ترمذی نے اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہی اور اسمین شک نہین کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہی پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکلا وہ دو قسم
ہی ہاں یہ فرق قابل بحث ہی کہ جماعت سے مخالفت و افتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہی یا نہین تو خطابی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ستفترق امتی - کا لفظ کہا اسمین دلالت ہی کہ وہ امت سے خارج نہونگے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ استدلال کچھ نہین ہی اسواسطے کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان نہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کا فرقہ مشرکہ کا ہوتا نہ امت مسلمہ کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد مفترق ہونے کے بھی مسلمان رہے تو یہ حدیث سے ثابت نہین بلکہ حق یہی ہی کہ اہل بدعت مین بعض اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہوجانے پر دلائل قائم ہین پس وہ مرتد فرقہ ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہین دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی ولا تقوم الساعۃ حتی تلتحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلہم یدعی انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الی آخر الحدیث - یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے ملجاوینگے یعنے شرک ہوجاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہی الحدیث پس اس سے ثابت ہوا کہ امت اسیوقت تک تھی کہ اُنپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہی کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہین ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و مفترق ہونے والا فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہی چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہی تو قطعاً کافر ہی اور اگر دین مین ایسی کوئی بدعت نکالی ہی جسپر کفر کا حکم نہین دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہی کافر و مرتد نہین ہی فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل الآیہ - اسمین اشارہ ہی کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوتی پھر قولہ ومنہم مقتصد - سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہی

يَآأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۖ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ

ای رسول پہونچادے جو تجپر اُتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے اسکا پیغام کچھ نہ پہونچایا

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اور اللہ تجکو بچالیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہین دیتا ہے منکر قوم کو

يَآأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ - ای رسول جو کچھ تجپر تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کیطرف سے تجھے ایسی چیز پہونچے جسکو تو برا جانتا ہی - وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ - اور اگر تونے تمام وہ چیز نہ پہونچائی جو تجپر اتاری گئی ہی تو تونے اللہ تعالے کی رسالت نہین پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا کیونکہ حرمت ساقط ہوگئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہی اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہی ولیکن چونکہ مقام نفی تبلیغ کا ہی پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہی بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان اور واضح ہو کہ مالفظ مفید عموم ہی پس آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اُتارا گیا اُسکو امت کو پہونچادین اور اسمین سے کچھ نہ چھپادین اور اسمین صریح دلیل ہی کہ جو کچھ نازل

ہوا دہ آنحضرت صلعم نے تبلیغ کردیا یعنے خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جن غبیون نے یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ ومصحف علی بھی شامل تھا یہ سب کذب وافترا و بہتان ہے عن ہارون بن عنترۃ عن ابیہ روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین اور ہمکو یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہلبیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ الیسے تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) وقال ابن کثیر ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ السوائی سے روایت ہے کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہلبیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہے جو قرآن مین مکتوب نہین ہے تو فرمایا کہ ہرگز نہین ہے قسم ہے اسی ذات پاک کی جسنے دانہ اُگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ ہے جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہے اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہے تو مین نے عرض کیا کہ آپکے اس صحیفہ مین کیا ہے آپنے فرمایا کہ اس مین نے دیت دینے کے مسائل اور قیدی کا چھٹانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھ رکھا ہے (رواہ البخاری) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت وامانت الٰہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرمادیا جبکہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپ کے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہے کہ آپنے اُس روز خطبہ مین فرمایا کہ اے لوگو تم سے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کردی اور خوب نصیحت کردی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اگر تونے کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجپر نازل ہوئی ہین تو تونے اسکی رسالت نہین پہونچائی۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجکو بندون سے ف یعنے تو رسالت الٰہی پہونچا اور کچھ خطرہ مت کر کہ اللہ تو تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کرسکتا ہے اسوقت عرب مین جھونپڑیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہے کہ جب آیت اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم واحمد والترمذی) اور ہام ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہے تو بعض نے جواب دیا کہ یہ آیت بعد واقعۂ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد کیں نازل ہونا مروی ہوا ہے لیکن یہ جواب تکلف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ہر وقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہے کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفی کو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت جو اسوقت بہت کج و ٹیڑھی ہوگئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہوجاوے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسرؒ نے

کہا یعصمک من الناس یعنی تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کرسکینگے پس اور کسی قسم کے صدمہ و چوٹ وغیرہ سے تحفظ کا وعدہ
نہین ہی حتی کہ یہودیہ خیبریہ نے آپکو زہر دیا اور ایک نے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور مفسر رحمہ اللہ نے
ذکر کیا کہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ پھر جاؤ کہ اللہ تعالے نے
نے مجھے محفوظ کر دیا ہ رواہ الحاکم یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہوگیا کہ اب طریقۂ عالم اسباب سے حفاظت کرنا مجبر لازم
نہین ہی بلکہ اوتعالے نے یہ تکلیف مجبر سے مرتفع کردی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقۂ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہی اگرچہ قطعی یقین رکھے
کہ جملہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہی لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا نچھوڑے اور آگ کھلی نچھوڑے اور گھوڑے بدھنے ڈھکے رکھے اور سانپ
بچھو ؤن کی زمین مین جہانتک ممکن ہی حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال و حرکات سے احتراز رکھے لیکن جو شخص یہ سمجھے
کہ میری حفاظت ہی سے بچاؤ ہوا دہ کافر ہی پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ ہوتا حالانکہ غور سے یہ کام کیا تھا انھون نے شیطانکو
اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھاوے کہ تونے بد احتیاطی مین خطا کی تو اچھی
نصیحت ہی لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ بمقتضائے عقل سے چلنا لازم تھا اسمین تونے
کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھر بھی ایسا واقع ہوتا تو تو معذور رہتا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون تحریر
و گواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہو جاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس بارہ مین قبول
نہوگی کیونکہ اوتعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیدیا ہی اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہی کہ اسنے
خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اسکی یہ کہ زید نے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ
تین دن تک مجھے اختیار ہی یعنے تین روز کی جاکر پڑہ اتنے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہوگیا
یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہوگئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جاکر قاضی سے درخواست کی کہ بائع منھ چھپا
گیا ہی لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کر دین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا
اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کرلی پس جب اسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی
بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہی کہ آدمی کام و کمائی چھوڑدے اور اسباب سلطنت و آلات حرب
ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدابیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہو جاوین اور جو لوگ گوشۂ فقیری مین کمائی کی تدبیر
نہین کرتے فقط جہالت ہی اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھاکر کھاتے ہین اور سردی سے جان بچاتے ہین اور کوٹھے سے سیڑھی تک ٹٹول کر اترتے
اور بیگانہ جانے مین سب طرح عالم اسباب کی تدابیر کا برتاؤ کرتے ہین مگر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور فوج و سلطنت
کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو نتیجۂ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے بتلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت سے خراب ہوے
اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہی کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے جو اس قدرت کو کام مین
لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش و مشورت سے کام کرے
اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہی اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہی روایت ہی کہ ایک سفر مین
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار کھینچکر کہا کہ آپکو مجھ سے کون

بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے پس اسنے تلوار رکھدی اور بیٹھ گیا پھر آپنے اُسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا اُسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور آپنے اُٹھا کر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اُسنے کہا کہ معاف فرمایئے (الصحاح) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل روایت مین ایک اعرابی کا حال مذکور ہی کہ اُسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے پس اعرابی کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار گر پڑی اور اُسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر) روایت ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرا دیا تھا اور آیت مین دلیل ہی کہ جن امور کا اللہ تعالے نے جسطرح حکم دیا ہی اُنکے اسطرح بجالانے مین اپنے وہم و وساوس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالے اُسمین حفاظت فرماویگا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ اللہ تعالے قوم کافر کو راہ نہین دیتا ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس ۔ مین الف لام عہد کا ہی یعنے کافرین مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالے تجکو کافرون سے بچاویگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے متعدد روایات مین ہی کہ جنگ احد مین بہت سے کافر آپکے قتل کے ارادہ سے نکلے اور آپ کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخرکار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہرچند تلاش کیا اور نہ پایا ۔ اور یہین سے ظاہر ہو گا کہ بدون تاثیر الٰہی کے خطا کرتی ہی اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہو سکتا لہذا فرقہ نیچر نے جو یہ دعوی کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہی پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث پر انکار کر گئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ ۔ اللہ تعالے جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات با عظمت و کبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین سوائے حق عز و جل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہو جاوے اور مخلوق کی بیماریان و عیب ظاہر کرنے مین اُنسے بالکل نہ ڈرین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالے نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچا دین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہو جاوے اور ردی بیمار مرجاوے واسطی ؒ نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اُتارا گیا ہی اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا ظاہر کیا جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا ۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کر دے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوے انکی کوئی بشر طاقت نہین رکھتا ہی اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہی بلکہ عین معرفت ہی

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ
تو کہہ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اترا ہی تمھارے رب سے

وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ
اور اُنمین بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجکو اترا تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم

الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ
منکر پر البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝
اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو انپر نہ ڈر ہی اور نہ وہ غم کھاوینگے

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ۔ ای یہود و نصاری ۔ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ ۔ تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

Marfat.com

ہو حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۔ یہانتک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو ف یعنے توریت پر قائم ہو اگر یہود
بنے ہو پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ اور انجیل کے احکام پر عمل کرو ۔ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ اور قائم کرو اس چیز کو جو تمہاری طرف اتارا گیا ف مجاہدؒ نے کہا کہ مراد قرآن عظیم ہے اور مفسرین نے اس کی
آیت میں ما انزل الیکم ۔ کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان لاویں توریت و انجیل قائم کرنے کی
ضرورت نہیں کیونکہ قرآن میں ان دونوں کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہے اور عمل کرنے کے واسطے قرآن دونوں کا ناسخ ہے پس مراد ما انزل سے
دیگر کتب آسمانی ہیں حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ ای اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایۂ اعتبار پر نہیں ہو جبتک کہ تم توریت و انجیل
و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابوں کی ہر بات کو پورے طور سے مانو اور اسپر چلو کیونکہ بعض سے انکار کرنا
مثل کل کے انکار کے ہے اور جو کچھ انمیں ہے بجملہ اسکے یہ بھی ہے کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ ای اہل کتاب تم کسی آسمانی دین
پر نہیں ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے میں ضرور ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ اور جبکہ تم مجھپر و قرآن پر
ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمہاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہے پس تمنے اپنی کتاب کو نہ مانا لہذا تم کچھ نہیں
ہو ۔ وَلَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ یعنے قرآن ۔ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا ۔ اور تیرے
رب کی طرف سے جو کچھ تجھپر اُتارا گیا وہ اُنمیں سے بہتوں کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہے ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر و انکار کرتے ہیں
فَلَا تَاْسَ ۔ پس مت افسوس کر ۔ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۔ ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجھپر ایمان نہ لاویں حاصل آنکہ اُنکے
حال پر جو تجھکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہے کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہیں اور عاقبت میں دائمی دوزخی ہونگے تو تجھکو یہ غم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ
باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہیں ف قال فی العرائس قولہ ولیزیدن کثیرا منھم الخ خطاب الٰہی عز و جل میں دو صفت ہیں
ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اُسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف
حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہو جاتی ہے اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہے اور اس نور و ترقی سے ظاہر
و باطن خطاب سے آگاہ ہو جاتا ہے اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہے حتی کہ خطاب
ظاہر ہی اُسکی سمجھ میں نہیں آتا ہے اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہے کیونکہ قرآن درحقیقت صفت الٰہی ہے اور اسکی صفت کی انتہا
نہیں ہے خواہ تجلی بلطف ہو یا بالقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم بدم بڑھتا جائیگا ۔ واسطیؒ نے کہا کہ یہ قوم کافر
وہی لوگ ہیں جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے پھیرنا اللہ تعالے نے ازل میں مقدر کر دیا ہے ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ
هَادُوْا ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہودی بنے ہیں ۔ وَالصّٰبِئُوْنَ ۔ اور جو لوگ صابی کہلاتے ہیں ۔ وَالنَّصٰرٰی
اور جو لوگ نصرانی بنے ہیں ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہیں ف تو انمیں سے کسی دعوی کا اعتبار نہیں ہے بلکہ حقیقت
ایمان کا اعتبار ہے چنانچہ فرمایا ۔ مَنْ اٰمَنَ ۔ جو انمیں سے ایمان لایا ۔ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا ۔ اللہ تعالے
اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک ۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ ۔ تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہوگا ۔ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ ۔ اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت میں اُنپر کچھ خوف و غم نہیں ہے کیونکہ دنیا میں اُنھوں نے اللہ تعالے کے
خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا ۔ واضح ہو کہ صابئہ میں اختلاف ہے پس سعید و مجاہد سے ایک روایت میں ہے کہ وہ نصاری و مجوس میں سے

Marfat.com

ایک گروہ ہے جنکا کچھ دین نہین اور ایک روایت مین کہاکہ یہود و مجوس مین سے ہے اور حسن بصری سے ہے کہ وہ مجوس کے مانند ہین اور قتادہ رحمہ نے کہاکہ وہ ملائکہ کے پوجنے والے ہین اور زبور پڑھتے ہین اور وہب بن منبہ نے کہاکہ وہ فقط اللہ تعالے کے قائل ہین اور اُنکی کوئی شریعت نہین اور انھون نے کوئی عمل کفر پیدا نہین کیا اور ابو الزناد نے کہاکہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہین وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اور ہر سال مین تیس روزہ رکھتے ہین اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہوکر پانچ نمازین پڑھتے ہین اور صحابہؓ کے بارہ مین دیگر اقوال آئے ہین (ابن کثیر) اور مقصود یہ ہے کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد ازانکہ آپ مبعوث ہوے ہین تو آخرت مین ثواب عظیم سے مشرف ہوگا **قال المترجم** صابیہ کی تفسیر مین چونکہ اختلاف ہے اسیواسطے امام ابوحنیفہ و اُنکے شاگردون مین اُنکے ذبیحہ مین اختلاف ہے ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہے کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے کیونکہ حرمت وحلت کے درمیان دائر ہے اور واضح ہوکہ آیت مین دو احتمال ہین اول آنکہ اللہ تعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ مین جو قوم اللہ تعالے پر ایمان لائی وہ آخرت مین مغفور ہے پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح وعمل صالح بموافق شرع کے رکھکر مرے ہین وہ آخرت مین بیخوف ہونگے اور اس صورت مین صابیون ایک فرقہ اہل کتاب مین سے ہوگا اور معنے دوم یہ کہ جو فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہین تو جو شخص انمین سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہے اور سورۂ بقرہ مین اسکے مثل گزرا ہے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ

ہم نے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے انکی طرف رسول جب آیا ان پاس

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۤ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی انکے جی کو تو کتنون کو جھٹلایا اور کتنون کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ

خرابی نہو گی سو اندھے ہوگئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوے انمین بہت

مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○

اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہین

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ - ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا ف کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان لاوین چنانچہ موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادون کی تقلید سے حضرت موسیٰ اور اُنسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ اس ایمان کا کچھ اعتبار نہین ہے - وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا - اور ہمنے انکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد رسول فقط بنی اسرائیل پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختون نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ - كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ - ہر بار جب انکے پاس رسول آیا ف یعنے انھین کی قوم مین سے جبکوئی رسول آیا - بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ - ایسی چیز کے ساتھ جسپر انکے نفس نہین رغبت کرتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو اُنکے نفوس رغبت سے نہین لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور اس مین زیادہ شناعت ہے کہ حق بات کے قبول کرنے مین یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر انکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ امر

حق ہمیشہ نفس سے خلاف ہوتا ہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف شریعت لایا ۔ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۔ تو ان رسولون مین سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہین ف جیسے زکریا ویحیی علیہما السلام کو قتل کر ڈالا اور سابق مین قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے کہ بھائی کی دختر سے نکاح نہین جائز ہی پس بادشاہ نے خواہش نفس پر قتل کر ڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہین یعنے قتل کرتے ہین حالانکہ انکا قتل کرنا زمانہ ماضی مین واقع ہوا تھا لیکن قتلوا ۔ نہین فرمایا بلکہ زمانہ ماضی مین جسوقت مین واقعہ ہوا اسیکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے یہ ہوے کہ قتل کر رہے ہین کیونکہ اسکے تصور مین زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی اُس قوم کی عادت ہوگئی تھی ۔ وَحَسِبُوا ۔ اور انھون نے گمان کر لیا ف یعنے ان قاتلون بدکارون نے اپنے زعم مین یہ گمان کیا کہ ۔ أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ ۔ کوئی عذاب انپر نہوگا ف یعنے رسولون کے جھٹلانے و انکے قتل کرنے سے عذاب وغضب نہوگا فَعَمُوا وَصَمُّوا ۔ پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہوگئے ۔ ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۔ پھر اللہ تعالے نے انپر رجوع فرمایا ف اور انکو توبہ کی توفیق دی ۔ پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالے نے غضب کر کے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوے آخر کار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو نبوت کی شان سے واقف ہو کر پھر دلیری کر کے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بجرمتی اختیار کی ۔ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۔ پھر بہتیرے انمین سے اندھے و بہرے ہوگئے ۔ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۔ اور اللہ تعالے اُن کے اعمال کا بصیر ہی ف مقصود یہ کہ اُنکو انکے کامون کی سزا دیگا اور تہدید ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہین مگر اللہ تعالے خوب دیکھتا ہی اس سے کچھ پوشیدہ نہین ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لاتکون فتنۃ الآیہ ۔ اللہ تعالے نے ایک قوم یہود کا حال بیان فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہین کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے اُنکی آنکھوں پر پردے ڈالدیے اور اُنکے کانون مین گمراہی کے ٹھیٹھے دیدیے پس انھون نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ ہم اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہین اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم مین گرے چلے جاتے ہین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت عام سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوے پھر بے ادبی کی تو وہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کر دیگئی تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہوگئے بعض نے کہا کہ انھون نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ مین نہین پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوے لیکن جسکو اللہ تعالے نے رحمت مین نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ مین نہین پڑینگے اور نفس پر اعتماد کر کے شہوات مباحات کے مرتکب ہو کر اندھے بہرے ہوگئے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
البتہ کافر ہوے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ وہی ہی مسیح بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہدیا تھا کہ اے بنی اسرائیل

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
بندگی کرو اللہ تعالے کی جو رب ہی میرا اور تمھارا معرز جسنے شرک کیا اللہ تعالے سے تو اللہ تعالے نے اُسپر جنت حرام کردی اور

Marfat.com

وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
اور دوزخ ہی اُسکا ٹھکانا ہے اور گنہگاروں کا کوئی مددکرنے والا نہیں البتہ کافر ہوئے جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ
ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
تین میں کا ایک ہے حالانکہ کسی کی بندگی نہیں سوائے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہیں
لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ
تو پہونچیگی ان لوگوں کو جو منکر ہوئے ہیں دکھ کی مار کیوں نہیں توبہ کرتے ہیں اللہ تعالے سے
وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ
اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالی ہے بخشنے والا مہربان کچھ نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہے
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ
گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اُسکی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے کھانا
اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝
دیکھ کیسے بتاتے ہیں ہم انکو نشانیاں پھر دیکھ کدھر کہاں اُلٹے جاتے ہیں

اللہ عزوجل نے ان آیات میں نصاری کے مشرک فرقوں کا کفر وبہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسی علیہ السلام میں اُلوہیت گمان کرکے احمق ہورہے ہیں چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ یعنے واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ یہی مسیح پسر مریم ہے ف تعجب ہے کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے پھر اُسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور یہ پہلے بیان ہوچکا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کلمہ کہنے لگے اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الٰہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلادی۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۔ حالانکہ مسیح نے عموماً کہا تھا کہ ای بنی اسرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالے کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے یعنی بنی اسرائیل کو تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت وفرشتہ وغیرہ کچھ نہیں ہے سوائے ایک اللہ تعالے کے جو میرا وتمھارا پروردگار ہے الوہیت اُسکے سوائے کسی میں نہیں ہے پس جسنے پیدا کیا وہی خالق ورازق وجامع صفات کمال معبود حق ہے اُسی کی عبادت فرض ہے پس گویا یہ کہدیا تھا کہ مین خبردار ہون اور ہرگز مین معبود نہیں ہون اور معبود کیسا کہ مین شریک بھی نہیں بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب مین کسی مخلوق کو شرکت نہیں ممکن ہے اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا وظالم وخبیث ہے بلکہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے ف خواہ افعال مین شرک کرے اسطرح کہ جو باتین اللہ تعالے نے اپنی عبادت قرار دی ہین وہ کسی مخلوق کیواسطے بجالاوے مثلاً کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا حج تعظیم بجالانے کو جناب باری تعالے کے واسطے کھڑا ہوتا ہے اسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا قبر ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالے کیواسطے ہین انکو کسیکے واسطے بجالاوے یا اعتقاد مین شرک کرے مثلاً کسیکو رازق وخالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالے سے ڈرتا ہے یا اُسکے حکم کو شریعت سمجھے

Marfat.com

اور اسی کے مانند تمام وہ صفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد کرے اور اسی کے مانند موت و زندگی وغیرہ ہی بالجملہ جو کوئی اللہ تعالے کی ذات وصفات وافعال مین کسی طرح شرک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔ تو اللہ تعالے نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہی یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع ومحال کردیا ہے کیونکہ اس خبیث نے اپنے مالک وخالق ورزاق ومنعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے اپنی بیحرمتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو عدم سے وجود مین نکالا اور نعمتون سے تندرست پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منھ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق عبادت سمجھا پس وہ قطعًا جہنم کے لائق ہوا اسیواسطے فرمایا۔ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہی۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ہے جو اسکو عذاب الٰہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان کے لائق ہی اُسکے سوائے دوسری جگہ اسکو برتے پس کامل درجہ کا اظلم وہ ہی جو عبادت الٰہی کو جو اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہی کسی مخلوق کے واسطے کردے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہی صرف صفت مین نوکری و بادشاہی کا فرق ہی اگر یہ نوکر بادشاہ کو چھوڑ کر اُسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بنادے تو اس نوکر کی کیا سزا ہی بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پھر اس سے بدتر حال مشرک کا ہی کیونکہ بادشاہ وغلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق ومخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہی پھر غور کرو کہ جو باتین جناب باری تعالے سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی مانگے تو یقین تو یہی ہی کہ بادشاہ قتل ہی کرڈالیگا لیکن پاک ہی جناب باری تعالے عز وجل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہی پھر توبہ کرکے نیک کام کرے تو معاف فرماتا ہی اور بڑا کرم یہ کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہ دیتا ہی پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہی کہ مرتے دم تک اللہ تعالے کو نہ مانے اور شرک وکفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالے کے رسول وانبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالے کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہی تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود ایسی سزا کے قابل ہی جو کوئی مخلوق اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہی کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہی چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھے تو جان نکلجاوے پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہی کیونکہ اللہ تعالے کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنیکی مجال ہی پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھو اور اسکے دین کی سمجھ دیکھو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اُسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین نہایت سچ بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالے کے بندے ورسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالے تیسرا ہی تین آلہہ کا یعنے تین آلہہ مین سے ایک اللہ تعالے اور باقی دونون عیسی واُسکی مان ہی اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق ومختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الٰہ ہی اور یہ تین اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہی کیونکہ جو چیز مرکب ہی وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہی کہ جبتک یہ اجزا نہون پھر جمع نہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خداے تعالی اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود مین خالق کی احتیاج ہی پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہی پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے جسمین یہ محتاجی نہو تو وہی خالق خود مختار ہی جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اُسنے چاہا تو عیسیٰ کو بدون باپ کے پیدا کردیا اور جب چاہا عیسیٰ کی مان کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما وعقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا بودا نہین جیسا

Marfat.com

یہ قول و اعتقاد ہی کہ اللہ تعالے تین الٰہ کا ایک ہی۔ اور اہل ایمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کوئی بھی نہین الٰہ ہی سوا ے ایک اللہ تعالے کے ف لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم ۔ اور اللہ تعالے ان کافرون کے خوار کرنے کو اپنے رسول عیسی علیہ السلام سے قیامت مین خطاب فرماویگا۔ اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ یعنے جب فرماویگا اللہ تعالے کہ اے عیسی بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجکو اور میری مان کو دو آ معبود بنالو اللہ کو چھوڑکر تو عیسی کہیگا اے میرے معبود تو پاک ہی الی آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالے نے ان کافرون کو بہتان و کفر پر وعید و تہدید فرمائی بقولہ۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو بکتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الٰہ کہنے سے باز نہ رہے اور اللہ تعالے کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ضرور پہونچیگا انہین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے پس اگر موت سے پہلے مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالے کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بندہ و رسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون کی کتابونکو مانا اور محمد صلعم کو بندہ و رسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ جنتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہی فافہم مسئلہ اگر کسی نے عربی مین کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ تو واحدی نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہی کہ دو آدمی جو آپسمین باتین کرتے ہین وہان تیسرا اللہ تعالے کا علم ہی جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالے ہی یعنے ہمارے تمہارے حال سے کوئی واقف نہین سوا ے اللہ تعالے کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورہ مجادلہ مین اللہ تعالے نے فرمایا و ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین نفس خفیہ شورہ کرنے والے مگر انکا چوتھا اللہ تعالے ہی اور نہ پانچ مگر انکا چھٹا اللہ تعالے ہی یعنے بندونکو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالے ہر خفیہ و علانیہ باتون پر واقف ہی اور اسکا علم سب کو محیط ہی اور آنحضرت صلعم نے غار مین حضرت ابوبکر صدیق کو خطاب کیا کہ ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونیسے ڈرتا ہی کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہی جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالے ہو۔ یعنے اللہ تعالے جسکے ساتھ ہی اُسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ ہستی نہین رکھتی ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالے کا علم محیط ہی تو بھی اس طرح کہنا حرام ہی اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اسوجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہی ہان اگر وہ کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالے کا علم ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی واللہ تعالے اعلم پھر حق تعالے نے ان کافرون و بدزبانونکو نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالے۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ انکو کیا ہوا ہی کہ اللہ تعالے کیطرف رجوع نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۔ مما قالوہ ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث وغیرہ سے اور یہ جھڑکی و ملامت ہی کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اور اللہ تعالے غفور رحیم ہی ف جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہی حدیث صحیح مین مضمون ہی کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالے کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہی تو اللہ تعالے کو بہت پسند آتا ہی گویا یون قیاس کرنا چاہیے کہ رحمت الٰہی ایسے جوش مین آتی ہی جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہو جاوے پھر واضح ہو کہ نصاری فقط اس جہالت کے اعتقاد سے توبہ نہین کرتے کہ مسیح علیہ السلام الٰہ یا شریک الٰہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا انکا شبہہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

Marfat.com

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ۔ مسیح مریم کا بیٹا نہیں ہے سوائے اسکے کہ رسول ہے یعنی یہ مسیح جو مریم کا بیٹا اسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہے
اور پیدا ہونے میں انسیت تک حمل رہا تب پیدا ہوا یہی مسیح کا وجود ہی تھا تو مسیح بن مریم فقط ایک رسول ہے اللہ تعالیٰ نے علاوہ بیان
ایک کر دیا ان کو یاد دلانے کو اور عیسیٰ میں کسی قدرت کا نام نہیں ذکر فرمایا سوا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے تو اسمیں نکتہ یہ
ہے کہ قرآن کے [illegible] جو کچھ تمام میں کہیں حرف تعلق نہیں جسکا نام تو اسکو تعریف [illegible] سے ہم بیان کرتا
ہے مریم کو [illegible] مسیح [illegible] مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا
بندہ و رسول پیدا ہوا لیکن وہ رسول ہی ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ مسیح سے پہلے اور بہت رسول گذر چکے
ہیں تو جیسے وہ بھی ایک شخص گذر جانے والے [illegible] وہ الٰہ ہرگز نہیں جیسے کہ فرقہ لوگ گمان کرتے ہیں وہ رسول گذر جانے [illegible]
[illegible] سب بندے و رسول تھے [illegible] خدا یا بیٹا کیسے ہو جاوے [illegible] حالانکہ
جو تغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کبھی بچہ اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال میں اور کبھی کسی حال میں وہ حادث و ممکن ہوگا پس
عیسیٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہے کچھ واجب قدیم نہیں [illegible] الوہیت کا نام بھی نہیں ہے اور اگر [illegible] کیسے ہو کر
باپ کے پیدا ہوئے تو بھی خود ظاہر ہے کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہے اور اگر یہ بھی نہیں سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی
قدرت میں بالکل آسان ہے وہ تو جو چاہے کر سکتا ہے نہیں دیکھتے ہو حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں اور باپ کے پیدا کر دیا اور حضرت صالح کی
اونٹنی کو پتھر سے پیدا کر دیا [illegible] اپنے بچہ دیا اور وہ جوان ہو کر [illegible] تعجب ہے [illegible] یہ محض عیسیٰ ہے بلکہ قطعاً یقین کرو
کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تعالیٰ کا تھے اور انبیا علیہم السلام اس سے پہلے گذرے ویسے ہی یہ بھی گذر گئے جیسے وہ سب بندے
خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہے وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ اور عیسیٰ کی ماں ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالیٰ نے پیدا
کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی میں بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بد حرکت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور عبادت کرتی
میں یہی ہی یہود [illegible] جو کہتے ہیں کہ [illegible] یوسف نجار [illegible] کیا جسم سے عیسیٰ پیدا ہوا اور وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بات نصرانی کہتے
ہیں یہ محض بہتان و کفر ہے [illegible] بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونوں
آدمی تھے انھیں کیطرح زندہ رہے كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ دونوں طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسیٰ و اُس کی ماں دونوں
طعام و اناج کھاتے تھے جیسے اور حیوانات کھا لیتے ہیں اور اسکا گوہ گو بیچانہ پھرتے ہیں اور جو ایسا ہو وہ الٰہ نہیں ہو سکتا
[illegible] اور یہ مراد نہیں کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہو وہ الٰہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتوں میں کھانے پینے وغیرہ کی
حاجت نہیں ہے حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جسمیں یہ نقائص موجود ہوں وہ الٰہ نہیں ہو سکتا اور یہ مراد نہیں
کہ جسمیں نہوں وہ الٰہ ہو جاوے پس جسمیں ایسے نقائص ہوں اسمیں الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہے کہ جانوروں میں نہ ہوگی اور
الٰہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہے اور سوا اسکے کسی میں الوہیت کا نام بھی نہیں بلکہ ممکن نہیں ہے پھر
واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقہ۔ میں صریح دلالت ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا وقد قال تعالیٰ وصدقت
بکلمات ربہا۔ یعنے مریم نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح میں چند عورتوں کا اپنی جنس میں کمال کو پہونچنا بیان
ہوا ہے منجملہ اسکے مریم ہیں اور ام المومنین عائشہ کی فضیلت عورتوں پر مذکور ہے پس معلوم ہوا کہ مریم نبی نہیں ہیں جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے

فقط ملائکہ کے خطاب کرنے سے مریم و سارہؓ و مادر موسیٰ کے نبی ہونے کا زعم کیا ہی اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالے نے نبی کوئی عورت نہین بھیجی اور شیخ ابو الحسن الاشعری نے اسپر اجماع نقل کیا ہی پھر اللہ تعالے نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ - اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ - یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہین ان کافرون کے واسطے آیتین ف جو ہماری وحدانیت پر صریح دلالت کرتی ہین - اور انکے اوہام وکفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل وجھوٹ ظاہر کرتی ہین - ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ - پھر تو دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ انظر فقط تعجیب ہی کہ نصاریٰ کو بندہ اور رب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہی کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کر سکتا اسیواسطے آگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

تو کہہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ تعالے کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمہارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالے وہی ہی

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

سنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ - یہ خطاب نصاریٰ کو اولًا اور باقی سب کو عمومًا ہی یعنے کہدے ای محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو - مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوائے دوسرے کو - مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا - جو نہین مالک ہی تمہارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود و اِلٰہ بناتے ہو جو تمہارے نفع وضرر کا مالک نہین ہی اور یہ استفہام انکاری ہی کہ مت ایسی چیز کو پوجو اگرچہ کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ - وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - اور اللہ تعالے تمہاری دعاؤن کا سننے والا اور تمہارے احوال کا جاننے والا ہی ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا واضح ہو کہ ما لا یملک فرمایا اور من لا یملک - نہین فرمایا اگرچہ یہ فہمائش نصاریٰ کو ہی اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود و اِلٰہ بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت اسمین نہین ہی بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول وغیر ذوی العقول سب کو شامل ہی تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت وطاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبی بزرگ کے حق مین اوتعالے جل جلالہ کا یہ فرمان ہی کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہی وہ کسیکے نفع وضرر کا مالک نہین ہی تو مقتضائے ایمان یہ ہی کہ بندۂ مومن تمام مخلوقات مین سے کسیکو خواہ نبی ہو یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہی بلکہ نیک بندونکو جناب باری جل جلالہ مین دعا کرنیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہی اور قادر مختار فقط اللہ تعالے ہی جو چاہے کرے ف قال فی العرائس لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ - یعنے یہ اندھے لوگ بدیدۂ حقائق وحدانیت الٰہی عزوجل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے منزہ از اجتماع واقتران وامتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہی وہ لطائف آیات وبراہین معجزات سے اہل ایمان کامل کی آنکھون پر ظاہر ہوگے ہین اور جو کچھ درباب وحدانیت کے اوہام وخیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہی چنانچہ فرمایا وما من الہ الا الہ واحد کوئی اسکی ضد نہین اور کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہی تو اوہام وتصورات وخیالات کی مجال ہی ندار ہی پھر جب اوتعالے نے ظاہر فرمایا کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالے کے خالص بندے اور انکی آیات وصفات کے واسطے مقامات تجلی ہین اور اللہ تعالے کے نزدیک برگزیدہ اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ وبشر ہونے سے خارج نہین ہین

Marfat.com

اور یہی سب حاجتیں اور بشر ہونے کی صفت ان دونوں میں موجود ہیں کہ قال تعالیٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ و حاصل
آنکہ مسیح علیہ السلام تو ایک پیغمبر ہیں رسول بخصوص ہیں اسکو بنی اسرائیل کی ہدایت وغیرہ کے واسطے بھیجا گیا ہے کہ وہ لوگ اسکو
سچا رسول جانیں اسکی ہدایت کے موافق اللہ تعالیٰ کی بندگی بجا لاویں اور سب سے پہلے اسکی ماں نے اسکی تصدیق کی پھر کر آیات و صفات
کے مصدق ہوں [illegible] بشر کی [illegible] حاجتوں سے [illegible] کانا یاکلان الطعام۔ اور اس سے
[illegible]

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ
ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝
تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور جو اسپر اتارا گیا تو انکو رفیق نہیں ٹھہراتے لیکن انمیں سے بہت لوگ بے حکم ہیں

بیان سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاویں پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور انپر حجت پوری ہوگئی۔ قُلْ
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ کہدے اے محمد صلعم اہل کتاب یہود و نصاریٰ سب کو۔ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ
مت حد سے تجاوز کرو اپنے دین میں ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہو بایں طور کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اس سے
گھٹاؤ جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت مسیح کو رسول نہیں مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ بایں طور کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اس سے
انکو چڑھاؤ اور معبود و خدا یا اسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر و بے انصافی ہے ولیکن ان یہود و نصاریٰ نے توریت کو اور انجیل کو اپنے نکون
کی بگاڑی ہوئی حالت میں پایا اور جو بدعتیں لئے پائیں انہیں کو دین بنایا اور دین الٰہی میں بلا دلیل و بغیر فہم کے محض تقلید کر لی حالانکہ
اپنے خالق عز و جل کی وحدانیت و اسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے میں تقلید بالکل باطل و حرام ہوتی ہے لہذا جملہ اہل کتاب کو منع کیا
بقولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ۔ یعنے تمہارے اگلے جو غلو اور حد سے تجاوز کر گئے ہیں

انکی نفسانی خواہشون کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ غلو کرکے خود گمراہ ہو چکے۔ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا۔
وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ۔ اور راہ حق سے بھٹک گئے اور سواء دراصل بمعنے وسط ہی پس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر
یا افراط مین پڑے جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی پس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہی کہ خود گمراہ ہوے اور دوسرونکو گمراہ کیا
اور دوم ضلوا سے یہ بیان ہی کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت
ہی کہ اہل ایمان کو لازم ہی کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون اسمین انکی پیروی نکرین
ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویساہی انکو نیز ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماے دین جنکے متبع سنت و طریق
حق پر ہونیکا علم ہی اگر انمین سے کسی شخص سے اجتہاد مین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بندے دامتی ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا
پھر اگر اسکا اجتہاد تمھارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز و جل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو
اور تعصب سے کسی عالم کے بندے مت ہو مگر ہرگز زبان درازی و طعن مت کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہی اور حدیث مین قیامت کے آثار
مین سے یہ بھی آیا ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خذ لنے ایسا کرتا ہی اور جو کوئی لعنت نکرے
بلکہ طعن کرے وہ بھی انھین کے قریب قریب ہی۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ
دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داود و عیسی ابن مریم ف چنانچہ
شہر ایلہ والون نے تو حضرت داود علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خداے تعالے سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہوگئے اور یہ قصہ آگے
انشاء اللہ تعالے مفصل آویگا اور حضرت عیسی علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اترنے کی درخواست
کی تھی اسمین رکھ چھوڑنا منع تھا آخر کار جمع کیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کی بددعا سے سور ہوگئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالے
آویگا۔ ذَٰلِكَ۔ اللعن۔ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کے تھا
ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعضی نافرمانی و تجاوز قلب سے کافر ہو جاتا ہی چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کیونکر ملعون ہوگئے حالانکہ
زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ
عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہی نہین روکتے تھے ف یعنے اس
حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا ہی دوبارہ اسکو مت کرنا اور فعلوہ کی ضمیر
ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انمین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا
مرتکب جبکہ انھین مین سے تھا تو فعل کو مجازاً سب کیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین اشارہ ہی کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی
خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوے حتی کہ جو عذاب آدیگا
وہ ان سب پر نازل ہوگا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ فعلہم ہذا۔ انکا یہ فعل بہت برا تھا جسکے مرتکب تھے ف
یعنے فعل منکر سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نہ کرنا بہت بری بدفعلی تھی۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین
بہت ضروری کام ہی ہاے افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منھ موڑ لیا اور توجہ چھوڑدی ہی انتہی کلامہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہوگئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

Marfat.com

پس علما بھی انکی مجلسون مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہی کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے اور انکے ساتھ کھانے پینے لگے پس اللہ تعالیٰ نے انکے دلون مین
نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر انکو ملعون کیا اور یہ ملعون کرنا بسبب انکی نافرمانیون و حد سے تجاوز کرنیکے تھا راوی نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تمہی بھی نکار ہوگا جبتک کہ لوگون کو حق پر
آمادہ نہ کرو (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہی کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر پہلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا کہ ای
شخص تو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کر اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہی کیونکہ یہ حلال نہین ہی پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکو اسی حال پر ناجائز فعل کا مرتکب پاتا پس اسکو
اس ہوس پر منع نکرتا کہ یہ یا نا نہین ہی اب مین منع نکرون تاکہ اسکے کھانے پینے مین ہم جلسہ ہون پھر جب بنی اسرائیل نے کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکے دلون میں پھوٹ ڈالدی پھر
پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل تا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین پس قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا اور ضرور منع کروگے
بُری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید کہ تکو بھی ملعون کرے
جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابو داؤد و الترمذی وحسنہ و ابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے
قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجے پھر تم اُس سے دعا
کروگے اور تمہاری دعا قبول نہو گی (رواہ احمد و الترمذی) صحیحین مین ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنے کسی شخص سے کسی
بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہی تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے بُرا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان
ہی عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہی کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالیٰ سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہی تاوقتیکہ یہ نہو
کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اُسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نہ کرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ
تعالیٰ خاص و عام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی (رواہ احمد) بُرے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے بُرا جانا یا انکار
کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہی جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابو داؤدؒ سے ثابت ہی اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہی
کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت
نہین ہی (رواہ احمد و ابن ماجہ و الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا گیا کہ یا رسول اللہ امر معروف و نہی از منکر کب
چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتون مین ظاہر ہوئی تھین ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر
ہوئی تھین فرمایا کہ بادشاہت و سرداری تمہاری کمینون مین اور زناکاری و بدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو تب یہ اٹھ
جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور روایات اس باب مین بہت ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ بنو اسرائیل نے
تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدون مین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور
منکر باتون سے منع کیا پس آخر اسی دن مین ان سب کو بھی قتل کرڈالا پس وہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات
مین۔ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ تو دیکھتا ہی ای محمد صلعم بہتیرون کو انمین سے ف یعنے یہودیون مین سے مانند
کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہی مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے دیکھتا ہی کہ
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ دوست ولی بناتے ہین کافرون کو یعنے مکے کے مشرکون کو تیرے ساتھ بغض نکالنے کے واسطے
اپنا ولی و دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

Marfat.com

البتہ بہت بُری ہی وہ چیز جو انھون نے اپنی ذات کے واسطے بہونچا رکھی ہی یعنے بُرے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے بہونچا رکھے ہین جو
انکے واسطے یہ واجب کر دینے والے ہین کہ غضب کرے اللہ تعالے ان لوگون پر ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیہم ۔ بتاویل اِن
مصدریہ کے مخصوص بالذم ہی اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو بد اعمال اپنے لیے بھیج رکھے ہین تبر اللہ تعالے کا غضب ہی وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خٰلِدُوْنَ ۔ اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اُسکے رسول سے دلمین
دشمنی کی اور اُسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب اسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہی حالانکہ اہل کتاب
ہر حال مین مشرکون سے اپنے ہمجنس یعنے دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین یہین سے فقہا نے کہا ہی کہ جو کتابی ہی یعنے کسی سماوی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہی
اگرچہ اسپر ٹھیک نہ قائم ہو تاہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہی جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر اس زمانہ کے مسلمانون سے تعجب
ہی کہ آپسمین ایک دوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکے واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہی کہ اللہ تعالے کی توحید پر و آنحضرت
خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھین اور شرک و بے ایمانی کی باتون سے پرہیز کرین و سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور اگلے علماء صالحین کے
واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین شفقت اُٹھا نیکی عادت ڈالین اور فاسقون سے پرہیز کرین اور آپسمین ایک دوسرے کو امر معروف
و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اُٹھاوین اور موت کو غنیمت جانین و السلام ۔ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ ۔ اور اگر یہ لوگ اپنے دلون مین یقین اُتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی
پیغمبر پر نازل کیگئی ہی ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہدؒ کی تفسیر ہی بعض نے کہا
کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے جو کتاب اسپر نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے
موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہی اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسرین نے
اختیار کیا ہی پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہی تو
مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ نہ بناتے کافرون کو اپنا ولی و لیکن
بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین ف پس بہ سبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات
کرتے ہین ۔ اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے
موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہود مین سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہی ۔
ف قال فی العرائس قولہ تری کثیرا منہم الی آخر الآیۃ ۔ اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا ہی کہ کفر مین ایک جنس کے کافر
دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایک دل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہی کہ موالات
کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات
مین رازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الٓہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایک دل ہو جاتے ہین پھر ظاہر فرمایا
کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اُترتا ہی اور ہمیشہ اُسکے عذاب مین رہتے ہین
لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۲
تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ عداوت مین مسلمانون کے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

Marfat.com

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝

[illegible]

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا

[illegible]

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

[illegible]

ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝

[illegible]

اور رہبان جمع راہب بمعنے نصرانی گوشہ نشین ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہ ہین جو
ملک حبش سے آئے تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ واسکے ساتھی ہین
اور ظاہر یہ ہی کہ جو امور خیریت کے ایمان کے متعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموما
ہوسکتے ہین انمین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقۂ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت
بھی پوری نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے
ت قال فی العرائس قولہ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا ۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہوگئے
اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہوگئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات
شریعت مین پہلے تو گوسالہ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گرکر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک
مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہوگئے جسکو حضرت قدیم عزوجل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم
چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجہ کمال عداوت ہوگئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ وحیت والے ہوے
ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور دنیا سے بے غنی وغیرہ پس انکی ہمت بلند
تھی کہ الہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الہی
تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکے
مین پڑگئے لیکن اتنی استعداد انمین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرنے مین بہ نسبت یہود کے زیادہ
قریب ہوے اور اسلام محض توحید الہی عزوجل ہی اور رہبان جن قسیس و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عزوجل
کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و واضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع
لائے اور مسلمان ہوگئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گرمی ہوئی باتون سے نکال لیا اور
شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بٹایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانہم لایستکبرون یعنے
برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فورا ترک کردی

ذیل در بیان ولایت

ولایت دراصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی بقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من
حبل الورید شہرگ گردن سے زیادہ قرب الہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامہ مومنین کو
حاصل ہی بقولہ تعالے ۔ اللہ ولی الذین آمنوا ۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی ۔ اور فرمایا وہو یتولی الصالحین ۔ وہ نیکوکارونکا متولی ہی
اصل باہمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی بقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت
ہی و لقولہ تعالے یحبہم ویحبونہ ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علماءؒ نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب
مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہوگیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق مین بولنا نہین جائز ہی جب محبت لازمہ ولایت ٹھہری تو جس کسی سے محبت ہو اسکو اپنا ولی بنانا ثبوت ہوگا کیونکہ ولایت مین

محبت اصل ہی اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہی اور محبت مین دو صورتین ہوتی ہین اول یہ کہ دونون طرف سے حبیب و محب ہو۔ اور ولایت ایمانی مین بندۂ صالح کو جناب حدیث جل شانہ مین یہی مضے حاصل ہوتے ہین کیونکہ اول اللہ تعالے ہی کی طرف سے محبت ہوتی ہی اور یہ قسم **ولی مراد** ہی اور کبھی بتحریک سلسلۂ صحبت ہوتی ہی تو یہ **ولی مرید** ہی پس اگر کفر و شرک و بدعت وغیرہ سے محبت ہو تو آخری نتیجہ یہ کہ ایمان سے محروم ہو جاوے۔ خصوص صورت دوم مین وہ یہ ہی ایک طرف سے جانب محبت غالب ہو اور دوسری طرف سے محبوبیت غالب ہو تو جو رنگ محبوب ہی وہی رنگ محب ہو جائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات مین سے کوئی محبوب ہو تو محب دائرۂ امکان سے خارج نہوگا تو کبھی واصل نہوگا ہان اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہی کہ اُسنے راہ حق مین کس طرح جان فدا فرمائی تو خود بھی اسیطرح جان فدا کرے پس واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہی **شیخ جوزجانی**ؒ نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو کر دیدار آیات حق مین باقی ہی اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہی **ابراہیم ادہم**ؒ نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہی تو دنیا و آخرت سے منھ موڑ کر اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو **امام قشیری**ؒ نے فرمایا کہ ولی وہ ہی کہ اللہ تعالے اسکو اُسکے جی کے اختیار مین نہین چھوڑتا بلکہ خود متولی ہو جاتا ہی ولیکن اسکے واسطے لازم ہی کہ بندہ اسکے احکام عبادات کا متولی ہو لہذا جس شخص پر **شرع** کیطرف سے **اعتراض** ہو وہ مغرور فریب مین گرفتار ہی **بایزید**ؒ نے فرمایا کہ جو شخص **شرع** کے آداب مین امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہین ہو سکتا **شعرانی**ؒ نے طبقات کبری مین لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہی یہ صریح **امام جنید**ؒ کا قول ہی اور **مشائخ** بالاجماع متفق ہین کہ وہی راہ حق مین چلنے والا ہی جو علم شریعت مین ماہر ہو و متبع ظاہر **امام شاذلی**ؒ نے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے لوگون سے بے علم مرید بکثرت لیجیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہین معلوم ہی انتہی اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت و اہل دنیا و خلاف شرع کی ولایت و محبت مین کسقدر عظیم ضرر ہی اور رب عز و جل نے اپنے بندون کو اعلی ہدایت سے سرفراز فرما کر آیات کثیرہ مین موالات کفار سے منع فرمایا اور **حدیث** مین ہی کہ جو شخص جس سے محبت کرے انہی کے ساتھ ہوگا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار سے بڑی نعمت و امید کا مقام ہی۔ اللہم اجعلنا من یحب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تمّ الجزء السادس بحمد الله تعالیٰ وتوفیقه ویتلوه السابع من قوله تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوا الآیة. والحمد لله رب العٰلمین ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذا کتٰبنا ینطق علیکم بالحق

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۶

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com